وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَاَمْنًا - (البقرۃ)

حرمین شریفین کا تحفظ اور یمن کا امن

اخبارات و رسائل میں شائع ہونے والے مضامین اور کالموں کا مجموعہ

www.KitaboSunnat.com

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لیے

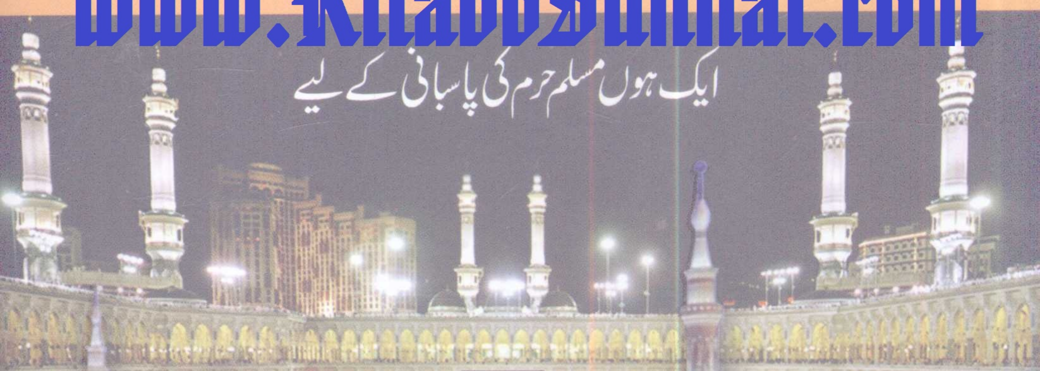

Dar-ul-Andlus

جمع و ترتیب : قاری محمد یعقوب شیخ

گولڈ میڈلسٹ کنگ سعود یونیورسٹی الریاض

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللّٰهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- **کتاب وسنت ڈاٹ کام** پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب...عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- **مجلس التحقیق الاسلامی** کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (**Upload**) کی جاتی ہیں۔
- **دعوتی مقاصد** کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (**Download**) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

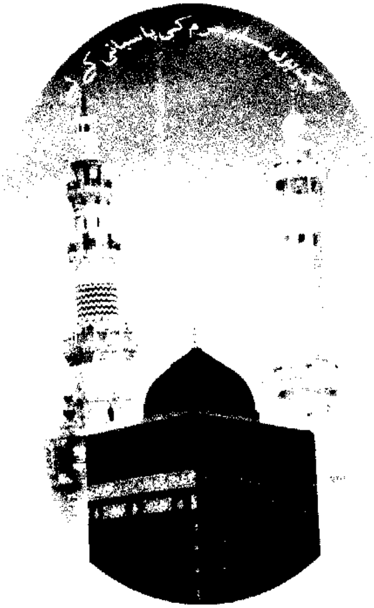

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَاَمْنًا - (البقرة)

حرمین شریفین کا تحفظ اور یمن کا امن

اخبارات و رسائل میں شائع ہونے والے مضامین اور کالموں کا مجموعہ

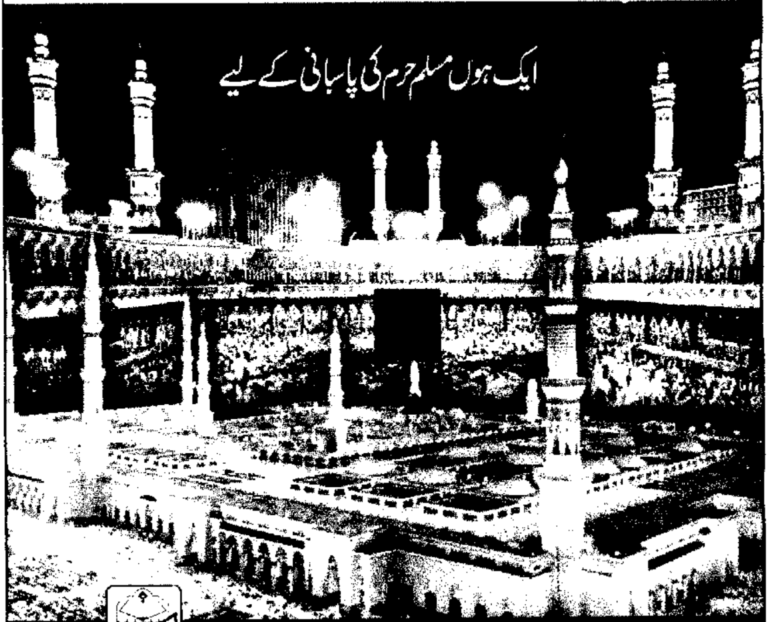

Dar-ul-Andlus

جمع و ترتیب: قاری محمد یعقوب شیخ
کوآرڈینیٹر کنگ سعود یونیورسٹی الریاض

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

حرمین شریفین کا تحفظ اور یمن کا امن

اخبارات و رسائل میں شائع ہونے والے مضامین اور کالموں کا مجموعہ

جمع و ترتیب : قاری محمد یعقوب شیخ
گریجویٹ کنگ سعود یونیورسٹی الریاض

سرورق .... عمران ندیم

ترتیب و تزئین .... محمد شفیق

دار الاندلس
Dar-ul-Andlus

4-لیک روڈ چوبرجی لاہور +92-42-37230549 | غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور +92-42-37242314 | بالمقابل سفاری پارک گلشن اقبال کراچی +92-21-34835502

Head Office : Cell + 92-322-4006412 Email: dar_ul_andlus@yahoo.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست

نمبرشمار	نام	عنوان	صفحہ
		عرضِ ناشر	9
		مقدمہ	13
1	پروفیسر حافظ محمد سعید	سعودی اور یمن کی موجودہ صورتحال پر خصوصی پیغام	19
2	پروفیسر حافظ محمد سعید	سعودی عرب اور حرمین کا دفاع، خصوصی انٹرویو	21
3	مولانا امیر حمزہ	سعودی عرب اور ایران کے نظام حکومت آمنے سامنے انٹرویو	28
4	مجیب الرحمن شامی	سعودی عرب کا ''افغانستان''	37
5	مولانا امیر حمزہ	یمن میں امن کیسے ممکن؟	42
6	مولانا امیر حمزہ	یمن، سعودی عرب اور عالمی منظر	47
7	مولانا امیر حمزہ	امام کعبہ اور اکنا مک کوریڈور	51
8	قاری محمد یعقوب شیخ	ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لیے	55
9	قاری محمد یعقوب شیخ	ملکِ امن سعودی عرب اور یمن	61
10	قاری محمد یعقوب شیخ	پاک عرب دوستی؟	65
11	قاری محمد یعقوب شیخ	اجرتی قاتل یمن کے حوثی	69
12	قاری محمد یعقوب شیخ	لبیک حرمین شریفین لبیک	74

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

13	مبشر احمد ربانی ﷾	سعودی عرب کی حوثی باغیوں کے خلاف کارروائی کی شرعی حیثیت	79
14	محسن فارانی	یمن کا تاریخی پس منظر اور حالیہ بحران	91
15	عطاء الحق قاسمی	پاکستان، سعودی حکومت کو تنہا نہ چھوڑے!	112
16	انصار عباسی	وزیراعظم، آرمی چیف سعودی عرب جائیں	116
17	ڈاکٹر محمد اجمل نیازی	یمن سے وطن تک	119
18	الطاف حسن قریشی	ہمارا قومی مفاد کیا ہے؟	123
19	شہریار خان	سعودی یمن تنازعے میں پاکستان کا کردار	128
20	سلیم صافی	یہ باغیوں کے خلاف جنگ ہے، ہم غیر جانب دار نہیں رہ سکتے یمن تنازع: عرب ناراض کیوں؟ جرگہ	132
21	اوریا مقبول جان	شیطان بزرگ سے دوستی، مرگ بر امریکا کی رخصتی	137
22	حامد میر	شاہ فیصل بننا آسان نہیں	143
23	عبداللہ طارق سہیل	چلتے ہو تو یمن کو چلیے	148
24	ڈاکٹر عامر لیاقت حسین	سعودی عرب کو تنہا نہ چھوڑا جائے!	152
25	قاری محمد یعقوب شیخ	کیا ایران سعودی عرب کو غیر مستحکم کرنا چاہتا ہے؟	157
26	رؤف طاہر	کیا ہم پرامن حل کے نام پر طوطا چشم ہو گئے؟	164
27	ارشاد احمد عارف	نیچاں دی اشنائی کولوں	169
28	اسرار بخاری	یمن بحران۔ وزیراعظم نواز شریف کا درست فیصلہ	174
29	اسرار بخاری	عہد قدیم سے یمنیوں کے خانہ کعبہ پر حملے	178
30	اسرار بخاری	ایران کا چار نکاتی فارمولہ، ایک جائزہ	181
31	نعیم قاسم	ایران، سعودی عرب مخاصمت اور پاکستان	185

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

32	حبیب اکرم	سعودی عرب کی مدد کیوں؟	190
33	حبیب اکرم	قرارداد: کمزوری کا اظہار یا طاقت کا اعلان؟	194
34	علامہ ابتسام الٰہی ظہیر	تین اہم خبریں	198
35	نجم ولی خان	امام کعبہ کی عوامی سفارت کاری	200
36	اشتیاق بیگ	یمن تنازع۔ پاکستان کی سفارتکاری کا امتحان	205
37	اشتیاق بیگ	مشترکہ اسلامی فوج کی تشکیل۔ وقت کی اہم ضرورت	210
38	سردار محمد اسلم سکھیرا	''اے خاصہ خاصانِ رُسل وقت دعا ہے''	214
39	نصرت مرزا	یمن کا تنازع	219
40	ڈاکٹر مرزا اختیار بیگ	یمن کی خانہ جنگی اور مسلم امہ کا کردار	224
41	رانا شفیق پسروری	پاکستان پر سعودی عرب کے احسانات پاک سعودیہ تعلقات، دوراہے پر	229
42	حبیب اللہ سلفی	سعودی عرب کے گرد گھیرا تنگ کرنے کی سازشیں	232
43	حبیب اللہ سلفی	پارلیمنٹ کی قرارداد اور عوامی رائے	237
44	حبیب اللہ سلفی	یمن تنازعہ پر پارلیمنٹ کا اجلاس بلانے کا فیصلہ	242
45	حبیب اللہ سلفی	سیاسی وعسکری قیادت کا دورہ سعودی عرب	247
46	حبیب اللہ سلفی	امام کعبہ کے فرمودات پر عمل درآمد کی ضرورت	252
47	ڈاکٹر مجاہد منصوری	سرزمین حجاز کے دفاع میں پاکستان کا کردار	257
48	محی الدین بن احمد الدین	پاکستان کو سعودی عرب کے ساتھ کیوں کھڑا ہونا چاہیے؟	263
49	ڈاکٹر زاہد حسن چغتائی	پارلیمنٹ کی قرارداد پاکستانیوں کے دل کی آواز نہیں	267
50	قاضی کاشف نیاز	مقدمہ سعودی عرب	271

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

51	علی عمران شاہین	1 سعودی عرب کا دفاع ہمارا اعزاز ہوگا 2 سعودی عرب کا دفاع پاکستان کا ہی دفاع ہے	287 291
52	صلاح الدین اولکھ	گریٹر اسرائیل کے لئے مشرق وسطی میں امریکی مہم جوئی	295
53	جی این بھٹ	یمن میں عربوں کی حربی کمزوری عیاں	298
54	عبد الرحمان الراشد	قرارداد 2216 اور ایران کا یمن میں منصوبہ	302
55	امتیاز احمد تارڑ	پاکستان سعودی دوستی کو میڈیا کے اژدھام نے کیسے نگلا؟	305
56	خالد المعینا	ایک مختلف قسم کے سعودی!	309
57	انور غازی	امام کعبہ کا فکر انگیز خطاب	312
58	ابو عبد اللہ	یمن کی خانہ جنگی میں امریکی این جی اوز کا کردار	317
59	صفی اللہ	یمن میں حالیہ خانہ جنگی کی مختصر تاریخ	320
60	بشریٰ امیر	مسلمانوں کا نصب العین ..... الحرمین ..... الحرمین	323
61	نازیہ مصطفی	تاریخ یہ سوال ضرور پوچھے گی!	329

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عرضِ ناشر

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ ،أَمَّا بَعْدُ!

سرزمین حجازِ مقدس (سعودی عرب) دنیا میں امت مسلمہ کے اتحاد کا مرکز، منبع رشد و ہدایت، سعادت کا مرکزی سرچشمہ، روحانی درس گاہ اور ہر دور میں امت مسلمہ کے منتشر ہوتے اجزاء کو یکجا کرنے اور اتحاد و اتفاق کی علامت ہے۔

جب تمام دنیا اولاد آدم کے باہمی جنگ و جدال اور فتنہ و فساد سے خون ریزی کی دوزخ بن جاتی ہے تو پھر بھی ایک گوشۂ مقدس موجود رہتا ہے جو ہمیشہ اپنے دامن میں امن و سلامتی اور رحمت و عافیت سمیٹے ہوئے ہے۔

اسی طرح دنیا میں کفر و شرک کے عام ہونے کے باوجود سچی توحید اور اللہ کی عبادت کے لیے ایک گھر موجود ہے۔ جہاں پر اللہ اور اس کی صداقت کے سوا کسی کا نہ خیال آتا ہے اور نہ کوئی ایسی صدا گونجتی ہے جس کے بارے میں کائنات کے خالق کا فرمان ہے:

''اور جب ایسا ہوا کہ ہم نے خانہ کعبہ کو انسانوں کے لیے اجتماع کا مرکز اور امن کا گھر بنایا۔'' (البقرۃ: ۱۲۵)

دنیا میں خیر و برکت اور امن و سلامتی کا یہ مرکز ہمیشہ سے شیطانی قوتوں اور باطل طاقتوں کی سازش کا محور رہا ہے۔

اس وقت بھی سعودی عرب کے ہمسایہ ملک یمن میں جاری موجودہ بغاوت اور سیاسی انتشار ایک خوف ناک بین الاقوامی سازش کا نتیجہ ہے۔ اس خطرناک اسلام دشمن منصوبے کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقصد سعودی عرب (سرزمین حجاز مقدس) کے گرد گھیرا تنگ کرنا اور اسے عدم استحکام کا شکار کرنا ہے۔ اس گھناؤنی سازش کی تکمیل کے لیے یمنی باغی حوثی قبائل اور بعض علاقائی ملکوں کو استعمال کیا گیا۔

یمن مشرق وسطیٰ کا انتہائی پسماندہ اور غریب ملک ہے، جسے سیاسی خلفشار اور خانہ جنگی کا شکار کر کے میدانِ جنگ بنایا گیا ہے۔ اس خلفشار کا فائدہ اٹھاتے ہوئے حوثی قبیلے نے دیگر باغی فوجی گروہوں کے ساتھ مل کر حکومتِ یمن کے خلاف اعلانِ بغاوت کرتے ہوئے دارالحکومت صنعاء پر قابض ہو گئے۔ اس خوف ناک صورت حال نے سعودی عرب کے امن اور سلامتی کے لیے شدید خطرات پیدا کر دیے اور سعودی عرب کے سرحدی علاقوں پر حملوں کا آغاز ہو گیا اور حرمین شریفین پر قبضے کرنے کے اعلان ہونے لگے۔ حکومت سعودیہ کو عدم استحکام کا شکار کرنے اور سعودی عوام اور حکمران طبقے کے درمیان نفرت پیدا کرنے کی کوششیں کی گئیں۔

خادم الحرمین الشریفین شاہ سلمان بن عبد العزیز حفظہ اللہ نے اس خطرناک سازش کا ادراک کرتے ہوئے فوری طور پر اس بغاوت کو کچلنے کے لیے مداخلت کا فیصلہ کیا اور سعودی حکومت کی طرف سے شدید ردّ عمل کا اظہار کرتے ہوئے حوثی قبیلے اور باغی فوجی گروہوں کے ٹھکانوں پر بھر پور عسکری کارروائی کی اور سعودی عرب کی سلامتی کو لاحق خطرات سے بچانے کے لیے حکومت سعودیہ کے اس بروقت اقدام کی تمام مسلمان ملکوں نے حمایت کی۔

یمن میں عدم استحکام اور مختلف فوجی اور نیم فوجی باغی گروہوں کے درمیان جاری جنگ کی پریشان کن صورت حال اور تکلیف دہ کیفیت نے پورے عالم اسلام کو ہلا کر رکھ دیا۔ چنانچہ عالم اسلام کی طرف سے سعودی عرب اور حرمین شریفین کی سلامتی کو لاحق خطرات کی وجہ سے سخت ردّ عمل دیکھنے میں آیا اور تقریباً تمام اسلامی ممالک نے سعودی عرب اور حرمین شریفین کے دفاع کی خاطر سیاسی، اخلاقی اور عسکری حمایت کا یقین دلایا اور مشکل کی اس گھڑی میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ساتھ دینے کا فیصلہ کیا۔

اس سلسلے میں عالم اسلام کی واحد اسلامی ایٹمی طاقت پاکستان جو سعودی عرب کا سٹریٹیجک پاٹنر بھی ہے، سے پوری دنیا کے مسلمانوں کو ایک مضبوط، جان دار اور غیر مشروط حمایت اور تعاون کی امید کی جا رہی تھی، لیکن عالمی سازش تیار کرنے والوں نے پاکستان میں بھی انتشار و اختلاف پیدا کرنے کی سرتوڑ کوشش کی تاکہ سیاسی طور پر منتشر پاکستان سعودی عرب اور حرمین شریفین کے تحفظ اور دفاع میں اپنا متوقع اور مطلوبہ کردار ادا نہ کر سکے اور خاص طور پر الیکٹرانک میڈیا اور پرنٹ میڈیا پر سعودی عرب اور ان کے حکمران طبقے کو تنقید کا نشانہ بنایا گیا جسے سعودی عرب میں ملّی وحدت اور اتحاد کی علامت سمجھا جاتا ہے اور اس منفی پروپیگنڈے کے نتیجے میں پارلیمنٹ میں ایک ایسی مبہم اور غیر واضح قرارداد پاس کی، جو اسلامی حمیت اور غیرت ایمانی رکھنے والے پاکستانی عوام کے دلوں کی آواز کے خلاف تھی۔

اس بات کا اندازہ میڈیا اور سیکولر طبقوں کو اس وقت ہوا جب پورے پاکستان میں حرمین شریفین کے تحفظ اور دفاع کے لیے ملک کی نامور دینی جماعتوں اور مختلف تنظیموں کی طرف سے بڑے بڑے اجتماعات اور مظاہروں کا سلسلہ شروع ہوا۔ جس کے بعد حکومت کو اپنی غلطی کا احساس ہوا اور پاس کی جانے والی قرارداد میں پیش کردہ کمزور موقف کو تبدیل کرنے پر مجبور ہوئی۔ اس تحریک نے عوامی سطح پر حرمین شریفین کے تحفظ کی خاطر رائے عامہ کو ہموار کرنے اور انھیں حرمین شریفین کے دفاع کے لیے ہر طرح کی قربانی دینے کے لیے تیار کیا، ملکی سطح پر ''تحریک تحفظ حرمین شریفین'' کو منظم کرنے میں دینی جماعتوں نے بالعموم اور جماعت الدعوۃ پاکستان نے بالخصوص نمایاں کردار ادا کیا۔ اس کے علاوہ پرنٹ میڈیا میں لکھنے والے اسلام پسند اور محب وطن کالم نگاروں نے بھی حکومتی موقف میں غلطی کی نشاندہی کر کے سیاسی سطح پر انتشار و اختلاف کی کیفیت کو کم کرنے میں بڑا مثبت کردار ادا کیا اور لوگوں کے ذہنوں میں پیدا ہونے والے شکوک وشبہات کو دور کرنے اور سیاسی خلفشار کو کم کرنے میں سرتوڑ کوشش کی اور پوری قوم میں حرمین شریفین کے تحفظ اور دفاع کے لیے اتحاد و

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اتفاق کی فضا پیدا کی۔

قومی اخبارات، رسائل و مجلّات میں شائع ہونے والے مضامین، کالم، انٹرویوز اور جماعتی اخبار و رسائل شائع ہونے والی بے شمار تحریروں میں سے منتخب اور چنیدہ تحریروں کو کتابی شکل میں جمع کیا گیا ہے۔ اس تحریری مواد کو جمع کرنے اور ترتیب دینے کی قابل قدر کاوش "تحریک تحفظ حرمین شریفین" کے سرگرم راہنما قاری محمد یعقوب شیخ صاحب نے کی اور اخبارات و مجلّات میں بکھرے ہوئے ایمان افروز اور اسلامی حمیت و غیرت کو اجاگر کرنے والی تحریروں اور مضامین کا خوبصورت گلدستہ قارئین کی خدمت میں پیش کرنے کے لیے تیار کیا ہے اس تاریخی اہمیت کی حامل دستاویز کو دارالاندلس کی طرف سے شائع کیا جا رہا ہے۔ اس کی ترتیب و تزئین محمد شفیق نے کی ہے اور اس کا دلکش سرورق عبدالرحمٰن خالد نے تیار کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ تمام احباب کو جزائے خیر سے نوازے۔ آمین!

محتاج دعا

جاوید الحسن صدیقی

مدیر دارالاندلس

شعبان ۱۴۳۶ھ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقدمہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ، وَ بَعْدُ!

عالم اسلام کے خلاف صیہونی صلیبی سازشیں دنیا کے سامنے آشکارا ہو چکی ہیں۔ اسرائیل، امریکہ گٹھ جوڑ مسلمانوں کو توڑنے کے لیے سردھڑ کی بازی لگا رہا ہے۔ عرب دنیا کے ہر ملک میں انھوں نے خانہ جنگی اور انتشار کا بازار گرم کر کے اپنے مفادات تک پہنچنے کی کوشش جاری رکھی ہوئی ہے۔

امریکی محکمہ دفاع نے 2015ء میں عالم اسلام کو تقسیم کرنے کے نقشے پیش کیے، اس میں سعودی عرب کا گھیراؤ، اس پر حملہ، حرمین شریفین پر قبضہ اور یمن میں بغاوت شامل ہے۔

ان اہداف کی ترتیب کچھ اس طرح ہے:

① عرب دنیا میں خانہ جنگی اور انتشار و افتراق۔

② یمن میں بغاوت اور حوثیوں کو حکومت دینا۔

③ سعودی عرب کا گھیراؤ اور اس پر حملہ۔

④ حرمین شریفین پر قبضہ۔

اسرائیل اور دیگر عالمی قوتوں کا یہ منصوبہ عالم اسلام کو توڑنے اور اپنی سرحدوں کو وسعت دینے کے لیے ہے۔ اسرائیل کی پلاننگ اور اس کا پروگرام یہی ہے کہ وہ پوری عرب دنیا مصر، ترکی اور سعودی عرب ان سب کو تر نوالہ کے طور پر اپنے پیٹ میں اتار لے۔ وسائل پر قبضہ کر لے، بری، بحری اور فضائی راستوں کا مالک بن کر دنیا میں راج کرے اور بیت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

المقدس کی طرح حرمین شریفین پر بھی قبضہ جما کر مسلمانوں کو اللہ کے گھر کی آباد کاری، حج و عمرہ اور نماز و اعتکاف سے روکے۔ جب چاہے اللہ کے گھروں کے دروازے مسلمانوں پر بند کر دے اور جب چاہے کھول دے۔

حج کے موقع پر مسلمانوں کی وحدت و محبت اور اتحاد و اتفاق سے صیہونیوں اور صلیبیوں کے سینے جلتے ہیں، وہ پریشان ہوتے ہیں۔ اس اتحاد کو پارہ پارہ کرنے کے لیے وہ اپنی مکروہ چالیں چل رہے ہیں۔ اس امن والے شہر میں بدامنی پیدا کرنے کی سرتوڑ کوشش میں لگے ہوئے ہیں۔ اگر امن والے شہر میں بدامنی پھیلائی گئی تو پھر دنیا میں امن برقرار نہیں رہے گا۔ یہ دھمکی نہیں بلکہ وہ حقیقت ہے جس کا ادراک ابھی صیہونی، صلیبی قوتوں اور ان کی ہم نوا طاقتوں کو نہیں ہو رہا۔ یمن کے حوثی باغیوں کی پشت پناہی اور اسلحہ اور گولہ و بارود کی فراہمی کے ذریعے سے اسرائیل، امریکہ اور ایران اس خطے میں جو کچھ کرنا چاہتے ہیں وہ سب عیاں ہو چکا ہے۔

آخر کس کی ایما پر حوثیوں کے سرغنہ عبدالمالک الحوثی نے یہ اعلان کیا کہ حرمین شریفین پر قبضہ کریں گے!؟ شاید وہ اپنے بڑوں کی تاریخ ابرہہ کی تباہی کو بھول چکے ہیں جو مکہ پہنچنے سے پہلے ہی اپنے لشکر سمیت مارا گیا تھا۔ اس وقت بھی بیت اللہ کے خلاف سازش یمن سے ہوئی تھی اور آج بھی۔

عبدالمالک الحوثی کا یہ اعلان بیت اللہ یا آل سعود کے خلاف ہی نہیں بلکہ عالم اسلام کے خلاف ہے۔ زبان حوثی کی ہے اور بیان صلیبیوں، صیہونیوں اور ان کے ہم نواؤں کا ہے۔

پھر یہ معاملہ بیان و اعلان تک ہی محدود نہیں باقاعدہ طور پر حوثی باغیوں کی طرف سے سعودی عرب پر حملے جاری ہیں اور شورشیں بپا ہیں۔ کیوں، کس لیے!؟ اس لیے کہ آل سعود سے اس ملک کو آزاد کروانا چاہتے ہیں۔ اس کام کے لیے ان کو کس نے بلایا، کس نے آواز لگائی اور کس نے دعوت دی؟ وہ تو امن کا ملک اور عدل و انصاف کا خطہ ہے۔

اس خاندان کی حرمین شریفین اور اپنی عوام کی خدمات کی سو سالہ روشن تاریخ ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس کا کوئی عدل پسند شخص انکار نہیں کر سکتا۔ پھر اتنی گھناؤنی، گہری اور مکروہ سازشیں کس لیے؟ اس لیے کہ سعودی عرب کی یہ قیادت جو امامت و خلافت کی مظہر ہے اور بیت اللہ جو اتحاد و اتفاق کا مرکز ہے وہ ان کو اچھا نہیں لگتا۔ اس لیے حوثیوں نے اعلانیہ جنگ کا آغاز سعودیہ کے خلاف کیا اور اپنی ہی منتخب حکومت کے خلاف علم بغاوت بلند کر کے دارالحکومت اور دیگر شہروں کے علاوہ عدن پر بھی قبضہ جما لیا۔

سعودی عرب اگر بروقت ان باغیوں اور فسادیوں کے خلاف قدم نہ اٹھاتا تو پورا خطہ بدامنی، خطرات اور خانہ جنگی کی مزید لپیٹ میں آ جاتا۔ ان کے بروقت اقدام نے جہاں اپنے دفاع کو مضبوط کیا ہے وہاں امن و امان بھی قائم ہوا ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو خود سعودی عرب خطرات کی دلدل میں دھنس جاتا، جس سے برس ہا برس تک نکلنا آسان نہ ہوتا۔

اس مشکل گھڑی میں سعودی عرب کو یاد آئی تو اپنوں کی، مسلمان بھائیوں کی، پاکستانیوں کی، جن سے رشتہ ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' کی بنیاد پر ہے۔ یہ وہی کلمہ ہے جو سعودیہ کے پرچم پر آویزاں اور ہمارے ملک کا مطلب و مقصد ہے۔ اس مقدس و محترم رشتے اور اخلاص و محبت والے تعلق کی بنیاد پر سعودیہ نے ساتھ مانگا، اس نے امریکہ، ناٹو اور اقوام متحدہ کی فورسز کو نہیں بلکہ ہمیں بلایا، مگر ہم نے مشورہ کے لیے پارلیمنٹ کا اجلاس طلب کر لیا جہاں سعودی عرب کا ساتھ دینے اور پاکستانی افواج کو وہاں بھیجنے یا نہ بھیجنے کے بارے میں بحث ہوئی۔ آخرکار اس سنجیدہ معاملے کو غیر سنجیدگی سے لیا، اسے سیاسی ایشو بنا لیا اور غیر جانب دار رہنے پر اتفاق کر لیا۔ یہ ایسا اتفاق تھا کہ جس نے عوام میں بے چینی اور اضطراب پیدا کر دیا، کیوں کہ یہ اٹھارہ کروڑ عوام کی آواز، احساسات اور جذبات کے خلاف فیصلہ تھا۔ جس سے خود وزیراعظم بھی غیر مطمئن تھے، اسی لیے ان کو بعد میں پالیسی بیان تبدیل کرنا پڑا اور اعلیٰ سطحی وفد کے ساتھ آرمی چیف کو ہمراہ لیے خود سعودی عرب جانا پڑا۔ کیوں کہ مسلمان حرمین شریفین کے مسئلہ میں کبھی غیر جانب دار نہیں رہ سکتا۔ جب نماز پنجگانہ میں مسلمان بیت اللہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے بے رخ اور بے جانب نہیں رہ سکتا تو عام حالات میں کیسے غیر جانب دار اور لاتعلق ہوسکتا ہے۔

پروفیسر حافظ محمد سعید صاحب کا یہ کہنا ہے کہ جو مکہ و مدینہ سے لاتعلق رہے گا اس کا پاکستان سے کوئی تعلق نہیں رہے گا۔ جہاں حرمین کا مسئلہ ہو وہاں پارٹیوں، فرقوں اور سیاست کے سلسلے ختم ہو جاتے ہیں۔ انھوں نے کہا کہ تحفظ حرمین شریفین امت مسلمہ کی ذمہ داری ہے جو ہر قسم کے اختلافات، مفادات اور دنیوی سیاست سے بالاتر ہوکر کرنا چاہیے۔

حوثی باغی جو اس وقت بھی سعودی عرب پر حملے کر رہے ہیں اور حرمین کو اپنا ہدف قرار دے رہے ہیں، ایسے حالات میں غیر جانب داری کا راگ الاپنا کھلی بے حسی اور بے حمیتی کے سوا کچھ نہیں۔ اس موقع پر عوامی جذبات کا احساس کرتے ہوئے، دینی فریضہ اور ذمہ داری سمجھ کر امیر جماعۃ الدعوۃ پاکستان نے میدان میں اترنے کا فیصلہ کیا۔ حرمین کے حق میں اور سعودی عرب کی حمایت میں آواز بلند کی، اسلام آباد، لاہور، گوجرانوالہ، فیصل آباد اور پشاور میں بڑے بڑے کارواں نکالے، ملکی قیادت ہم قدم اور ہم نوا بن گئی، کارواں چلتے گئے، ذہن سازی ہوتی گئی، نگر نگر، گلی گلی حقیقت پہنچتی چلی گئی، ان شہروں کے علاوہ اب تو پورے پاکستان میں ''تحفظ حرمین شریفین'' کانفرنسز جاری ہیں۔ پورے ملک کے ساتھ کراچی بھی یک آواز ہوا۔ جماعۃ الدعوۃ کراچی نے دیگر جماعتوں کے ہمراہ ''لبیک حرمین شریفین'' ریلی نکال کر اپنی بیداری کا ثبوت دیا۔

قارئین محترم! جو کام اس موقع پر پارلیمنٹ نہ کر سکی وہ جماعۃ الدعوۃ اور دیگر جماعتوں مرکزی جمعیت اہل حدیث، جمعیت علمائے اسلام، اہل سنت والجماعت، جماعت اسلامی، جمعیت اہلحدیث، جماعت اہلحدیث، جمعیت علمائے پاکستان، متحدہ جمعیت اہلحدیث، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ نے کر دکھایا۔ سعودی وزراء اور امام حرم ڈاکٹر خالد الغامدی کے آنے سے یقیناً تحفظ حرمین شریفین کے موقف کو تقویت ملی ہے۔ لاہور کے جلسہ میں ایک مقرر نے اپنی تقریر میں کہا: ''ان جلسوں کا انعقاد کر کے جماعۃ الدعوۃ نے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اٹھارہ کروڑ عوام کی ترجمانی کا حق ادا کر دیا ہے۔''

اس موقع پر جماعۃ الدعوۃ کے ہفت روزہ اخبار ''جرار'' میں حرمین شریفین پر دو خصوصی ایڈیشن لاکھوں کی تعداد میں شائع ہوئے اور دیگر مجلّات، مجلّہ الحرمین، مجلۃ الاساتذہ، الصافات، اخبارِ طلباء اور عزم طلباء نے مضامین کا خصوصی طور پر اہتمام کیا۔

الیکٹرانک، پرنٹ اور سوشل میڈیا کے ذمہ داران نے اس کو باقاعدہ مہم بنا کر اپنی خدمات بخوبی سرانجام دیں، تاآنکہ لوگ مسئلہ کی حقیقت کا ادراک کر لیں۔

اس طرح ہمارے ملک کی صحافی برادری اور صحافت کی دنیا کے قد آور حضرات جو حب الوطنی اور حرمین کی پاسبانی کے جذبہ سے سرشار ہیں، نے اپنے قلم سے وہ کام کر دیا جو توپیں نہیں کر سکتیں۔ ان معزز شخصیات کی قلمی خدمات سے اہل وطن اور وطن سے باہر کی دنیا بہت کچھ سیکھتی اور سمجھتی ہے۔ یہ بروقت اپنی قوم اور قومی قائدین کی راہنمائی کرتے ہیں۔

سعودی عرب اور یمن کے حوثی باغیوں کے مابین ہونے والی جنگ جو درحقیقت معرکہ حق و باطل ہے، کے موضوع پر ملک کے اہل قلم نے جو کچھ سپرد قلم کیا ہے، اس قلمی، فکری اور ادبی مواد کو جمع کر کے قارئینِ کرام کے ذوق نظر کیا جا رہا ہے، تاآنکہ اس تنازع کا پس منظر اور پیش منظر حقیقت کے روپ میں سامنے آجائے اور اس مسئلہ کی گہرائی سے لوگ آشنا ہو سکیں۔

آخر میں مَیں تمام پڑھنے والے معززین کے لیے یہ تحریر کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ حرمین شریفین کے تحفظ اور سعودی عرب کے دفاع کی طرح ہمیں یمن کا امن بھی عزیز ہے، کیونکہ یہ سرزمین ایمان وحکمت کی سرزمین ہے، 1800 کلو میٹر تک اس کی سرحد سعودی عرب سے جڑی ہوئی ہے۔

اگر یمن غیر محفوظ ہوگا تو سعودی عرب بھی غیر مستحکم ہوگا۔ یمن پر باغیوں کا قبضہ ہوگا تو مسلمانوں کی معیشت تباہ ہوگی، باب المندب پر اگر باغیوں کا قبضہ ہو گیا تو 4-5 ملین بیرل تیل جو روزانہ یہاں سے گزرتا ہے، اس کی گزرگاہ بند ہو جائے گی۔ یہ عالمی تجارتی گزرگاہ جس پر اسلام دشمن قوتوں کی طویل عرصہ سے نگاہیں لگی ہوئی ہیں، جس پر قبضہ کے لیے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انھوں نے باغیوں کو فرنٹ لائن پر رکھا ہے اور خود پشت پناہی کر کے ان باغیوں کو اسلام دشمنی پر اکسا رہے ہیں۔

یہ حوثی باغی جہاں سعودی عرب اور حرمین شریفین کے ساتھ دشمنی کرتے ہیں وہاں وہ خود اپنے ملک یمن کے لیے بھی خطرہ ہیں۔ جب تک یہ غیر اسلامی قوتوں کی سرپرستی میں رہتے ہوئے ان کے آلۂ کار بن کر کام کرتے رہیں گے یمن میں امن نہیں آئے گا۔

حوثی باغیوں کو چاہیے کہ وہ دوسروں کے کہنے پر اپنے ملک اور وطن کے باسیوں سے دشمنی ترک کر دیں، مسلم دنیا اور حرمین شریفین کی عداوت کو چھوڑ دیں اور اپنے گھر کو اپنے ہاتھوں سے نہ جلائیں اور امت مسلمہ کو چاہیے کہ وہ حقائق کا علم اور ادراک کرنے کے بعد ان سازشوں کے خلاف متحد ہو کر کھڑے ہوں۔ یہ ان کا دینی اور اخلاقی فریضہ ہے۔

اس معرکۂ حق و باطل میں غیر جانب داری کی کوئی گنجائش نہیں، کیونکہ حرمین شریفین کا تحفظ اسلام اور عالم اسلام کا تحفظ ہے۔

میں نشر و تالیف کے عالمی ادارے دارالاندلس کے ذمہ داران محترم جناب جاوید الحسن صدیقی صاحب اور محترم جناب محمد رمضان اثری صاحب کا شکر گزار ہوں جنھوں نے اس کتاب کو حسن طباعت کے زیور سے آراستہ کیا۔ ان کے علاوہ میں جناب حبیب اللہ سلفی صاحب، سیّد عبدالوحید شاہ صاحب اور حامد آفتاب صاحب اور محمد شفیق صاحب کا بھی شکر گزار ہوں جنھوں نے اس کتاب کی تیاری میں میری معاونت فرمائی۔ اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین!

محمد یعقوب شیخ

4/5/2015

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سعودی عرب اور یمن کی موجودہ صورتحال پر امیر جماعت الدعوۃ پروفیسر حافظ محمد سعید کا خصوصی پیغام

برادران اسلام !السلام علیکم !

3اپریل 2015

سعودی عرب اور یمن کے درمیان موجودہ صورتحال ایک خوفناک سازش کا پتہ دیتی ہے اس سازش میں درحقیقت یہودی، صلیبی اور امریکی بھی شامل ہیں جو بنیادی طور پر پورے عالم اسلام کو ان کے اندرونی مسائل میں الجھانے کے لیے خوفناک منصوبہ بندی کر رہے ہیں جس طرح انھوں نے پاکستان کے اندر جنگ چھیڑی اور مسلمان کو مسلمان کے خلاف کھڑا کیا۔ مشرق وسطی میں داعش کو کھڑا کیا گیا جو شام اور عراق میں مسلمانوں کا قتل عام کر رہے ہیں۔ بالکل اس انداز میں یمن میں حوثی قبائل کو کھڑا کیا گیا ہے تاکہ وہ ایک بڑی قوت بن کر سعودی عرب کے لیے خطرہ بن جائیں۔ حقیقت میں یمن کے باغیوں کا اصل ہدف سعودی عرب ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ ایران اس صورتحال میں حوثی قبائل کی سیاسی، فوجی اور ہر اعتبار سے مدد کر رہا ہے۔ امت مسلمہ کو یہ سمجھایا جائے کہ اللہ کے دشمن ہمارے ملکوں میں کیا کھیل کھیل رہے ہیں کون سی بڑی سازش کر رہے ہیں۔ ہم ایران سے بھی یہ کہتے ہیں کہ آپ کو اس سازش کا حصہ نہیں بننا چاہیے بلکہ ایران امت مسلمہ میں شامل ہو اور سعودی عرب کے دفاع کے لیے جس طرح پوری امت متحد ہو رہی ہے وہ بھی ساتھ چلے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عرب لیگ اور عالم اسلام کی سطح پر سب لوگ اور مسلمانوں کی تمام حکومتوں کا ایک ہی نقطہ نظر ہے۔ اسی طرح ایران کو بھی امت کا حصہ بننا چاہیے۔ سعودی عرب کے دفاع کے لیے اور حرمین الشریفین کے تحفظ کے لیے سب کو مل کر ایک بڑا کردار ادا کرنا چاہیے، جس طرح ایران پہلے یہ دعویٰ بھی کرتا رہا ہے کہ وہ امت کے مفاد کے لیے کردار ادا کر رہا ہے۔ سعودی عرب اور یمن کی موجودہ صورتحال بہت تشویش ناک ہے۔ جماعۃ الدعوۃ اس حوالے سے یہ موقف رکھتی ہے کہ ہم نے سعودی عرب اور حرمین الشریفین کا تحفظ دینی فریضہ سمجھتے ہوئے ایمان کی بنیاد پر کرنا ہے اور اس کے لیے کسی بھی قربانی سے دریغ نہیں کیا جائے گا۔ سب سے اہم بات یہ ہے کہ اس سازش سے پوری دنیا میں امت مسلمہ کو آگاہ کیا جائے۔ ہمارے وسائل، ذرائع اور ہمارے تمام سلسلے اس معاملہ میں متحرک ہیں۔ ان شاء اللہ ہم امت کو یہ پیغام بھی پہنچائیں گے اور امت کو جوڑنے کی کوشش بھی کریں گے اور سعودی عرب کا دفاع اور حرمین الشریفین کا تحفظ کر کے اپنا دینی فریضہ بھی ادا کریں گے کیونکہ ہم سمجھتے ہیں کہ سعودی عرب امت مسلمہ کا روحانی مرکز ہے اور پاکستان دفاعی مرکز ہے۔ ان دونوں کے خلاف جو بھی سازش ہو اس کا مقابلہ کرنا ہمارا ایمانی فریضہ ہے۔

والسلام

اخوکم فی الدین

حافظ محمد سعید

امیر جماعۃ الدعوۃ پاکستان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پاکستان عالم اسلام کا دفاعی مرکز ہے
امت مسلمہ کو مضبوط دفاع فراہم کرنا ملی ذمہ داری ہے

سعودی عرب اور حرمین کا دفاع اسلام کا دفاع ہے

پاسبان حرمین شریفین امیر جماعۃ الدعوۃ پروفیسر حافظ محمد سعید کا خصوصی انٹرویو

3 اپریل 2015

پروفیسر حافظ محمد سعید امیر جماعۃ الدعوۃ نے سعودی عرب کے ساتھ یکجہتی کے لیے ''پاسبان حرمین شریفین'' کے نام سے پاکستان میں ایک منظّم اور متحرک تحریک چلانے کا اعلان کیا ہے۔ انھوں نے جماعت کے انتہائی اہم اجلاس میں اس تحریک کا ذمہ دار مولانا امیر حمزہ کو بنانے کا اعلان کیا۔ چنانچہ اس وقت جماعۃ الدعوۃ ملک بھر میں حرمین شریفین کی پاسبانی کا کردار ادا کر رہی ہے۔ ملک بھر میں سب سے پہلا پروگرام پروفیسر حافظ محمد سعید نے کیا اور اپنے پاسبان ہونے کا حق ادا کیا...... ہم نے اس موقع پر پروفیسر حافظ محمد سعید حفظہ اللہ اور مولانا امیر حمزہ کے انٹرویوز کیے۔ ہم سمجھتے ہیں یہ اس قدر پرمغز ہیں کہ ہر شخص کو مطالعہ کر کے پاسبانی کا کردار ادا کرنے میں سہولت اور آسانی ہو جائے گی۔ (ان شاء اللہ)

(ناظم خصوصی ایڈیشن صلاح الدین اولکھ)

جرار: یمن اور سعودی عرب کے درمیان حالیہ کشیدگی کے پس پردہ محرکات کیا ہیں؟

حافظ محمد سعید: یمن اور سعودی عرب کے درمیان جو جنگ اس وقت چھڑ چکی ہے اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے پس پردہ اسلام دشمنوں کی گہری سازشیں ہیں۔ یہودی اس انتظار میں ہیں کہ اس علاقے کے اندر سعودی عرب کو کمزور کیا جائے اور وہاں کی مضبوط حکومت کو ختم کر کے وہاں لوگوں کو انتشار کا شکار کیا جائے۔ اس وقت مغرب یہودیوں کے ساتھ پوری طرح شامل ہے۔ یہودیوں کا دعویٰ ہے کہ مدینہ منورہ یہودیوں کا ہے۔ وہ ہر صورت میں مدینے کو اپنے قبضے میں لیں گے۔ ان کا دعویٰ ہے کہ چونکہ مسلمانوں کے نبی ﷺ نے یہودیوں کو مدینے سے نکالا تھا، اس لیے یہودی مدینے کو حاصل کر کے اپنا حق لینا چاہتے ہیں۔ اسی طرح نبی ﷺ نے فرمایا تھا کہ یہودیوں کو خطہ عرب سے نکال دو۔ وہ (یہودی) کہتے ہیں کہ اس کے جواب میں بھی عرب کے خطوں پر ان کا قبضہ ہونا چاہیے۔ صہیونی اس سازش میں کامیاب ہوئے ہیں کہ انھوں نے مسلمانوں کو آپس میں لڑا دیا ہے۔ یمن میں باغیوں کو کھڑا کرنے میں یہودی، امریکی اور مغربی صلیبی ملکوں کا بہت بڑا کردار ہے۔

افسوسناک بات یہ ہے کہ ایران یمنی باغیوں کو اسلحہ سپلائی کر رہا ہے اور ان کی مدد کر رہا ہے۔ یہ ایک بڑی تکلیف دہ بات ہے۔ ایران کو چاہیے کہ وہ اس یہودی سازش کو سمجھے اور قطعی طور پر اس سازش کا حصہ نہ بنے۔ اگر وہ اس سازش کا حصہ بنتا ہے تو اس سے امت مسلمہ کے اندر بہت بڑے بڑے مسئلے کھڑے ہو جائیں گے کیونکہ یہودی یہی سازش رکھتے ہیں کہ مسلمانوں کو ہر جگہ اور ہر ملک میں آپس میں لڑایا جائے، کیونکہ شیعہ بھی مسلمانوں کے ہر ملک کے اندر آباد ہیں، سنی بھی آباد ہیں، تو اگر ہر جگہ یہ لڑائی کھڑی ہو جاتی ہے اور اس میں شدت آتی ہے تو نہ صرف یہ حرمین کے لیے خطرناک ہے بلکہ یہ پوری امت کے لیے تباہ کن ہے۔ اس لیے ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اس کے پس پردہ اصل محرکات پرانی یہودی، صہیونی اور صلیبی سازشیں ہیں اور اس وقت ایران کا موجودہ کردار مسئلے کو بہت زیادہ بگاڑ رہا ہے۔ اس لیے عالمی سطح پر مسلمان حکمران اکٹھے ہوں اور ایران کو اس کی غلطی کا احساس دلائیں اور سعودی عرب کو اس کے دفاع کے لیے بھرپور قوت فراہم کریں تاکہ خطے سے یہودی اور صلیبی سازش کا خاتمہ ہو سکے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جرار: کیا سعودی عرب کی سیاسی وعسکری حمایت کرنا پرائی جنگ میں کودنا ہے؟

حافظ محمد سعید: یہ تاثر بالکل غلط ہے۔ یہ جنگ مسلمانوں کی جنگ ہے۔ حرمین کا دفاع مسلمانوں کے لیے اپنی جانوں سے زیادہ اہمیت کا حامل ہے۔ جو اس کو پرائی جنگ کہتا ہے وہ تو بندہ ہی پرایا ہے۔ اگر حرمین کی جنگ ہم نے نہیں لڑنی تو کس نے لڑنی ہے؟ اور جو اس کو پرائی جنگ سمجھتا ہے اس کا اسلام کے ساتھ اور مسلمانوں سے کیا تعلق باقی رہ جاتا ہے؟ یہ مغربی میڈیا کا پروپیگنڈہ ہے جس سے لوگ متاثر ہو رہے ہیں۔ سعودی عرب اور حرمین کا دفاع ہمیں اپنے ملکوں اور جانوں سے بھی زیادہ عزیز ہے۔ یہ پرائی جنگ نہیں بلکہ یہی تو ہماری اصل جنگ ہے۔ یہ ہمارے ایمان اور عقیدے کی جنگ ہے۔ اسے علاقائی جنگ یا سیاسی مخالفت یا دو ملکوں کے درمیان جنگ قرار دے دینا یا اس کو شیعہ سنی مسئلہ قرار دے دینا بالکل غلط ہے۔ اس وقت سعودی عرب اور حرمین کا دفاع اسلام کا دفاع ہے۔

جرار: بعض عناصر یہ تاثر دے رہے ہیں کہ حوثی باغیوں کے خلاف سعودی عرب اور اتحادیوں کی کارروائی کی بنیاد فرقہ وارانہ اختلافات ہیں اور یہ ایک خاص مکتب فکر کے خلاف جنگ ہے۔ اس بات میں کس قدر حقیقت ہے؟

حافظ محمد سعید: ہم اس کارروائی کو فرقہ واریت کی بنیاد قرار نہیں دیتے، بلکہ یہی تو ہمارے دشمنوں کا پروپیگنڈہ ہے کہ یہ فرقہ وارانہ لڑائی ہے۔ یہ بالکل غلط ہے۔ بیت اللہ اور مسجد نبوی پر آ کر تو فرقے ختم ہو جاتے ہیں۔ یہ تو امت کے اتحاد کے مراکز ہیں۔ اگر موجودہ کارروائی کو فرقہ وارانہ قرار دے دیا جائے تو یہ تو فرقہ واریت ہی کو نہ سمجھنے والی بات ہے۔ ہم سب کو مل کر حرمین کا دفاع کرنا ہے اور اس سلسلے میں پوری امت کو متحد ہو کر کردار ادا کرنا چاہیے اور اپنی اپنی ذمہ داری ادا کرنی چاہیے۔

جرار: حرمین شریفین کا تحفظ شرعی طور پر کس قدر اہمیت کا حامل ہے اور امت مسلمہ کو اس سلسلہ میں کیا کردار ادا کرنا چاہیے؟

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حافظ محمد سعید: حرمین شریفین کی ہمارے لیے ایسی اہمیت ہے جو انسانی جسم میں دل کی ہے۔ اگر دل ہی چلنا بند ہو جائے تو جسم میں جان ہی باقی نہیں رہتی تو اسی طرح یہ پورے عالم اسلام کے دل پر ہاتھ ڈالنے والی بات ہے اور ان کے مرکز کو تباہ کرنے والی بات ہے۔ حرمین شریفین کا تحفظ ہمیں ہر چیز سے زیادہ عزیز ہے۔ شرعی طور پر ہماری یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ ہم اپنے تمام وسائل اور اپنے عسکری فوجی وسائل استعمال کر کے حرمین کا دفاع کریں۔ مسلمانوں کے لیے اس دنیا میں بیت اللہ سے بڑی کوئی چیز نہیں اور اس کے دفاع سے زیادہ اہمیت کسی چیز کو حاصل نہیں۔ شرعی طور پر حرمین کا دفاع مسلمانوں پر فرض ہے۔

جرار: پاکستان میں میڈیا اور اپوزیشن جماعتوں کا اس معاملے میں کیا کردار ہے اور ان کو کیسا کردار ادا کرنا چاہیے؟

حافظ محمد سعید: سچی بات ہے پاکستانی میڈیا اور اپوزیشن جماعتوں کا اس معاملے میں کردار بہت تکلیف دہ ہے۔ اس مسئلے کو فرقہ وارانہ کشیدگی قرار دے کر ایران اور سعودی عرب کے درمیان جنگ قرار دے دیا گیا اور یوں اس کی اہمیت کو ختم کیا جا رہا ہے اس کے پس پردہ اصل محرکات اور سازشوں سے نظریں ہٹائی جا رہی ہیں۔ یہ اصل سازش کو بے نقاب کرنے کے بجائے اس سازش کا ساتھ نبھانے والی بات ہے۔ لہٰذا ان چیزوں سے آنکھیں بند نہیں کی جا سکتیں۔ میڈیا حقیقت میں جو پروپیگنڈہ کر رہا ہے وہ بڑا ہی خطرناک ہے، اس کا مقصد یہ ہے کہ دنیا کے ہر ملک کے اندر مسلمانوں کی آپس میں لڑائیاں شروع ہو جائیں اور سعودی عرب کے دفاع کا معاملہ پس پردہ چلا جائے اور دفاع نہ ہو سکے نیز ہر مسلمان ملک کے اندر لڑائی شروع کرا دی جائے۔ اس سازش سے ہم سب کو نہ صرف آگاہ رہنا چاہیے بلکہ بچنا چاہیے۔

جرار: ایران کو آپ کیا پیغام دینا چاہیں گے؟

حافظ محمد سعید: ایران کو ہم یہ پیغام دینا چاہتے ہیں کہ آپ کا ہمیشہ یہ دعویٰ رہا ہے کہ آپ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امت مسلمہ کا حصہ ہیں۔ آپ یہودیوں کے خلاف قبلہ اوّل کی بازیابی کے لیے ہمیشہ آواز بلند کرتے ہیں۔ اگر قبلہ اوّل کے دفاع کے لیے آواز بلند کرتے ہیں تو اس وقت مسلمانوں کا جو قبلہ ہے، یعنی خانہ کعبہ اس کا اور حرم مدنی کے تحفظ اور دفاع کی بات کرنا چاہیے لیکن اس کردار کے بجائے آپ اس کی مخالفت کیوں کر رہے ہیں؟ اس معاملے کو بادشاہت کے کھاتے میں ڈال کر لوگوں کے اندر اختلافی نقطہ نظر پیدا کرنے کی کوشش کیوں کر رہے ہیں؟ ہم ایران کو دعوت دیتے ہیں کہ آپ بھی امت کا حصہ بنیں اور امت کے ساتھ مل کر حرمین کا دفاع کریں اور سعودی عرب کے دفاع میں کردار ادا کریں، باغیوں کا ساتھ نہ دیں۔ اگر آپ باغیوں کا ساتھ دیتے ہوئے ان کو سعودی عرب اور حرمین کے خلاف قوت بناتے ہیں تو یہ بات درست نہیں۔ اصلاح کے لیے ہم ایران کو نصیحت کرتے ہیں۔ ہم ایران کے ذمہ داروں کو بھی نصیحت کرتے ہیں کہ آپ کو باغیوں کی پشت پناہی نہیں کرنی چاہیے اس سے آئندہ آگے چل کر امت کو کبھی ایک مقام پر اکٹھا نہیں کیا جا سکے گا، اور یہ مسلمانوں کی آئندہ آنے والی نسلوں تک انتشار پھیلانے والی بات ہے۔

جرار: سعودی عرب کے حالیہ کردار کو آپ کس طرح دیکھتے ہیں؟

حافظ محمد سعید: سعودی عرب نے درحقیقت اپنے دفاع میں کارروائی کی ہے کیونکہ سعودی عرب کے خلاف جو گھیرا تنگ کیا جا رہا ہے، باغی بار بار دھمکیاں بھی دے رہے ہیں اور کئی حملے بھی کیے جا چکے ہیں اور وہ منظّم ہو رہے ہیں تو سعودی عرب نے اس صورتحال کو بروقت بھانپ کر کارروائی کی ہے اور ہر کسی کو اپنے دفاع میں کارروائی کا حق حاصل ہے اس لیے ہم اس کارروائی کو بالکل برحق سمجھتے ہیں اور ان کی مدد کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔

جرار: پاسبان حرمین شریفین کے کیا مقاصد ہیں؟

حافظ محمد سعید: پاسبان حرمین شریفین ایک ایسا فورم تشکیل دیا گیا ہے جس کا مقصد پاکستان کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمام مسلمان جماعتوں اور تنظیموں کو اکٹھا کر کے حرمین کے دفاع کے لیے کھڑا کرنا ہے اور باہمی اختلافی نقطہ نظر ختم کر کے ان کو ایک مضبوط آواز کے طور پر منظم کرنا ہے۔ مزید برآں! ہماری کوشش ہوگی کہ حکومت پر زور دے کر اسے مجبور کیا جائے کہ وہ حرمین اور سعودی عرب کے دفاع کے لیے اپنے تمام وسائل استعمال کرے۔ عالمی سطح پر سعودی عرب کی حمایت کے لیے او آئی سی کا اجلاس طلب کیا جائے۔ جس طرح عرب لیگ نے عربوں کی ایک فوج بنانے کی قرارداد منظور کی ہے ہم سمجھتے ہیں کہ اس کا دائرۂ کار وسیع کرتے ہوئے عالم اسلام کی ایک فوج بنانی چاہیے۔ کیونکہ پاکستان عالم اسلام کا دفاعی مرکز ہے، لہٰذا پاکستان کو چاہیے کہ وہ اسلامی ممالک کی دفاعی ضروریات کو پورا کرے اور واحد ایٹمی اسلامی ملک ہونے کی حیثیت سے اپنی ذمہ داری ادا کرتے ہوئے عالم اسلام کو ایک مضبوط دفاع مہیا کرے۔

جرار: جماعۃ الدعوۃ تحفظ حرمین شریفین کے لیے کیا کردار ادا کر رہی ہے؟

حافظ محمد سعید: جماعۃ الدعوۃ الحمدللہ آج عالم کفر کی سازشوں کے خلاف میدان میں کھڑی ہے، عالمی سازشوں کے مقابلے کے لیے لوگوں کی ذہن سازی کر رہی ہے، لوگوں کو اکٹھا کر رہی ہے، متحرک کر رہی ہے اور مسلمانوں کی ایک قوت کھڑی کر رہی ہے۔ الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا میں کردار ادا کر رہی ہے۔ بھرپور عوامی مہم کے ذریعے سے جلسے کر رہی ہے۔ الحمدللہ لوگ جماعۃ الدعوۃ کی بات سنتے ہیں، اس مسئلے پر اے پی سی بلانا اور پاسبان حرمین شریفین فورم کا قیام جماعۃ الدعوۃ کی کاوش ہے اور آئندہ ان شاء اللہ عالم اسلام کی سطح پر بھی جماعت مفید ثابت ہوگی۔

جرار: پاکستان آپریشن ضرب عضب کی صورت میں داخلی طور پر دہشت گردوں کے خلاف مصروف عمل ہے تو کیا سعودی عرب کی عسکری حمایت سے یہ آپریشن متاثر ہوسکتا ہے؟

حافظ محمد سعید: یہ تاثر بالکل غلط ہے۔ الحمدللہ پاکستان کے پاس اس قدر صلاحیت اور اہلیت ہے کہ وہ یہاں آپریشن ضرب عضب میں بھی اپنی فوجی صلاحیت استعمال کرے اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہاں سعودی عرب اور حرمین کے دفاع میں بھی بھرپور کردار ادا کرے۔ بعض حلقے یہ تاثر دیتے ہیں کہ پاکستان دو محاذوں پر الجھ جائے گا۔ یہ درست نہیں۔ سچی بات ہے حرمین کا دفاع ہماری ذمہ داری ہے اور ان شاء اللہ پاکستان اس ذمہ داری کو احسن انداز میں ادا کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سعودی عرب اور ایران کے نظام حکومت آمنے سامنے فرق واضح کرتے ہیں: مولانا امیر حمزہ

حقائق سے پردہ اٹھاتا انکشافات سے بھرپور انٹرویو

10 اپریل 2015

جرار: بعض حلقے یہ تاثر دیتے ہیں کہ یمن سعودی عرب کشیدگی سے سعودی بادشاہت کو خطرہ ہے، حرمین کو نہیں اور ایران میں حقیقی اسلامی انقلابی حکومت ہے۔ اس معاملے پر آپ کیا کہیں گے؟

مولانا امیر حمزہ: پوری دنیا میں مختلف قسم کے نظام حکومت رائج ہیں، مثال کے طور پر امریکہ میں صدارتی نظام نافذ ہے اسی طرح فرانس میں بھی صدارتی نظام ہے لیکن فرانس کا صدارتی نظام امریکہ کے صدارتی نظام سے بالکل الگ نوعیت کا ہے۔ اسی طرح کئی ملکوں میں بادشاہی نظام ہے۔ برطانیہ پوری دنیا میں جمہوریت کی ماں کہلواتا ہے، لیکن وہاں بھی بادشاہت موجود ہے اور جمہوریت بھی چلتی ہے۔ اسی طرح دیگر کچھ یورپی ممالک میں بھی بادشاہت ہے، ڈنمارک اور بلجیم میں بادشاہت ہے۔ اب اسی طرح مسلمان ممالک میں خاص طور پر دو ممالک ایسے ہیں جن کا طرز حکومت موجودہ حالات میں زیر بحث ہے اور وہ ہیں سعودی عرب اور ایران۔ ایران میں یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ وہاں اسلامی انقلاب لایا گیا ہے جبکہ سعودی عرب میں بھی انقلاب ایران سے بہت عرصہ پہلے شاہ عبدالعزیز آل سعود رحمہ اللہ کے دور کے دور میں ایک اسلامی حکومت قائم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو چکی تھی اور اب تک قائم چلی آ رہی ہے۔ اب ہم دونوں ملکوں میں رائج طرز حکومت اور نظام حکومت کا موازنہ کرتے ہیں۔

میں سعودی عرب کے نظام حکومت کو معروف معنوں میں بادشاہت نہیں کہوں گا۔ جو اس کو بادشاہت کہتے ہیں وہ اس نظام حکومت سے ناواقف و ناآشنا ہیں۔ ہمارے ذہن میں بادشاہت کا عمومی تصور یہ ہے کہ بادشاہ جو کرتا تھا، جو بولتا تھا، جو حرف بھی اس کی زبان سے ادا ہوتا تھا وہ قانون بن جاتا تھا لیکن سعودی عرب میں ایسی بادشاہت کا نظام نہیں ہے۔ آپ ان کے نظام حکومت کو دیکھیں آپ اس کے دستور و قانون کو ملاحظہ کریں، آپ کو ان کے دستور کے اندر ابتداء میں ایک اہم ترین بنیادی شق دیکھنے کو ملے گی۔ وہ کہتے ہیں کہ ان کا نظام قرآن اور سنت ہے، قرآن اور حدیث ہے۔ پھر انھوں نے حدیث کی بھی تعریف کی ہے کہ اللہ کے نبی e کے فرمان اور عمل دونوں ہی حدیث یا سنت ہیں۔ یہ ہے اس ملک کا قانون اور دستور۔ اب آپ اس کو کس طرح بادشاہت کہہ سکتے ہیں؟

اگلی بات دیکھیں کہ جب سعودی عرب میں شاہ کا انتخاب ہوتا ہے تو اس کے لیے باقاعدہ ایک بیعت کونسل قائم کی گئی ہے، جہاں باہم مشاورت کے ساتھ نئے بادشاہ کا انتخاب ہوتا ہے، ایسا نہیں ہوتا کہ باپ فوت ہو گیا تو پھر اس کا بیٹا ہی بادشاہ بنے گا، لیکن چونکہ ان کا ایک بہت بڑا خاندان ہے جو ہزاروں افراد پر مشتمل ہے اس لیے شاہ کا انتخاب بیعت کونسل کرتی ہے، پھر اس کی توثیق کے لیے باقاعدہ انھوں نے اپنے دستور میں لکھا ہوا ہے کہ امرھم شوری بینھم یعنی مشورے سے ان کے سارے معاملات طے ہوتے ہیں۔ اسی طرح ایک بہت بڑی شوریٰ ہے جس میں پورے سعودی عرب سے قبائلی نظام کے تحت ہر علاقے اور قبیلے سے شوریٰ کا ایک ایک رکن لیا گیا ہے جس میں باہم مشاورت سے تمام معاملے طے ہوتے ہیں۔ اس کو آپ کس طرح بادشاہت کہہ سکتے ہیں؟ اسی طرح نیچے شہروں کی سطح پر آ جائیں۔ وہاں بلدیات کا ایک باقاعدہ نظام ہے اور اس کے ممبران کا انتخاب اور چناؤ ہوتا ہے۔ یوں بلدیات کا نظام جسے معروف معنوں میں بنیادی جمہوریت کہا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جاتا ہے گر اس روٹ لیول پر موجود ہے۔ کیا ہم اس نظام کو بادشاہت کہہ سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں!

اسی طرح ملک میں چونکہ اسلام عملی طور پر نافذ ہے، اس کے لیے انھوں نے ایک مجلس قائم کی ہے جس کا نام هيئة كبار العلماء یعنی ملک کے بڑے بڑے جید ممتاز علماء کی ایک کونسل یا مجلس بنائی گئی ہے، جس میں مملکت کو درپیش کوئی بھی مسئلہ شرعی اور دینی اعتبار سے دیکھنے، پرکھنے اور حل کیے جانے کے لیے پیش ہوتا ہے اور اس مجلس کو اتنا اختیار حاصل ہے کہ اگر بادشاہ بھی ٹیڑھا ہو کر چلے تو اسے بھی معزول کیا جا سکتا ہے، یہ ہے اس نظام کا حسن۔

اس ضمن میں پاکستان کی مثال پیش کروں گا، جنرل ضیاء الحق مرحوم کے دور میں 73ء کے آئین میں ایک ترمیم 58(2)B کے ذریعے سے صدر کو یہ اختیارات دیئے گئے تھے کہ وہ اسمبلی تحلیل کر سکتا ہے، بعد میں آنے والی حکومتوں نے اس ترمیم کو بہتر نہ جانا تو انھوں نے اس کو بھی ایک ترمیم کے ذریعے سے ختم کر دیا، یعنی ملکوں میں حالات کے مطابق قانون سازی ہوتی رہتی ہے۔ آپ دیکھیں کہ سعودی عرب کے اندر خالص اللہ سے ڈرنے والے، اللہ کے لیے فیصلے کرنے والے، کتاب وسنت پر عمل پیرا ہونے والے علماء کی ایک بہت بڑی مجلس ہے، جسے یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ بادشاہ کو بھی معزول کر سکتی ہے۔ اب ایک مثال بھی ہے کہ شاہ عبدالعزیز آل سعودؒ جب فوت ہو گئے تو ان کے صاحبزادے شاہ سعود بادشاہ بن گئے، لیکن ان کے بارے میں علماء کی مجلس میں چند مسائل پیش کیے گئے اور اس مجلس نے مشاورت کے بعد شاہ سعود کو معزول کر کے عہدے سے ہٹا دیا اور شاہ فیصل کو بادشاہ بنا دیا۔ اس لیے سعودی عرب کے نظام حکومت کو معروف معنوں میں بادشاہت (ملوکیت) کہنا بالکل غلط ہے اور جسے دنیا اصطلاحاً بادشاہت کہتی ہے وہ نظام سعودی عرب میں نافذ نہیں، اس لیے جب ہم ان کے نظام کو دیکھتے ہیں تو میں لوگوں کی تفہیم کے لیے اسے آج کے دور کی بہترین اسلامی، جمہوری بادشاہت کہتا ہوں، جو اس وقت دنیا کی بہترین اور خوشحال فلاحی ریاست ہے۔ پوری دنیا نے آل سعود کی سعودی عرب کے عوام کے لیے خدمات کو سراہا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اب ہم ایک نظر ایران کے نظام حکومت کو دیکھتے ہیں۔ وہاں صدارتی نظام ہے، ارکان اسمبلی کا انتخاب بھی ہوتا ہے، سپیکر کا چناؤ بھی ہوتا ہے، لیکن ذرا پیچھے جائیں تو جو اہل تشیع کے امام ہیں، جناب امام خمینی، انھوں نے ایران میں ایک عہدہ تخلیق کیا تھا جسے ولایت فقیہ کہتے ہیں۔ وہ اپنی زندگی میں ولایت فقیہ کے منصب پر فائز تھے، ان کی وفات کے بعد علی خامنہ ای کو یہ ولایت فقیہ کا منصب حاصل ہے۔ یہ امام غائب کا نمائندہ ہوتا ہے یعنی جب تک غائب ہونے والے امام مہدی ظاہر نہیں ہوتے یہ ان کے اختیارات استعمال کریں گے۔ اسی طرح علی خامنہ ای کی وفات کے بعد جو بھی اس عہدے پر فائز ہوگا، اسے سپریم لیڈر کے اختیارات مل جائیں گے۔

اب ذرا دیکھیں کہ سپریم لیڈر کو ایران میں کیا مقام حاصل ہے؟ ان کو ایران میں تمام اختیارات حاصل ہیں۔ ان کی مرضی کے بغیر ایران میں کوئی فیصلہ نہیں ہوسکتا۔ حتیٰ کہ مذہبی طور پر بھی ان کی سپرمیسی ہے۔ وہ مذہب کی جو تشریح کریں گے، وہی رائج ہوگی۔ اب سپریم لیڈر کے نیچے علماء کی ایک مجلس ہے جس کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ صدارتی انتخاب میں حصہ لینے والے ایک، دو، تین، چار یا اس سے زائد جتنے بھی امیدوار ہیں ان کی منظوری دے گی، اس مجلس کے سربراہ ولایت فقیہ کے حامل سپریم لیڈر ہوتے ہیں، یہ مجلس ہی امیدواروں کی اہلیت، اخلاق و کردار کی چھان پھٹک اور کسی بھی فرد کے ایران کے لیے مفید ہونے یا نہ ہونے کی بنیاد پر کاغذات مسترد کرنے کا اختیار رکھتی ہے۔ لیکن جس طرح دنیا میں رائج جمہوریت میں ہوتا ہے کہ جس کا جی چاہے الیکشن لڑے، جماعت بنائے، ویسا ایران میں نہیں بلکہ صدارتی انتخاب میں حصہ لینے کے لیے وہاں مجلس اور سپریم لیڈر کی منظوری ضروری ہے۔ اسی طرح اس مجلس کے ذریعے سے سپریم لیڈر کا ایران کی سیاسی جماعتوں پر بھی مکمل ہولڈ ہے اور سیاسی جماعتیں کنٹرولڈ بھی ہیں، اب پہلے تو اپنی مرضی کی سیاسی جماعتیں اور پھر ان جماعتوں سے اپنی مرضی کے امیدواروں کا انتخاب۔ یوں اس کے بعد امیدواروں کو انتخاب میں حصہ لینے کی اجازت دی جاتی ہے، اس لیے ایران میں جو بھی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صدارتی امیدوار کامیاب ہوگا وہ انہی کے فریم ورک سے ہوگا۔ چنانچہ یہ ایک بہت ہی زیادہ کنٹرولڈ نظام حکومت ہے، جس میں اختیارات کا منبع سپریم لیڈر ہے۔ صدر یا پارلیمنٹ نہیں، یعنی سعودی عرب کے بادشاہ کو وہ اختیارات حاصل نہیں جو ایران کے سپریم لیڈر کو ہیں۔

سعودی عرب کے فرمانروا کو جو لوگ اصطلاحی معنوں میں بادشاہ کہہ دیتے ہیں میرا ان سے سوال یہ ہے کہ پھر ایران کے سپریم لیڈر کو کیا کہنا چاہیے؟ دنیا بھر کے جمہوری لوگ اسے مذہبی آمریت کہتے ہیں۔ آپ اس کو جو بھی نام دیں وہ اب آپ پر موقوف ہے، اس لیے میری گزارش ہے کہ سعودی عرب کے نظام حکومت کو بادشاہت کہنا ناانصافی ہے، بلکہ میری دانست میں صرف جدید سیاسی نظریات سے ہم آہنگ لوگوں کو سمجھانے کے لیے عرض کرتا ہوں کہ سعودی عرب کے نظام حکومت کو آپ اسلامی، فلاحی، جمہوری بادشاہت کہہ سکتے ہیں۔ واضح رہے کہ یہ سعودی عرب کا دعویٰ یا موقف نہیں میری ذاتی رائے ہے تاکہ جمہوریت سے متاثر لوگوں کو ان کے انداز و زبان میں سمجھا سکوں۔ اس لیے جو لوگ کہتے ہیں کہ یمن کے حوثی باغیوں کے ساتھ کشیدگی سے حرمین کو خطرہ نہیں بلکہ سعودی بادشاہت کو خطرہ ہے، وہ غلط تصویر پیش کر رہے ہیں۔ سعودی عرب کا موجودہ نظام حکومت ہر ممکن حد تک اسلامی فلاحی نظام حکومت ہے اور پھر آل سعود نے جو خدمت حرمین شریفین کی ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں، اس ضمن میں میں عرض کر دوں کہ جب شاہ عبدالعزیز فرمانروا بنے تو حرم مکی کے اندر چار مصلے معروف تھے، اس کے علاوہ بھی کئی مصلے تھے۔ ایک مصلے پر جماعت ہوتی تو باقی دیکھتے رہتے، یوں مسلمانوں کی ساری جمعیت منتشر تھی۔ اس منتشر امت کو شاہ عبدالعزیز نے حرم کے اندر متحد کیا۔ فرقہ واریت کا خاتمہ کیا۔ میں تو اس نظام حکومت کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں جس نے اتحاد امت کا فریضہ سرانجام دیا۔

جرار: عرب لیگ کے اجلاس میں مشترکہ عرب فوج کا قیام عمل میں آیا ہے، آپ اس کو کس نظر سے دیکھتے ہیں؟

مولانا امیر حمزہ: ہم تو ایک عرصہ سے یہ کہتے چلے آرہے ہیں کہ 57 مسلمان ملک بھی ناٹو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور یورو کی طرز پر اپنی مشترکہ فوج اور کرنسی بنائیں، امن فوج بھی بنائیں۔ مسلم ممالک کے تنازعات کو مشترکہ اسلامی فوج حل کرے، خیر دیر آید درست آید۔ امریکہ اور ناٹو افواج عراق اور افغانستان میں آئیں تو قتل و غارت کا طوفان اٹھا جو ابھی تک تھم نہیں رہا۔ شام اور لیبیا کا حال آپ دیکھ لیں کیونکہ یہودیوں اور صلیبیوں کا مقصد ہی مسلمانوں کا قتل عام ہے۔ اب جب یہی اسلام دشمن قوتیں یمن پہنچی ہیں تو خلیجی اور بعض عرب ممالک نے عرب فوج کے قیام کا بڑا خوش آئند اعلان کیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں بات اس سے مزید آگے بڑھنی چاہیے اور 57 اسلامی ملکوں پر مشتمل اسلامی فوج بنی چاہیے جو مسلمانوں کے تنازعات اور مسائل حل کرے، امن قائم کرے اور وہ بیرونی طاقتیں جو ہمارا تماشا دیکھتی ہیں، وہ ان شاء اللہ ناکام ہوں گی اور عالم اسلام نئے انداز سے ابھر کر سامنے آئے گا۔ وسیع تر اتحاد مسلمان ملکوں میں امن کا ضامن ہو گا، ان شاء اللہ۔ اس ضمن میں مزید یہ کہوں گا کہ افواج پاکستان اپنی اہلیت، کارکردگی، ایٹمی صلاحیت، ڈرون صلاحیت اور نظریاتی اعتبار سے دنیائے اسلام کی جدید ترین افواج ہیں جن کا ماٹو ایمان، تقویٰ، جہاد فی سبیل اللہ ہے اور ایسی بہادر اسلامی افواج کو مسلمانوں کی مشترکہ فوج کی سربراہی ملنی چاہیے، پھر دیکھیں کس طرح مسئلے حل ہوں گے۔ ان شاء اللہ

جرار: سعودی عرب نے ہمیشہ کڑے وقت میں پاکستان کی مدد کی ہے، حالیہ یمن سعودی عرب کشیدگی میں ہمارا کردار کیا ہونا چاہیے؟

مولانا امیر حمزہ: سعودی عرب تو پاکستان اور اسلامیان برصغیر کی اس وقت سے مدد کر رہا ہے جب پاکستان بنا بھی نہیں تھا۔ حضرت قائداعظم محمد علی جناح نے قیام پاکستان سے پہلے امریکہ میں اقوام متحدہ کے اجلاس کے موقع پر ایم ایچ اصفہانی کی زیر قیادت ایک وفد پاکستان کا مقدمہ پیش کرنے کے لیے بھیجا، جب یہ وفد وہاں گیا تو وہاں بتایا گیا کہ اقوام متحدہ کے اجلاس میں تو صرف رکن ممالک حصہ لے سکتے ہیں۔ اس وقت شاہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فیصل سعودی عرب کے وزیر خارجہ تھے۔ جب ان کو پتہ چلا کہ برصغیر میں علیحدہ مسلمان ملک کے قیام کی جدوجہد کرنے والوں کا ایک وفد اقوام متحدہ پہنچا ہے تو انھوں نے وفد سے ملاقات کی، ان کے خیالات سنے اور پھر شاہ عبدالعزیز سے مشاورت کے بعد ایک مقامی ہوٹل میں اقوام متحدہ کے تمام ممبر ممالک کے نمائندوں کا عشائیہ رکھ لیا اور مسلمانوں کے وفد کو وہاں مدعو کیا۔ وہاں ایم ایچ اصفہانی نے اقوام عالم کے سامنے قیام پاکستان کا مقدمہ پیش کیا اور پھر شاہ عبدالعزیز نے قیام پاکستان کے لیے مسلم لیگ کو سب سے پہلے لاکھوں پاؤنڈ کا عطیہ بھی دیا۔ اس کے بعد پاکستان کے ساتھ سعودی عرب کے تعاون کی ایک لمبی تاریخ ہے۔ آپ نے ایٹم بم بنایا، سعودی عرب نے مالی تعاون فراہم کیا۔ آپ پر پابندیاں لگیں تو اقتصادی تعاون فراہم کیا اور پھر تیل بھی دیا۔ ایک اور بات ذہن میں رکھیں۔ پوری دنیا میں پاکستانی افراد روزگار کے سلسلے میں مقیم ہیں لیکن پوری دنیا کے کسی ایک ملک میں پاکستانیوں کی سب سے بڑی تعداد اگر آباد ہے تو وہ سعودی عرب ہے جہاں 25 لاکھ پاکستانی آباد ہیں۔ پاکستان کے زرمبادلہ کے ذخائر 13 یا 14 ارب ڈالر ہیں جس میں سے نصف حصہ یعنی 6 سے 7 ارب ڈالر کا حصہ صرف سعودی عرب میں مقیم پاکستانی بھیجتے ہیں۔ اگر خدانخواستہ سعودی عرب میں 25 لاکھ پاکستانی ڈسٹرب ہو گئے تو تصور کریں پاکستان کی معیشت کا کیا حشر ہوگا؟ یوں پاکستان کے ہر علاقے اور ہر مسلک کے لوگ پریشان ہو جائیں گے۔ اگر ہر پاکستانی کا خاندان آٹھ افراد پر مشتمل تسلیم کریں تو دو کروڑ پاکستانی سعودی معیشت پر خوشحال زندگی گزارتے ہیں۔

مزید برآں! ہم تو ایک ڈیڑھ ارب ڈالر یا دو ارب ڈالر کے لیے آئی ایم ایف کی منتیں کرتے ہیں اور پھر سودی قسطیں ادا کرتے ہیں اور ذلیل وخوار ہوتے ہیں اور ان کی استحصالی پالیسیوں کو اپنے ملک میں نافذ کرتے ہیں تو بتلائیں سالانہ 6، 7 ارب ڈالر سے محرومی کا کیا کریں گے؟

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حرمین کی سرزمین سے تو ہمارا عقیدہ، ہمارا ایمان وابستہ ہے اور اس کی حفاظت ہمارا دینی و ملی فریضہ ہے اور جس طرح میاں نواز شریف کہتے ہیں کہ اگر سعودی عرب کو کوئی خطرہ ہوا تو ہم اس کے دفاع کے لیے بھرپور کردار ادا کریں گے اور اس کی حفاظت کریں گے۔ دنیا کو معلوم ہے کہ یمن کے باغیوں کو اسلحہ یہودی اور صلیبی دے رہے ہیں اور وہ سعودی عرب کے سرحدی علاقوں میں بھی کارروائیاں کر رہے ہیں۔ اب سعودی عرب کا گھیراؤ کیا گیا ہے تاکہ اسے عدم استحکام سے دوچار کیا جائے۔ ایسے حالات میں پاکستانی فوج پر فرض ہے کہ وہ حرمین کا دفاع کرے اور حرمین کا دفاع ہمیں اپنی جان، مال اور ہر چیز سے زیادہ عزیز ہے۔

جرار: یمن سعودی عرب کشیدگی سے پاک چین معاشی راہداری کو کس طرح اور کیا خطرات درپیش ہیں؟

مولانا امیر حمزہ: یمن سعودی عرب کشیدگی کے پیچھے بہت بڑی عالمی سازش ہے۔ اب دیکھیں پاکستان میں پاک چین معاشی راہداری کا قیام عمل میں آ رہا ہے۔ چین کے صوبے کاشغر سے لے کر گوادر تک معاشی راہداری کے لیے پاکستان اور چین کے درمیان معاہدے طے پا چکے ہیں۔ اب اس اقتصادی راہداری کو ناکام بنانے کے لیے ایک مدت سے کوشش کی جا رہی تھی، پاکستان کو عدم استحکام سے دوچار کیا جا رہا تھا کہ گوادر کی بندرگاہ آپریشنل نہ ہو سکے۔ اب ہماری بہادر افواج پاکستان نے آپریشن ضرب عضب کے ذریعے سے بہت حد تک امن بحال کر دیا ہے اور اللہ کے فضل سے مزید جو تھوڑی بہت کسر باقی ہے، وہ بھی پوری ہو جائے گی اور مکمل امن بحال ہو جائے گا۔ کیونکہ اگر ملک میں امن ہو گا تو معاشی راہداری کے فیوض عوام تک پہنچیں گے۔ لیکن ادھر آپ نے پاکستان میں امن قائم کیا ادھر امریکہ اور اسرائیل نے اور ان قوتوں نے جو پاکستان کو عدم استحکام سے دوچار کرنے جا رہی تھیں، یمن میں باغیوں کو کھڑا کیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عدن کے پاس بحراحمر پر باب المندب تک باغی آ چکے ہیں۔ اب ذرا دیکھیں۔ گوادر کی بندرگاہ سے متصل بحری راستہ کون سا ہے؟ تمام جہاز باب المندب سے گزریں گے اور پھر نہر سویز کو عبور کر کے آگے جائیں گے اور اگر وہاں باغی بیٹھے ہوں گے تو پاک چین معاشی راہداری غیر محفوظ ہو گی۔ میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان کے سارے منصوبے کو ناکام بنانے کے لیے ایک بین الاقوامی سازش رچائی گئی ہے۔

حرمین شریفین کے تحفظ کا مسئلہ ہے، پاکستانیوں کو یہ سازش سمجھنی چاہیے کہ اس جنگ سے سعودی عرب میں مقیم 25 لاکھ پاکستانیوں کا معاشی مستقبل داؤ پر لگ گیا ہے۔ اب جب سعودی عرب کہتا ہے کہ پاکستان اپنی فوج بھیجے اور وزیراعظم نواز شریف کہتے ہیں کہ ہم حاضر ہیں تو یہ جان لیجئے کہ پاکستان کے سعودی عرب سے مذہبی، سیاسی، اقتصادی، غرض ہر طرح کے رشتے اور مفادات وابستہ ہیں۔ میں اپنے پاکستان کے لوگوں کو پیغام دینا چاہتا ہوں کہ اگر سعودی عرب میں حالات کی خرابی کی وجہ سے پاکستانیوں کو کوئی نقصان پہنچتا ہے تو اس کا سب سے بڑا نقصان پاکستان کو پہنچے گا۔ سعودی عرب میں ہر مسلک اور علاقے کے پاکستانی موجود ہیں ان کو نقصان پہنچے گا۔ یہ شیعہ سنی مسئلہ نہیں ہے۔ ہمارے اپنے ملک اور عوام کے مفاد کا مسئلہ ہے۔ پاکستان کا ذاتی مفاد اس میں ہے کہ سعودی عرب کی سالمیت محفوظ رہے، پاک فوج حرمین کے تحفظ کے لیے باغیوں کا قلع قمع کرے اور باب المندب کھلا رہے۔

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سعودی عرب کا ''افغانستان''

مجیب الرحمٰن شامی

29 مارچ 2015

یمن میں سعودی عرب کے زیر قیادت عرب اتحاد نے باغی ''الحوثیون'' کے خلاف فضائی کارروائی کا آغاز کر کے عالم اسلام کو ایک نئی آزمائش سے دوچار کر دیا ہے۔ یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ حوثی فورس نے اپنے آپ کو، اپنے وطن کو، اپنے ہمسایہ ممالک اور پورے خطے کو جس آزمائش سے دوچار کر رکھا تھا، اس کے ردعمل نے موجودہ صورت حال کو جنم دے دیا ہے۔

بات جہاں سے اور جیسے بھی شروع کی جائے، یہ کہنا آسان نہیں ہے کہ ختم کہاں پر ہو گی

ع

کب ٹھہرے گا درد اے دل، کب رات بسر ہو گی

اپنوں اور غیروں کی بے اعتدالیوں یا مُنہ زوریوں نے سعودی عرب کی سرحد پر ایک ایسا ''افغانستان'' لا کھڑا کیا ہے، جس کی گرہیں کھلتے کھلتے کھلیں گی۔ پاکستان اور افغانستان کی طرح سعودی عرب اور یمن کی سرحد بھی طویل اور پورس (مسام دار) ہے۔ اس کی لمبائی 1800 کلو میٹر ہے اور اس میں سے آمدورفت کو روکنا آسان نہیں ہے۔ یمن میں بیٹھ کر سعودی عرب کے ساتھ وہی کچھ کیا جا سکتا ہے، جو افغانستان میں چھپنے والے پاکستان میں کر رہے ہیں یا پاکستان میں پناہ پانے والے افغانستان میں کرتے رہے ہیں۔ یمن کا شمار عالم عرب کے غریب ترین ممالک میں ہوتا ہے، اس لیے وہاں سے جس طرح کی ''یلغار'' سعودی عرب میں کی جا سکتی ہے، اس کا اندازہ ہر وہ آنکھ لگا سکتی ہے، جس میں ذرا سی بینائی بھی موجود

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ جس طرح بھارت افغانستان میں قدم جما کر وہاں سے پاکستان کو چرکے لگانے، بلکہ خنجر گھونپنے تک جیسی وارداتیں کر سکتا ہے اسی طرح سعودی عرب سے مخاصمت رکھنے والا کوئی عنصر (یا ملک) اگر یمن میں اپنے (یا اپنی کٹھ پتلیوں کے) پاؤں جما لے تو یہاں بیٹھ کر کچوکے لگا سکتا ہے اور رستا ہوا خون دیکھ کر اطمینان کی سانسیں لے سکتا ہے۔

سعودی عرب اس سرحد پر باڑ لگانے کی کوشش میں ہے۔ ستمبر 2003ء میں اس منصوبے پر کام شروع ہوا اور 75 کلو میٹر تک تعمیر کر لی گئی، تو یمنی حکومت نے اس پر شدید اعتراض کر دیا، اس نے اسے تین سال پہلے طے پانے والے ایک سرحدی معاہدے کی خلاف ورزی قرار دیا، جس میں سرحدی علاقوں میں آمد و رفت کو کھلا رکھنے کا اقرار کیا گیا تھا۔ پانچ ماہ بعد سعودی عرب کو کام روکنا پڑا۔ امریکہ اور مصر کی کوششوں سے یمن نے مشترکہ پٹرولنگ اور واچ ٹاورز قائم کرنے پر اتفاق کر لیا تاکہ مداخلت کاروں اور سمگلروں کو روکا جا سکے۔ 2006ء میں عراق کے ساتھ سعودی سرحد پر باڑ لگانے کے منصوبے کی خبر عام ہوئی، تو اس کے ساتھ ہی یمن سرحد پر باڑ لگانے کا منصوبہ پھر منظر عام پر آ گیا، کہ سرحدی معاہدے کے تحت کیے گئے انتظامات نتیجہ خیز نہ ہو سکے تھے۔ ایک اندازے کے مطابق یمن سے ہر سال چار لاکھ تارکین وطن غیر قانونی طور پر سعودی عرب میں داخل ہو جاتے ہیں۔ جنوری 2008ء میں باڑ سازی کا کام شروع کر دیا گیا، اس پر ساڑھے آٹھ بلین ڈالر کا تخمینہ لگایا گیا تھا۔ یہ باڑ سرحد سے 100 میٹر کے فاصلے پر تعمیر کی جا رہی تھی، سعودی حکام نے یہ موقف اختیار کیا کہ اسے سعودی علاقے کے اندر تعمیر کیا جا رہا ہے۔ اس کاوش سے بخوبی یہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ سعودی عرب کو اس کے افغانستان نے کس طرح کی الجھنوں سے دوچار کر رکھا ہے۔

مصر میں حسنی مبارک کے زوال کے بعد صدر صالح کی طویل حکومت کے خلاف جدوجہد شروع ہوئی، اور سڑکیں مظاہرین سے اٹ گئیں تو انھیں اقتدار چھوڑنا پڑا۔ وہ زیدی تھے، لیکن ان کی جگہ لینے والے ان کے نائب ہادی سُنّی مسلمان تھے۔ یمن کے مختلف گروہوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے ان کی صدارت پر اتفاق کیا اور انھیں بلامقابلہ صدر منتخب کر لیا گیا، لیکن بعدازاں اختلافات پیدا ہو گئے۔ اقتدار کی تقسیم آسان نہ رہی تو حوثیوں نے بغاوت کر کے دارالحکومت اور صدارتی محل پر قبضہ کر لیا۔ صدر ہادی نے فرار ہو کر جان بچائی۔ حوثی بغاوت کے پیچھے سابق صدر صالح کا ہاتھ بھی واضح تھا کہ فوج میں ان کے حامی دستے باغیوں کے ساتھ جا ملے تھے۔ ''الحوثیون'' نے انصار اللہ کے نام سے اپنے کام کا آغاز کیا تھا۔ ابتدا (1992ء) میں یہ ایک تبلیغی اصلاحی تحریک تھی، جس میں پڑھے لکھے نوجوان شامل تھے۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ایک مسلح گروہ میں تبدیل ہو گئی۔ 2004ء میں اس کے سربراہ عبدالمالک الحوثی یمنی افواج سے ایک جھڑپ میں مارے گئے، تو یہ گروہ ''الحوثیون'' کہلانے لگ پڑا۔ 2003ء میں عراق پر حملے نے اسے مسلح جدو جہد کی طرف مائل کر دیا۔ یاد رہے کہ امریکہ اور برطانیہ نے صدام حسین کی حکومت کے خاتمے کے لیے یہ مہم جوئی کی تھی اور اس کے انتہائی تلخ اثرات پورا خطہ، اب تک بھگت رہا ہے۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ صدام حسین کا تعلق بعث پارٹی سے تھا، اور انھیں سُنی سمجھا جاتا تھا، لیکن یمن کے جو نوجوان امریکہ مخالف جذبات میں ابل پڑے، وہ زیدی شیعہ کہلاتے ہیں۔ دارالحکومت صنعا کی مسجد میں انھوں نے ''امریکہ مردہ باد'' کے فلک شگاف نعرے لگائے تو حکومت سے ان کا ٹکراؤ ہو گیا۔ صدر صالح بھی زیدی تھے، لیکن انھیں نوجوان انقلابی ایک آنکھ نہیں بھا رہے تھے۔ یہاں سے حکومت کے ساتھ مخاصمت کا آغاز ہوا، بات مسلح کارروائیوں تک پہنچ گئی۔ فوج کو حرکت میں لایا گیا، انقلابی تحریک کے رہنما کو صدر صالح نے دارالحکومت میں مذاکرات کی دعوت دی، جسے انھوں نے رد کر دیا اور ایک جھڑپ میں جاں بحق ہو گئے۔ بالآخر صدر صالح کے اقتدار کا خاتمہ ہوا۔ ہادی حکومت قائم ہو گئی اور اس کے خلاف بغاوت نے انھیں بھاگنے پر مجبور کر دیا۔

یمن کے زیدی، عقیدے کے اعتبار سے اہل سنت کے قریب اور اثنا عشری شیعوں سے دور ہیں۔ وہ حضرت علی کو دوسرے صحابہ کے مقابلے میں افضل اور خلافت کا حق دار سمجھتے ہیں، لیکن تبرّیٰ نہیں کرتے۔ ان کے امام زید بن علی زین العابدین بن حسین بن علی، حضرت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابوبکر صدیق اور حضرت عمر کے بارے میں مودب تھے۔ ان کا یہ قول مشہور ہے کہ مَیں نے اپنے بزرگوں سے ان (شیخین) کے بارے میں کوئی منفی بات نہیں سنی۔ زید بن علی نے امویوں کے خلاف جہاد کیا تو امام ابوحنیفہ نے ان کا (نسبتاً خاموش) ساتھ دیا تھا، اور ان کی مالی اعانت بھی کی تھی--- اس تفصیل سے اندازہ ہو جاتا ہے کہ یمن میں کوئی شیعہ سُنی تنازعہ موجود نہیں تھا اور فی الحقیقت آج بھی اسے صرف اس حوالے سے نہیں دیکھا سکتا۔

''الحوثیون'' نے جدوجہد کا آغاز کیا تو ایران کو گویا ''فطری حلیف'' مل گئے۔ انھیں ہتھیار اور دوسرے لوازمات فراہم ہونے لگے اور ان کی تعداد ایک لاکھ سے تجاوز کر گئی۔ یوں جذبہ شہادت سے سرشار نوجوانوں کی فوج تیار کر لی گئی۔ ''الحوثیون'' کے خلاف صدر ہادی کی امداد کے لیے سعودی عرب اور اس کے اتحادی فضاؤں میں تیر رہے ہیں تو ان کی کارروائی کو غیر قانونی قرار نہیں دیا جا سکتا۔ ویسے بھی زیدی یمن کی کل آبادی کا ایک تہائی ہیں، اور اگر فیصلہ قبیلے یا مسلک کی بنیاد پر ہونا ہے تو ایک تہائی، دو تہائی پر حکومت نہیں کر سکتے--- یمن میں اقتدار ان لوگوں کے پاس آ جائے جو سعودی عرب کے روایتی حریف کے حلیف ہوں، تو گویا حریفوں کو ایسی مچان میسر آ جائے گی، جہاں بیٹھ کر سعودی سرزمین میں کٹھ پتلیوں کو نچانے کی کوششیں تیز ہو سکیں۔

یہ بھی یاد رہنا چاہیے کہ یمن میں اس وقت مختلف عناصر اور مختلف مسالک کے جتھے اپنی اپنی دھن میں کارروائیاں کر رہے ہیں، یہاں القاعدہ اور داعش کے حامی بھی مسلح ہیں، اور وہ اپنے خوابوں میں مست (بلکہ بدمست) ہیں۔ یہ قبائلی معاشرہ ہے، اور اس کے مختلف قبائل ایک دوسرے سے اسی طرح برسر پیکار رہ سکتے ہیں، جس طرح افغانستان کے جہادی رہے ہیں یا کسی نہ کسی طور اب بھی ہیں۔ سعودی عرب اور اس کے اتحادیوں کا اضطراب بے سبب نہیں ہے، اس لیے ان کی سیاسی، اخلاقی اور نفسیاتی امداد اہل پاکستان پر لازم ہے کہ مشکل گھڑی میں دوستوں سے یہی توقع رکھی جاتی ہے، جہاں تک عملی تعاون کا تعلق ہے، اس کی حدود و قیود کا جائزہ لینا سیاسی اور عسکری قیادت کے ذمے ہے۔ یہ کوشش بھی کی جانی چاہیے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ ایران سے بات چیت کا دروازہ بھی کھلے، اور اسے باور کرایا جائے کہ عدم تحفظ کا ماحول اس کے حق میں بھی نہیں ہے۔

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یمن میں امن کیسے ممکن؟

امیر حمزہ

3 اپریل 2015

مجھے بچپن سے ہی دنیا کی سیر کا شوق تھا۔ پھر 1992ء میں لاہور میں ایک ایسے تاجر سے دوستانہ قائم ہوا جو ایران میں تجارت کرتے تھے، یوں میں نے ان سے معلومات حاصل کر کے ایران دیکھنے کا پروگرام بنا لیا۔ ایران دیکھنا سستا تھا چنانچہ میں زمینی راستے سے ایران جا پہنچا۔ وہاں میں نے تہران، اصفہان اور شیراز کی دیواروں پر ''مرگ بر آل سعود'' جگہ جگہ لکھا ہوا دیکھا۔ تہران میں ایک جگہ بورڈ پر لکھا ہوا دیکھا ''دشمنِ خمینی کافر است'' اس کے بعد اب تک میں چار بار سعودی عرب جا چکا ہوں مگر سعودی عرب کی کسی دیوار پر میں ایران کے خلاف ایسے جملے ملاحظہ کرنے میں ناکام رہا ہوں ...... اسی وقت سے میرے ذہن میں یہ بات بیٹھ چکی تھی کہ اللہ نہ کرے دو ایسے ملکوں میں کشیدگی پیدا ہو کہ جن میں سنی اور شیعہ صدیوں سے رہتے چلے آ رہے ہیں۔ سعودی عرب کے مشرقی صوبوں نجران اور قطیف میں شیعہ کثیر تعداد میں ہیں تو ایران کے صوبوں بلوچستان، سیستان، اھواز اور خوزستان وغیرہ میں سنی اکثریت میں ہیں...... پھر وہی ہوا جس کا مجھے ڈر تھا ایرانی حجاج نے حج کے دوران مکہ مکرمہ میں خمینی کے باتصویر پوسٹر اٹھا لیے اور نعرے لگانے شروع کر دیئے۔ ''اللہ اکبر خمینی رہبر'' اس پر سعودی پولیس نے روکنے کی کوشش کی تو ایرانی زائرین نے خنجروں سے حملہ کر دیا۔ جواب میں سعودی پولیس نے گولی چلا دی اور یوں امن والے شہر کی حرمت متاثر ہو کر رہ گئی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہاں پر پاکستان کی ایک مثال بھی قابل غور ہے، محترمہ بے نظیر بھٹو وزیراعظم تھیں، ظفر ہلالی صاحب جو خارجہ امور میں معروف تجزیہ نگار ہیں اس وقت محترمہ کے اسپیشل سیکرٹری تھے جبکہ اسلام آباد میں ایران کے سفیر محمد مہدی تھے جو 1993ء سے 1998ء تک سفیر رہے۔ محترمہ نے ظفر ہلالی سے کہا کہ ایرانی سفیر کو بلا کر کہو تم جو اپنے سفارتخانہ کے ذریعہ لٹریچر تقسیم کر رہے ہو اس سے ہماری مشکلات میں اضافہ ہو رہا ہے۔ ظفر ہلالی صاحب بتلاتے ہیں کہ میں نے جب سفیر کو بلا کر محترمہ کی تشویش سے آگاہ کیا تو انھوں نے الٹا مجھ سے سوال کر دیا کہ آپ کا کیا اندازہ ہے کہ کتنی تعداد میں پاکستان کے لوگ ایران کے کہنے پر ہتھیار اٹھا سکتے ہیں۔ میں نے کہا مجھے کیا معلوم؟ اس پر محمد مہدی کہنے لگے، ہماری ہدایت پر 75 ہزار پاکستانی اپنے ہتھیار اٹھا سکتے ہیں لیکن چونکہ ہم آپ کو اپنا برادر ملک خیال کرتے ہیں اس لیے آپ کے لیے مسائل پیدا نہیں کرتے۔

بہرحال اس قسم کی سوچوں اور طرزِ عمل کا نتیجہ مشرقِ وسطیٰ میں جنگ تک جا پہنچا۔ ایک جانب عراق کا صدام حسین تھا تو دوسری جانب ایران کا امام خمینی تھا۔ عراق کے پیچھے پوری عرب دنیا تھی۔ وہ کہتے تھے ایران اپنا مخصوص انقلاب برآمد کرنے کا نعرہ لگا رہا ہے۔ آخرکار یہ بے نتیجہ جنگ آٹھ سال کی بربادیوں کے بعد اختتام پذیر ہوئی۔ صدام حسین سنی تھا مگر وہ سیکولر بھی تھا۔ اس نے جہاں شیعہ پر ظلم کیا تھا، سنیوں پر بھی ظلم کیا تھا۔ کرد سنیوں کو بھی زہریلی گیسوں سے مارا تھا اور پھر اس نے کویت پر چڑھائی کی تو تب بھی سنی شیعہ کا کوئی لحاظ نہ تھا۔ اس کے بعد جب امریکہ نے کویت چھیننے کے چند سال بعد دوبارہ عراق پر حملہ کیا تو وہاں سنی شیعہ کے اختلاف کو فرقہ وارانہ قتل عام میں تبدیل کر دیا اور جاتے جاتے عراق کی حکومت نوری المالکی کے سپرد کر دی جس نے فرقہ واریت کے تحت ظلم شروع کر دیا، ردعمل میں داعش وجود میں آ گئی جس نے اپنے سلوگن میں فرقہ واریت کو نمایاں کیا، یوں عراق فرقہ وارانہ دشمنی کی آگ کے الاؤ میں جلنے لگا اور تاحال جل رہا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اب شام کا محاذ امریکیوں نے کھول دیا وہاں کے علوی شیعہ سنیوں کے مقابلے میں 15 سے 20 فیصد ہیں۔ ایران کے بارہ امامی شیعہ کا ان سے شدید مسلکی اختلاف ہے مگر ایران نے شامی صدر کی عملی حمایت شروع کر دی۔ لبنان کچھ عرصہ پہلے شیعہ سنی اور مسیحی اختلافات کی آگ میں جلتا رہا ہے وہاں کی عسکری تنظیم حزب اللہ نے بھی بشار کی حمایت میں اپنے رضا کار بھیج دیئے۔ دوسری جانب النصرہ فرنٹ کو سعودی عرب کی حمایت حاصل تھی، یوں شام میں بھی شیعہ سنی کے نام سے خون بہنے لگ گیا اور تا حال بہتا جا رہا ہے۔

اب یمن میں بھی آگ پہنچ چکی ہے، وہاں سنی شیعہ صدیوں سے آرام سکون سے رہتے چلے آ رہے تھے مگر امریکہ نے آگ یہاں بھی بھڑکا دی۔ حوثی باغی جو دعش جیسے دہشت گرد ہیں ان کو امریکہ اور ایران کی مدد حاصل ہے۔ آج کل ایران اور امریکہ باہم قریب ہیں۔ امریکہ کسی کے بھی قریب ہو یا تعلقات میں بعید ہو، فرق نہیں پڑتا اس نے کام اپنا کرنا ہے اور وہ ہے مسلمان ملکوں میں فساد اور خونریزی کروانا، چنانچہ اب یہ خونریزی یمن میں بھی شروع ہو چکی ہے۔ یمن میں اس آگ کے پہنچنے کا مطلب یہ ہے کہ سعودی عرب کی سرحد جو اٹھارہ سو کلومیٹر یمن کے ساتھ لگتی ہے وہاں سے متواتر دراندازی ہوتی رہے گی اور سعودی عرب کو ہر جانب سے گھیر کر بے بس کیا جائے گا۔ یہ ہے وہ صورتحال جو سعودی عرب کی جگہ پر کسی بھی ملک کی ہو تو اس کے لیے ناقابل برداشت ہو گی چنانچہ سعودی عرب نے اپنے اتحادیوں کے ساتھ میدان جنگ بپا کر دیا۔ اس لیے کہ اس نے سوچا اگر اپنے گھر کے گھیرے کو روایتی انداز سے دور ہٹانے کی کوشش کی جائے گی تو فائدہ نہ ہو گا بلکہ سابقہ تجربات کی روشنی میں نقصان ہی نقصان ہو گا۔

گلف کی ریاستیں سعودی عرب کی فطری حلیف ہیں اس لیے کہ وہ جزیرۃ العرب کی ریاستیں ہیں۔ یاد رہے! متحدہ عرب امارات سالہا سال سے اپنے تین جزائر کی واپسی کی کوششیں کر رہا ہے، یہ تین جزائر ''طنب صغیر، طنب کبیر اور جزائر ابوموسیٰ'' ہیں۔ خلیج فارس میں واقع یہ جزائر سمندر کے بین الاقوامی قانون کے مطابق ایران کی نسبت امارات کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قریب ہیں۔ امارات کے حکمرانوں کا کہنا ہے کہ ان کے جزائر پر ایران نے قبضہ کر رکھا ہے اور وہاں فوجی اڈے بنا لیے ہیں۔ یہاں سے امارات پر کارروائی کرنا انتہائی آسان ہے۔ یوں خلیجی ریاستیں اپنی بقا کے لیے یمن کی جنگ میں سعودی عرب کے ساتھ ہیں۔

موجودہ صورتحال میں ایران کے حکمران انتہائی خوش ہیں، اس خوشی کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ ایران کے صدر حسن روحانی کے مشیر علی یونسی نے بانگ دہل اعلان کیا کہ ایران ایک عظیم سلطنت بن چکا ہے۔ اب دارالحکومت بغداد ہو گا۔ ایران کی ایک غیر سرکاری ایجنسی ''ایسنا'' کے مطابق علی یونسی ایران کے سابق صدر محمد خاتمی کے دور میں انٹیلی جنس کے وزیر بھی رہے ہیں۔ انھوں نے سیمینار سے خطاب کرتے ہوئے مزید کہا کہ ''سارا مشرق وسطیٰ ہمارا ہے'' اسی طرح ایران قومی سلامتی کونسل کے سربراہ علی شیخانی نے واضح طور پر کہا کہ ہم یمن کے باب المندب اور بحیرہ روم کے دہانے پر کھڑے ہیں۔ یعنی ایک جانب شام کے ساحل پر ہیں تو دوسری طرف یمن کے بین الاقوامی سمندری راستے پر بیٹھے ہیں، یوں دنیا ہماری محتاج ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ اگر کردار اور سوچ ایسی ہی ہے تو مشرق وسطیٰ میں امن کیسے حاصل ہو گا؟ ایران کے ایک اور سابق صدر جناب علی اکبر ہاشمی رفسنجانی نے کہا ہے کہ داعش نے جس قدر نقصان پہنچایا ہے۔ ہمارے ہاں کے وہ لوگ جو اپنا انقلاب برآمد کرتے پھر رہے ہیں وہ داعش کے لوگوں سے کم نقصان نہیں پہنچا رہے۔ دوسرے لفظوں میں ہاشمی رفسنجانی نے واضح کر دیا ہے کہ سوچوں کو بدلنا ہو گا۔ ہم سمجھتے ہیں ایسے لوگوں کو ہر جانب سے آگے بڑھنا چاہیے۔ امن کا آغاز یمن سے کرنا چاہیے اور بتدریج اسے پورے مشرق وسطیٰ تک پھیلانا چاہیے۔ پاکستان ایٹمی، میزائل ٹیکنالوجی اور فوج کے لحاظ سے عالم اسلام کا نمبر ایک ملک ہے۔ عالم اسلام کی مشترکہ فوج بنا کر اسے سربراہی دی جائے۔ عرب ملکوں نے اپنی مشترکہ فوج بنانے کا اعلان کیا ہے۔ یہ بھی خوش آئند ہے مگر اس کے دائرے کو پھیلا کر عالم اسلام کی فوج بن جائے اور اسے یمن میں اتارا جائے وہ وہاں امن قائم کرے اور پرامن طریقے سے اقتدار

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہاں کے عوامی نمائندوں کو منتقل کر دے۔ یہ وہ مبارک عمل ہے کہ اس سے مسلمان ملکوں میں جاری خانہ جنگی ختم ہو جائے گی اور بیرونی مداخلت بھی دم توڑ جائے گی۔ عالم اسلام اک نئے انداز سے دنیا میں نمایاں ہوگا۔ میں سمجھتا ہوں اگر موجودہ شر سے خیر کا مذکورہ دروازہ کھل جائے تو سنی اور شیعہ سب خوش قسمت ہوں گے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یمن، سعودی عرب اور عالمی منظر

امیر حمزہ

17 اپریل 2015

کعبہ شریف کے چار رکن یا چار کونے ہیں۔ ان میں سے دو ارکان کے نام ''رکن شامی'' اور ''رکن عراقی'' ہیں۔ شام اور عراق کی اہمیت کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ دونوں ملکوں کے ناموں سے کعبہ کے دو رکن موسوم ہیں۔ صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بتلاتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ طواف کرنے لگے تو آپ ﷺ نے مندرجہ بالا دونوں ارکان کو ہاتھ مبارک نہیں لگایا۔ پھر جب آپ ﷺ تیسرے رکن یعنی رکن یمانی کے پاس تشریف لائے تو اسے ہاتھ مبارک لگایا، اگلا رکن پھر حجر اسود ہے۔

کعبہ کے رکن ''رکن عراقی'' کی سمت میں عراق وہ ملک ہے جو گزشتہ کئی سالوں سے امریکی سازشوں کا شکار چلا آ رہا ہے۔ اس کی حالیہ یلغار کے بعد ایران کو اثر و رسوخ کا موقع دیا گیا اور اس وقت عراق کی حیثیت ایران کے بعد ایک دوسرے ایران کی ہے۔ سعودی عرب یہ ساری صورتحال دیکھتا رہا اور خاموش رہا۔ پھر دیکھتے ہی دیکھتے کعبہ کے ''رکن شامی'' کی سمت میں واقع ملک شام بھی عدم استحکام کا شکار ہو گیا۔ سعودی عرب نے اب بھی کوئی مضبوط کردار ادا نہ کیا اور خاموش رہتے ہوئے اپنا ہاتھ دور رکھا...... پھر کیا ہوا؟ کعبہ کے یمنی رکن کی سمت میں واقع یمن بھی عدم استحکام سے دوچار ہو گیا۔ حوثی باغیوں کو ایران کی جانب سے ہر طرح کا تعاون مل گیا۔ اب کے سعودی عرب سے برداشت نہ ہوا۔ اس لیے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ یمن کا بارڈر سعودی عرب سے تو 1800 کلومیٹر تک پھیلا ہوا ہے۔ بحر احمر میں سمندر کے ساتھ بھی ملا ہوا ہے لیکن ایران کے ساتھ یمن کا زمینی رابطہ ایک انچ کا بھی نہیں۔ سمندری رابطہ بھی کوئی نہیں۔ اس کے برعکس ایران خلیج عرب کے بھی دوسری جانب واقع ہے جبکہ یمن، بحر احمر اور بحرِ عرب پر واقع ہے۔ اس جغرافیائی صورتحال کے پیش نظر سعودی عرب نے اب اپنا ہاتھ بڑھایا اور سعودی وزیر خارجہ سعود الفیصل کے کہنے کے مطابق ''سعودی عرب ایران کے ساتھ حالت جنگ میں نہیں ہے'' وہ تو صرف وہاں باغیوں کی سرکوبی اور جائز حکومت کی بحالی کے لیے گیا ہے''۔ انھوں نے مزید کہا کہ ''ایران وہاں اپنی مداخلت بند کر دے تو مسئلہ حل ہو جائے گا''۔

قارئین کرام! صورتحال کا ایک یہ پہلو ہے، دوسرا پہلو یہ ہے کہ امریکہ نے افغانستان پر چڑھائی کی تو ایک سال بعد عراق میں بھی فوجیں داخل کر دیں۔ افغانستان اور عراق میں شکست کے آثار دیکھے تو عراق کو ایران نواز نوری مالکی کے حوالے کر کے افغانستان میں توجہ مرکوز کر دی۔ ادھر شام کا محاذ گرم ہوا تو قریب تھا کہ بشار کی حکومت گر جائے مگر روس اور ایران کی مدد نے حکومت کو گرنے نہ دیا۔ اب امریکہ افغانستان کو چھوڑ کر واپس مشرق وسطیٰ میں بھاگا کیونکہ وہ دیکھ رہا تھا کہ روس اور چین طاقتور ہو گئے ہیں۔ دونوں کی پالیسی باہم تعاون کرنے والی ہے اور وہ جنگیں لڑ کر پیچھے رہ گیا ہے لہٰذا مشرق وسطیٰ میں روس اور چین کا اثر و رسوخ بڑھ رہا ہے۔

یاد رہے! دنیا کے وسائل سے وہی ملک فائدہ اٹھا سکتا ہے جس کی حکمرانی کے اڈے سمندروں میں ہیں اور دنیا کی سب سے بڑی سمندری موٹروے مشرق وسطیٰ سے گزرتی ہے۔ مشرق بعید کے سارے ملکوں کی تجارت بحر ہند سے آگے بڑھ کر جب گوادر کے سامنے سے گزرتی ہے تو یمن کے ''باب المندب'' سے بحر احمر میں سے گزرتی ہوئی آگے بحر روم میں یورپ کے ساتھ جا ملتی ہے۔ افریقہ کا براعظم ساتھ ساتھ چلتا ہے۔ یوں اس بحری راستے پر جس کا کنٹرول ہو گا وہی دنیا کا تھانیدار ہو گا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مندرجہ بالا اس سارے روٹ میں اہم ترین سمندری پوزیشن یمن کی ہے کہ یمن کے بارڈر سے تین سوکلومیٹر دور سمندر میں ایک یمنی جزیرہ ہے جسے سقطری (SOCOTRA) کہا جاتا ہے۔ یہاں روس کا قبضہ تھا اس لیے کہ جنوبی یمن اس کا اتحادی تھا۔ پھر جب روس ٹوٹا، یمن ایک ہوا تو یہ جزیرہ بھی روس خالی کر گیا۔ 19 جنوری 2010ء کو امریکی جرنیل پیٹریاس نے یمنی صدر علی عبداللہ صالح کے ساتھ معاہدہ کر کے یہ جزیرہ حاصل کر لیا۔ بحر ہند اور بحر عرب پر نظر اور کنٹرول رکھنے کے لیے امریکہ کے پاس پہلے بھی ایک جزیرہ موجود ہے۔ یہ ڈیگو گارشیا کا جزیرہ ہے۔ امریکہ سے باہر پوری دنیا میں امریکہ کا یہ سب سے بڑا بحری اڈہ ہے۔ یہ سری لنکا سے جنوب کی جانب کوئی ڈیڑھ ہزار کلومیٹر دور ہے جبکہ سقطری یا سکوٹرا سے 3 ہزار کلومیٹر دور ہے۔ یمن کے ساحل سے سکوٹرا صرف پونے تین سوکلومیٹر دور ہے۔ اس لیے امریکہ نے قریب ترین جگہ پر بیٹھنے کا فیصلہ کیا۔ یہاں ہوائی اڈہ اور دیگر بہت ساری تنصیبات کا کام مکمل ہو چکا ہے اور مزید کام جاری ہے۔ یاد رہے! امریکی بحری جہاز ''کول'' پر یمن سے ہی القاعدہ نے حملہ کیا تھا، لہٰذا جس کے کنٹرول میں یمن اور اس کا جزیرہ سکوٹرا ہوگا وہی دنیا کے سب سے بڑے سمندری راستے کو کنٹرول کرے گا۔

چین اور روس کی کوشش ہے کہ مشرق وسطیٰ کے تیل اور گیس کے خزانوں کو سمندری اور زمینی راستوں سے اپنے تک لائیں اور پھر ان کی مصنوعات، خاص طور پر چین کی مصنوعات سمندری راستوں سے افریقہ، مشرق وسطیٰ اور یورپ تک جائیں...... اب ایران، روس اور چین کے مفادات کو سامنے رکھ کر ان کے ساتھ کھڑا ہے اور امریکہ جو اس کے ہاں ''شیطان بزرگ'' تھا، ایک عرصہ سے اندر ہی اندر اسے ''برادر بزرگ'' مان کر اپنے مفادات کو آگے بڑھا رہا ہے۔ یہ مفادات جب سعودی عرب کے ساتھ ٹکرائے ہیں اور کعبہ کی ہر سمت سے سعودی عرب نے اپنے گرد گھیرا دیکھا ہے تو اسے کعبہ کا چوتھا رکن حجر اسود یاد آ گیا ہے کہ کئی سو سال پہلے ایسے ہی ایک گھیرے میں حجر اسود کو یہاں سے اتار لیا گیا تھا اور پھر ایک عرصہ بعد خلیفہ وقت نے اسے واپس حاصل کیا تھا۔ چاندی کے فریم میں حجر اسود کے تین ٹکڑے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آج بھی تاریخ کے ایک کربناک منظر کو یاد کرواتے ہیں۔

بین الاقوامی سازشیں بڑی گہری اور پیچیدہ ہیں، پاکستان کے سامنے بھی یہ سازشیں پوری طرح موجود ہیں لیکن ایمان اور وقت کا تقاضا یہ ہے کہ سعودی عرب کی آواز پر لبیک کہا جائے اور معاملے کو رکن یمانی سے آگے ''حجر اسود'' تک نہ جانے دیا جائے۔ پاک افواج نے کعبہ کی پاسبانی کا پہلے بھی حق ادا کیا ہے کہ جب کئی سال قبل گمراہ شرپسندوں نے مسجد حرام کے میناروں کو مورچے بنا لیا تھا...... یہی پاک فوج آج بھی تیار ہے اور کہہ چکی ہے کہ ہم سعودی عرب کی سالمیت کا دفاع کریں گے مگر میاں نواز شریف کی حکومت کا فرض ہے کہ سازش کو یمن میں ہی روکے...... آگے کا نہ سوچے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام کعبہ اور اکنامک کوریڈور

امیر حمزہ

یکم مئی 2015

ڈاکٹر خالد الغامدی کعبہ کے امام ہیں۔ اسلام سے پہلے قریش کعبہ کے متولی تھے۔ اللہ نے ''قریش'' کے نام سے قرآن میں ایک چھوٹی سی سورت نازل فرمائی اور قریش کو بتلایا کہ اللہ نے ان کے قلبی سکون کا بندوبست اس طرح کیا ہے کہ گرمیوں، سردیوں میں ان کے تجارتی قافلوں کا ایک اکنامک کوریڈور بنا دیا ہے لہٰذا اس نعمت پر قریش کی بھی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ کعبہ کے رب کی عبادت کریں وہ رب کہ جس نے قریش کو تنگ دستی سے نکال کر معاشی خوشحالی دی اور بدامنی کے خوف کو ختم کر کے امن کی نعمت سے مالا مال فرمایا۔

آخر کار انہی قریش نے اسلام قبول کیا اور اللہ کے رسول ﷺ جو قریشی بھی ہیں اور ہاشمی بھی انھوں نے کعبہ کی تولیت قریش ہی کے پاس رہنے دی۔ حتیٰ کہ کعبہ کی چابی بھی آج تک اسی خاندان کے پاس ہے جس کے پاس اسلام سے قبل چابی ہوا کرتی تھی۔ ہم پاکستان کے لوگ قریش سے بھی بے حد محبت کرتے ہیں اور بنو ہاشم سے بھی اس لیے کہ ہمارے پیارے حضور محمد کریم ﷺ قریشی بھی تھے اور ہاشمی بھی۔ تو ہمارے دلوں میں کھلی محبت کی کلیاں بہاریں کیوں نہ دکھلائیں کہ پاک سرزمین پر آج کے قریشیوں ہاشمیوں اور دنیا بھر کے مسلم سلاطین کے امام تشریف لے آئے ہیں۔ ہمیں یہ نہیں بھولنا چاہیے کہ کعبہ اور مسجد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نبوی ﷺ کے اماموں کو پاکستان میں بلانے اور عزت افزائیوں کی طرح ڈالنے کا کام مرحوم ذوالفقار علی بھٹو نے شروع کیا تھا۔

لاہور کے مقامی ہوٹل میں ''حرمین شریفین'' کے حوالے سے مرکزی جمعیت اہل حدیث نے امام کعبہ کے اعزاز میں تقریب کا انعقاد کر رکھا تھا۔ میں اسٹیج پر امام کعبہ کے پیچھے بیٹھا تھا۔ امام صاحب کے ساتھ والی کرسی خالی ہوئی تو انتظامی کمیٹی کے روح رواں رانا نصر اللہ صاحب نے مجھے قریبی کرسی پر بٹھا دیا۔ امام صاحب نے اپنا روئے سخن میری طرف کیا تو میں نے ان سے مصافحہ بھی کیا اور عربی زبان میں چند جملوں کا تبادلہ بھی ہوا۔ امام موصوف نے اپنے خطاب میں پروفیسر ساجد میر کی جماعت کے بارے میں جہاں تعریفی جملے ارشاد فرمائے وہیں پروفیسر ساجد میر صاحب کو دو بار روحانی باپ کہہ کر مخاطب کیا۔ پروفیسر صاحب کے لیے یقیناً یہ بہت بڑا اعزاز ہے کہ امام کعبہ انھیں اس قدر محبت، اپنائیت اور احترام دے رہے تھے۔ حافظ عبدالکریم ناظم اعلیٰ مرکزی جمعیت اہل حدیث نے اسٹیج پر تمام مسالک کی نمائندگی کا بھی انتہائی خوش آئند انتظام کر رکھا تھا۔ اعجاز ہاشمیصاحب، قاری زوار بہادر اور جامعہ نعیمیہ کے مفتی بھی یہاں موجود تھے۔ مولانا حسین اکبر بھی موجود تھے۔ مولانا فضل الرحیم، قاری حنیف جالندھری، مولانا امجد خان، قاری محمد یعقوب شیخ، طاہر اشرفی اور جناب لیاقت بلوچ تو تھے ہی، حکمران جماعت کے خواجہ سعد رفیق اور عابد شیر علی بھی تھے۔ اسی طرح امام کعبہ نے اسلام پھیلانے کے حوالے سے جہاں علماء کا ذکر کیا وہیں اولیاء کا بھی تذکرہ فرمایا۔ چاروں آئمہ اور ان کے مسالک کے علمبرداروں کی اسلام کے لیے جدو جہد کو خراج تحسین پیش کیا۔ فرقہ واریت سے بچنے اور امت واحدہ بننے کا وعظ فرمایا۔ الغرض! امام کعبہ نے اپنے خطاب میں بالکل اسی طرح سب مسلمانوں کو یک جہت رکھا جس طرح سارے مسلمان حرم مکی میں یک جہت ہو کر امام کعبہ کے پیچھے نماز ادا کرتے ہیں۔ وہ ایک ہفتہ ہمارے یہاں رہے مگر اتحاد امت کی حسین یادیں چھوڑ کر گئے۔

کعبہ ہماری روحانی راہداری بھی ہے اور معاشی کوریڈور بھی۔ ہم جو عمرہ اور حج کرنے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جاتے ہیں تو اپنی روحانی پیاس بجھاتے ہیں، ساتھ ہی قرآن ہمیں چھوٹی موٹی کمائی سے بھی منع نہیں کرتا اور اسے اللہ کے فضل کی تلاش قرار دیتا ہے۔ مسلمانوں کے وہاں جانے سے سعودی عرب کو معاشی فوائد بھی حاصل ہوتے ہیں اور وہ معاشی فوائد کو حرمین کے زائرین کی سہولت پر خرچ کر کے روحانی اور معاشی دونوں فوائد حاصل کرتے ہیں بلکہ اپنے پاس سے مزید کروڑوں ریال خرچ کرتے ہیں...... مزید برآں! ہمارے پاکستان کے 25 لاکھ لوگ جو سعودیہ میں کام کرتے ہیں اگر ہر شخص کا رابطہ خاندان کے آٹھ افراد سے جوڑا جائے تو یہ تعدا دو دو کروڑ بنتی ہے، یعنی پاکستان کے کم از کم دو کروڑ لوگ کعبہ کی سرزمین سے وابستہ ہو کر معاشی راہداری سے رزق حاصل کر رہے ہیں۔ الغرض! ہم پاکستانی لوگ روحانی اور معاشی اعتبار سے حرمین کی سرزمین کے ساتھ بندھے ہوئے ہیں اور یہ بندھن انتہائی مبارک بندھن ہے۔ اس میں جو لوگ دراڑ محسوس کر رہے تھے، انھیں بھی معلوم ہو گیا ہے کہ ہمارے شریفین یعنی میاں نواز شریف اور جنرل راحیل شریف جو حرمین کے خادم شاہ سلمان کے پاس تشریف لے گئے ہیں اور وہاں سے وزراء اور امام کعبہ یہاں تشریف لائے ہیں تو اس سے دراڑ کوئی نہیں پڑی بلکہ بندھن کو مزید مضبوط کر لیا گیا ہے۔

جناب آصف علی زرداری صرف زرداری نہیں، بلکہ زیرک بھی ہیں۔ پارلیمنٹ کی قرار داد کے بعد وہ فوراً سعودی عرب کے سفارت خانے چلے گئے اور وہاں سعودی سفیر محمد جاسم الخالدی سے ملاقات کی اور کھل کر سعودی عرب کا ساتھ دینے کا اعلان کیا۔ چین کے معاملے میں بھی ان کے اپوزیشن لیڈر جناب خورشید شاہ نے اکنامک کوریڈور کو کالا باغ ڈیم سے تشبیہ دے کر ایک ابہام پیدا کیا تھا جناب آصف علی زرداری نے حالات بھانپتے ہوئے فوراً بیان دیا کہ پاک چین سرمایہ کاری منصوبے ڈی ریل نہیں ہونے دیں گے۔ جناب آصف علی زرداری جن کے سر پر زرداری قبیلے کی سرداری کی تاجداری بھی ہے جلد ہی سمجھ گئے کہ ذوالفقار علی بھٹو ہی تو وہ شخصیت تھے جو سعودی عرب اور چین کے ساتھ پاکستان کی دوستیوں کے معمار تھے۔ اب بھٹو کا جانشین کنارے پر چلے گا تو خسارہ اٹھائے گا۔ عمران خان البتہ وہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شخصیت ہیں جو چین کے ساتھ معاشی کوریڈور کے معاملے میں خاموش ہیں اور پر جوش نہیں ہیں تو سعودی عرب کے بارے میں پارلیمنٹ کے اندر غیر جانبدار رہنے کے الفاظ شامل کرانے کے ذمہ دار ہیں اور میاں شہباز شریف بھی اب اس معاملے میں عمران خان ہی کو ذمہ دار قرار دے رہے ہیں۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عمران خان کو خارجہ معاملات، خاص طور پر سعودی عرب اور چین کے معاملے میں اپنی جماعت کی خصوصی شخصیات خورشید محمود قصوری، شاہ محمود قریشی سے مشورہ کر کے آگے بڑھنا چاہیے کہ ان دونوں ملکوں کے معاملے میں ہوشیار باش رہنا ضروری ہے۔ وجہ یہ ہے کہ سعودی عرب کے ساتھ ہم روحانی اور معاشی کوریڈور کے ساتھ بندھے ہوئے ہیں تو چین کے ساتھ ہمسائیگی اور معاشی کوریڈور کے ساتھ بندھے ہوئے ہیں۔ ان بندھنوں کے ساتھ جس سیاستدان کا کردار ڈھیلا نظر آئے گا، اس کی حکمرانی کا بندھن اسی قدر ڈھیلا پڑنا شروع ہو جائے گا۔ یہ وہ حقیقت ہے جو ہر پاکستانی کے رگ و ریشے میں اتری ہوئی ہے لہٰذا سیاستدانوں کے لیے اس رگ و ریشہ کا خیال رکھنا عوامی نبض پر انگلیاں رکھنا ہے۔ آخر پر اہل پاکستان کو مبارک ہو کہ دونوں کوریڈور ہمارے لیے نہ صرف کھلے ہوئے ہیں بلکہ اچھے مستقبل کی نوید سنا رہے ہیں۔ امام کعبہ کا دورہ بھی اسی نوید کا پیغام ہے جس میں تسلسل اور استحکام ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لیے

قاری محمد یعقوب شیخ

3 اپریل 2015

مکہ مکرمہ حرمت والا شہر ہے، اللہ تعالیٰ نے اپنے گھر کعبۃ اللہ اور دیگر شعائر اسلام کی وجہ سے اس شہر کو عزت وعظمت عطا کی ہے۔ اس میں بڑی بڑی نشانیاں اور مقام ابراہیم ہے۔ یہ امن کا شہر ہے، یہاں ہر وقت لاکھوں انسان رب کو راضی کرنے کے لیے جمع ہوتے ہیں، اتنے ہجوم کے باوجود کوئی لڑائی جھگڑا اور بدامنی نہیں ہوتی بلکہ جذبہ ایثار وقربانی قدم قدم پر نظر آتا ہے۔ مختلف زبانوں، مزاجوں، قوموں اور قبائل سے تعلق رکھنے والے لوگوں میں اپنوں جیسی اپنائیت اور صلہ رحمی کی جھلک نظر آتی ہے۔ حج کے موقعہ پر تو یہ منظر اور بھی حسین وجمیل اور پرکشش ہو جاتا ہے۔ یہی وہ منظر ہے جس سے امت مسلمہ کے دل باغ باغ اور شاد باد ہو جاتے ہیں۔ امت اسلامیہ اس موقعہ پر درحقیقت اپنی قوت کا مظاہرہ کر رہی ہوتی ہے جس سے دشمنان اسلام کے دل دہل جاتے ہیں، کلیجے منہ کو آتے ہیں۔ نیندیں حرام ہوتی ہیں انھیں اسلام اور مسلمان کا مستقبل روشن اور اپنا اندھیر نظر آتا ہے۔

مسلمانوں کی اجتماعیت، اتحاد واتفاق کی وہ فضا جو کعبۃ اللہ، منیٰ، عرفات اور مزدلفہ میں دیکھنے کو ملتی ہے وہ کفر خصوصاً صلیبیوں کے سینے پر بہت بڑا بوجھ ہے۔ وہ کسی صورت اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

منظر کو برداشت نہیں کر رہے۔ ان کی کوشش و کاوش یہی ہے کہ مسلمان کعبۃ اللہ، حج بیت اللہ سے دور رہیں، مسلمانوں کا آپس میں رابطہ بھی نہ رہے اور یہ ایک دوسرے سے اجنبی اور لاتعلق ہو جائیں تاکہ مسلمانوں پر قابو پانا، ان کو کچلنا اور مارنا آسان ہو جائے۔ فرعون نے اسی فارمولے پر عمل کرتے ہوئے اپنے تمام مدمقابل لوگوں کو پھاڑا، تقسیم کیا، پھر اس کے لیے پوری قوم ترنوالہ بن گئی۔

صلیبیوں، امریکیوں کا انداز اور طریقہ واردات بھی یہ ہے کہ انھوں نے اس امت کو عربی و عجمی بلاک میں الگ الگ تقسیم کیا پھر عربوں کو بانٹا اور ایک ایک ریاست کو ترنوالہ سمجھ کر مگرمچھ کی طرح نگلتا گیا۔ پھر وہ دن آ گیا جس کا مشاہدہ آج ہماری آنکھیں کر رہی ہیں۔

عالمی کفریہ طاقتوں کی ان مذموم سازشوں میں آج بھی امن و اتحاد کی کوئی علامت، نشانی یا جگہ ہے تو وہ حرمین شریفین ہیں، خصوصاً بیت اللہ شریف ہے، مکہ مکرمہ ہے، اللہ کے اس گھر کو گرانے کا پروگرام صلیبیوں نے بہت پہلے سے بنا رکھا ہے بلکہ قبل از ولادت النبی ﷺ عملی اقدام بھی ہو چکا ہے۔

کعبۃ اللہ پر وہ حملہ بھی یمن کی طرف سے ہوا تھا۔ حبشہ کے بادشاہ کی طرف سے یمن میں ابرہہ الاشرم گورنر تھا اس نے صنعا میں بہت بڑا عیسائی گرجا تعمیر کروایا تاکہ لوگ بیت اللہ کے بجائے اس گرجا کی طرف عبادت کے لیے آئیں اور حج بھی ادھر آ کر کریں کیونکہ بیت اللہ کی آبادکاری سے ان کے سینے پھٹ رہے تھے اور عیسائیوں کے مقابل مسلمان متحد و متفق نظر آ رہے تھے اور یہ منظر ان صلیبیوں کے لیے انتہائی پریشان کن تھا۔

عرب قبائل کو جب ابرہہ کی اس حرکت کا پتہ چلا تو وہ سخت پریشان ہوئے اسی طرح اہل مکہ کے لیے بھی یہ صورت حال سخت ناگوار تھی۔ چنانچہ کسی ایک شخص نے ابرہہ کے بنائے ہوئے اس عبادت خانے میں (جس کی بنیاد شر اور فساد کو پھیلانا تھا) قضائے حاجت کر دی، اس کی اطلاع جب ابرہہ کو ملی تو وہ شدید غصے میں آیا اور کعبۃ اللہ کو ڈھانے کا عزم کر لیا۔ اس کے لشکر جرار میں ہاتھی بھی تھے جو عربوں کے لیے ایک نئی اور عجیب مخلوق تھے،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صلیبیوں کا یہ نمائندہ فاتحانہ انداز میں جب منیٰ اور مذلفہ کے درمیان اس جگہ پہنچا جس کا نام وادیٔ محسر ہے تو اللہ تعالیٰ نے اسے اور اس کے لشکر کو ہاتھیوں سمیت روک لیا، پھر کیا ہوا؟ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ننھے ننھے پرندے گروہ در گروہ نمودار ہوئے جنھوں نے پنجوں اور چونچوں میں کنکریاں تھامیں ابرہہ کے لشکر پر سنگ باری (بم باری) کر کے اس لشکر کو ہلاک کر دیا۔ ابرہہ کے جس فوجی کو یہ کنکری لگتی تھی وہ پگھل جاتا تھا۔ اس کا گوشت گلنا اور جھڑنا شروع ہو جاتا تھا آخر کار وہ تڑپ تڑپ کر مر جاتا تھا یہی انجام صنعا پہنچتے پہنچتے ابرہہ کا ہوا۔

اور یہی انجام ان لوگوں کا ہوگا جو بیت اللہ پر حملہ اور قبضہ کرنے کا سوچ رہے ہیں جو اس شہر کے امن اور تقدس کو پامال کرنا چاہتے ہیں جو مسلمانوں کے مرکز وحدت کو مسمار کرنا چاہتے ہیں، جن کو اس شہر کی رونقیں اور اللہ کے گھر کی آبادکاری اچھی نہیں لگتی جو اللہ کے گھر میں اپنا امام اور نظام نافذ کرنا چاہتے ہیں۔ ان کا انجام ابرہہ جیسا ہوگا اور اللہ تعالیٰ اپنے گھر کی خود حفاظت فرمائے گا۔ بیت اللہ کو گرانے اور اس پر قبضہ کرنے کی باتیں جو پروان چڑھ رہی ہیں یہ پانی کا بلبلہ اور تیز ہوا کا عارضی جھونکا ہے جس کی مدت تھوڑی اور عارضی ہے یہ وہ جھاگ ہے جس نے جلد بیٹھ جانا ہے اور اصل باقی رہے گا۔ صلیبی اور ان کے ہمنوا جو حوثی باغیوں، قاتلوں اور فسادیوں کی پشت پناہی کر رہے ہیں ان کو کسی غلط فہمی کا شکار ہوئے بغیر یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لینا چاہیے کہ حرم کی پاسبانی کے لیے امت اسلامیہ متحد و متفق ہے اور ہر میدان میں ان ابرہی لشکروں کا مقابلہ کرنے کو تیار ہے۔

مکہ پر قبضہ کرنا کسی بھی باطل قوت کے بس کی بات نہیں یہ وہ شہر ہے جس پر محمد ﷺ نے فتح کا پرچم لہرایا ہے۔ محمدی ﷺ پرچم کے بعد کوئی پرچم اس لائق نہیں کہ وہ یہاں سربلند ہو سکے۔

رسول کریم ﷺ کا فرمان ہے ''اللہ تعالیٰ نے مکہ سے ہاتھیوں کو بھگا دیا اور اس پر اپنے رسول ﷺ اور ایمان والوں کو غلبہ عطا فرما دیا، تو مجھ سے پہلے کسی کے لیے حلال نہیں ہوا اور میرے لیے بھی دن کی ایک گھڑی کے لیے حلال ہوا ہے۔ اب میرے بعد کسی کے لیے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حلال نہیں ہوگا (اس میں لڑنا) بخاری''۔ فرمان نبی ﷺ کی روشنی میں مکہ پر غلبہ اہل ایمان کا رہے گا، اللہ والوں اور رسول ﷺ اللہ کے پیروکاروں کا رہے گا۔ کوئی باغی، منافق، خارجی اور تکفیری اس پر غلبہ نہیں کر پائے گا اور نہ ہی صلیبیوں کی عیاری و مکاری کامیاب ہو پائے گی کیونکہ کعبۃ اللہ کی جانب چلنے والے قافلوں کو روکنے والی رب تعالیٰ کی ذات خود ہے۔ حوثی باغیوں اور ان کے سرغنوں نے بیت اللہ پر قبضے اور سعودی عرب پر حملے کا جو خواب دیکھا ہے وہ کسی صورت پورا ہونے والا نہیں، گنتی کے چند دنوں میں یہ اپنے آخری انجام کو پہنچ جائیں گے۔

ایران سمیت دنیا کے وہ تمام ممالک جو حوثی باغیوں کے لیے دل میں درد رکھتے ہیں اور ان کی شورش کو اسلامی انقلاب سے تعبیر کرتے ہیں یا ان کی سیاسی مدد کے لیے پیش پیش ہیں انھیں یہ ضرور سوچنا ہوگا کہ ان کا یہ اقدام کسی صورت بھی اسلام اور مسلمانوں کی موافقت میں نہیں ہے۔

ہمارا کعبہ، ہمارا قبلہ مکہ مکرمہ ہے جو سعودی عرب میں ہے اور سعودی عرب ایک اسلامی مواحد ملک ہے۔ اس ملک کے حکمرانوں کی ذمہ داری خدمت حرمین شریفین ہے جو من جانب اللہ ہے اور وہ اس ذمہ داری کو بحسن وخوبی ادا کر رہے ہیں اور ضیوف الرحمٰن کی خدمت میں پیش پیش ہیں۔

ان پر طرح طرح کے الزامات لگانا، گالیاں دینا، آل سعود کو آل یہود کہنا، توحید کے پرچار اور شرک کی روک تھام کی وجہ سے ان پر تبرا کرنا اور ان سے حرمین کا حق خدمت چھیننے کی باتیں کرنا کہاں کا عدل اور انصاف ہے؟ بعض مسلمان جو اسلام دشمن قوتوں کے آلہ کار بنے ہوئے ہیں اور ان کے اشارے پر چل کر امن والے شہروں میں بدامنی پیدا کرنا چاہتے ہیں ان کو چاہیے کہ وہ اسلامی دھارے میں آئیں اسلامی بلاک کا حصہ بنیں، حرمین شریفین کے تحفظ وحفاظت کی بات اور حمایت کریں اور اپنے آپ کو اسلامی دنیا سے الگ نہ کریں۔ سعودی عرب کو دیگر ممالک کی طرح اپنے دفاع کا مکمل حق حاصل ہے۔ اس نے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے دفاع کے لیے جو بھی عسکری اقدام کیا وہ اس کے فرائض میں شامل ہے اور جو کچھ باغیوں کیساتھ ہو رہا ہے وہ اس کے مستحق ہیں۔

کسی بھی باغی کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ کسی منظّم حکومت کو آنکھیں دکھائے اور اس کو گرانے کی دھمکیاں دے۔

رہی بات کعبۃ اللہ کی تو وہ عبادت کے لیے ہے قبضہ کے لیے نہیں، آبادکاری کے لیے ہے ویرانی کے لیے نہیں، جن طاقتوں اور قوتوں نے اسے گرانے، تباہ کرنے یا قبضہ جمانے کی کوشش کی ہے ان کا نام صفحہ ہستی سے مٹ گیا ہے، وہ عبرت کا نشان بن گئے ہیں اور کچھ مزید بننے والے ہیں۔

امت مسلمہ حرمین شریفین کے حوالے سے اپنی ذمہ داریوں سے غافل ہے اور نہ لاعلم، اس کے تحفظ اور ہر قسم کی قربانی کے لیے مرد، عورتیں، بچے اور بوڑھے سب تیار اور ہوشیار ہیں اور وطن عزیز پاکستان کی حکومتی، سیاسی اور عسکری پالیسی کو سلام عقیدت پیش کرتا ہوں جنھوں نے بروقت صحیح فیصلہ کیا، یہ مانے بغیر نہیں رہا جاتا کہ بلا شک وشبہ پاکستان کی آرمی عالم اسلامی کی آرمی ہے اور پاکستان عالم اسلام کا دفاعی اور سعودی عرب روحانی مرکز ہے اور ان دونوں ممالک کے تعلقات روز روشن کی طرح چمکدار ہیں اور قیامت کی دیواروں تک رہیں گے۔ ان شاء اللہ۔ بہرحال عرب لیگ میں شامل تمام ممالک کو چاہیے کہ وہ اپنی فورس، اپنی کرنسی، اپنی اقوام متحدہ کے قیام کے لیے فوری لائحہ عمل تیار کریں تاکہ معیشت، سیاست اور عسکریت کے میدان میں اسلام دشمن قوتوں کی سازشوں کا منہ توڑ جواب دیا جائے۔ جس طرح کہ حالیہ حالات میں سعودی عرب نے قدم اٹھا کر پورے عالم کو خصوصاً امریکہ کو حیران وششدر کر دیا ہے نیز سعودی عرب کو چاہیے کہ وہ بدلتے ہوئے حالات کے پیش نظر چند چیزوں پر تیزی سے عملدرآمد بھی کرے۔

1۔ اپنی فوج کی تعداد اور اس کی صلاحیتوں میں اضافہ کرے۔

2۔ حرمین شریفین فورس کا الگ سے قیام عمل میں لائے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

3۔ اسلامی ممالک اور تحریکوں کے ساتھ سفارتی تعلقات مستحکم کرے۔

4۔ داخلی طور پر انٹیلی جنس کے نظام کو مضبوط کرے۔

5۔ موسم حج میں شرپسند عناصر پر کڑی نظر رکھے۔

6۔ سعودی عرب میں رہتے ہوئے جو لوگ بیرونی طاقتوں کے لیے کام کرتے ہیں ان کا علاج کرے۔

7۔ مکہ مکرمہ میں اسلامی سربراہی کانفرنس کا انعقاد کر کے دشمنان اسلام کو بے نقاب کرے اور حالیہ صورت حال پر بریفنگ کا اہتمام کرے۔

اس سے حمایت میں اضافہ ہوگا، اتحاد کو فروغ ملے گا، اعتماد کو تقویت ملے گی۔ رہی بات تحفظ حرمین شریفین کی تو اس کے لیے جان و مال اور عزت و آبرو سب قربان ہے۔ یہ ہمارا دینی و ملی فریضہ ہے، آیئے اس فریضہ کی ادائیگی کے لیے متحد ہو جائیں۔ ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لیے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ملکِ امن سعودی عرب اور یمن

قاری محمد یعقوب شیخ

7 اپریل 2015

شرپسند عناصر کا کوئی مسلک و مذہب نہیں ہوتا۔ فتنہ و فساد، قتل و غارت، لڑائی جھگڑا ان کا مشن و شیوہ ہوتا ہے۔ بدامنی کو پروان چڑھانا، انسانی خون بہانا، درندگی پھیلانا ان کا محبوب و مرغوب مشغلہ ہوتا ہے۔ دین کا لبادہ اوڑھ کر دنیا کی ہوس، حصول اقتدار کی کوشش، مسلمان حکمرانوں کی تکفیر، اسلام کے ماننے والوں کی تذلیل ان کا منہج و طریق ہے۔

یہ اس منصب کے لیے کوشش کرتے ہیں جس کے لائق نہیں، اہل اور مناسب نہیں۔ مطلوبہ ٹارگٹ نہ ملنے کی وجہ سے حسد کی آگ میں جل کر کوئلہ ہو رہے ہیں۔ دوسروں کو جلانے کی تگ و دو کر رہے ہیں۔ معصوموں کی جانیں لے رہے ہیں۔ ان کی وجہ سے آج شہر، علاقے، املاک اور اثاثے تباہ ہو رہے ہیں۔ ان حوثی باغیوں نے ایمان و حکمت سے مالا مال ملک یمن کا گھیراؤ کیا، یہاں بدامنی اور شرارت کو فروغ دیا، اغیار کے آلہ کار بنے، یار اور وفا دار بنے، اہل اسلام کا قتل عام کیا۔

اب اپنے کفیلوں کے کہنے پر سعودی حکومت کو گرانے اور کعبۃ اللہ پر قبضہ جمانے کا اعلان کر دیا ہے۔ بات بڑی عجیب ہے لیکن حقیقت پر مبنی ہے جسے کہے دیتا ہوں۔ بعثت رسول کریم ﷺ بلکہ ولادت رسول معظم ﷺ سے پہلے کعبۃ اللہ کو گرانے کا جذبہ لیے ابرہہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الاشرم آیا تھا تو وہ یمن کا حاکم تھا۔ وہ اپنی اس ناپاک مہم میں ناکام و نامراد ہوا۔

دوسرا واقعہ شاہ فارس خسرو پرویز کا ہے۔ رسول ﷺ کریم نے دنیا کے حکمرانوں کو خط لکھ کر دین متین کی دعوت دی تو شاہ فارس کو بھی خط لکھا خط پہنچانے کی ذمہ داری سید سیدنا عبداللہ بن حذافہ سہمی رضی اللہ عنہ کی لگائی گئی۔ جب خط پڑھ کر کسریٰ کو سنایا گیا تو اس نے چاک کر دیا اور نہایت متکبرانہ انداز میں کہنے لگا: ''میری رعایا میں سے ایک حقیر غلام اپنا نام مجھ سے پہلے لکھتا ہے!

رسول ﷺ اللہ کو اس واقعے کی جب اطلاع ملی تو آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ اس کی بادشاہت کو پارہ پارہ کرے۔ ادھر آپ ﷺ دعا کر رہے تھے ادھر کسریٰ نے اپنے گورنر باذان کو حکم نامہ جاری کر دیا کہ جو شخص حجاز میں ہے اس کے پاس اپنے دو مضبوط فوجی روانہ کرو اور وہ اسے میرے پاس حاضر کریں۔ باذان نے اس کی تعمیل کی۔ دو فوجی منتخب کر کے روانہ کیے جو باذان کا خط لے کر رسول ﷺ اللہ کے پاس آئے۔ باذان کا یہ خط دراصل گرفتاری کا آرڈر تھا اور دھمکی آمیز باتیں تھیں جو آپ ﷺ کو پڑھ کر سنائی گئیں۔ یہ دونوں قاصد بھی آپے سے باہر تھے کیونکہ بڑی طاقت کا نمائندہ ایجنٹ اور ان کا آلہ کار اپنے آپ کو طاقتور تصور کرتا ہے۔ انھوں نے آپ ﷺ سے اپنے ہمراہ چلنے کا مطالبہ کیا۔ آپ ﷺ نے انھیں حکم دیا کہ آج آرام کرو، کل ملاقات کریں گے۔

ادھر عین اسی وقت جب مدینہ میں یہ دلچسپ واقعہ پیش آ رہا تھا خسرو کے گھرانے میں بغاوت کی آگ جل رہی تھی۔ خسرو اپنے ہی بیٹے شیرویہ کے ہاتھوں قتل ہو رہا تھا۔ بیٹا باپ کو قتل کر کے خود بادشاہ بن بیٹھا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعے سے اپنے حبیب ﷺ کو سارا واقعہ بتا دیا۔ صبح یہ فارسی نمائندے آپ ﷺ کو لینے کی غرض سے آئے تو آپ ﷺ نے انھیں اس واقعے کی خبر دی۔ ان کے لیے تو یہ بات، یہ انداز، یہ واقعہ بڑا ہی قابل اعتراض تھا۔ انھوں نے کہا کیا ہم یہ واقعہ اپنے بادشاہ کو لکھ دیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں ہاں اور ساتھ ساتھ یہ بھی کہ میرا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دین، میری حکومت وہاں تک پہنچ گی جہاں تک کسریٰ پہنچ گیا ہے، بلکہ اس سے بھی آگے وہاں تک جہاں اونٹوں اور گھوڑوں کے پاؤں نہیں پہنچے اور اپنے حکمران کو کہنا تم مسلمان ہو جاؤ تو جو کچھ تمھارے زیر اقتدار ہے وہ سب تمھیں دے دوں گا اور تمھیں تمھاری قوم کا بادشاہ بنا دوں گا۔ اس کے بعد وہ دونوں ایلچی مدینہ سے واپس پلٹے، باذان کو سارا واقعہ بیان کیا، یہاں تک کہ ہیڈ کوارٹر سے خط آیا کہ شیرویہ نے اپنے باپ کو قتل کر کے اقتدار سنبھال لیا ہے۔ خط میں یہ بھی تحریر تھا کہ میرے باپ نے جس شخص کی گرفتاری کا تمھیں لکھا ہے تاحکم ثانی اسے پریشان نہ کرنا۔

قارئین محترم! کعبۃ اللہ پر حملہ کیا تو حاکم یمن نے۔ رسول ﷺ اللہ کی گرفتاری کے لیے جس حاکم کو حکم دیا گیا وہ بھی حاکم یمن باذان تھا۔ آج کعبۃ اللہ پر قبضہ کی باتیں اور سعودی حکومت کو گرانے کے تذکرے اور تدبیریں ہو رہی ہیں تو وہ بھی یمن سے۔ سعودی حکومت سے جن لوگوں کی دشمنی ہے وہ بھی بیت اللہ کی وجہ سے ہے۔ بعض قوتیں یہاں قبضہ جما کر اپنی شہرت اور دولت میں اضافہ کرنا چاہتی ہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس خطے، اس ملک میں دین اور دنیا دونوں رکھے ہیں۔ یہاں مکہ و مدینہ ہے۔ یہاں سے روح اور نفس کو غذا ملتی ہے، عمرہ اور حج ہوتا ہے نماز اور طواف سے راحت وسکون ملتا ہے۔ یہ امن کے شہر ہیں، یہ سکون کی جگہیں ہیں۔ ان شہروں اور حرمین شریفین کی خدمت کی وجہ سے اور سیدنا ابراہیمؑ اور محمد ﷺ کریم کی دعاؤں کی بدولت اللہ تعالیٰ نے یہاں کے باسیوں کے رزق و روزی میں اضافہ کیا ہے، تیل کے ذخائر، سونے کی کانیں ان کو عطا کی ہیں۔ یہ سونے کی کانیں دشمنوں کو سونے نہیں دیتیں۔ اسی وجہ سے وہ سعودی عرب کو دھمکیاں دیتے ہیں، قبضے کی باتیں کرتے ہیں۔ سعودی عرب نے یمنی باغیوں، حوثی فسادیوں پر حملہ کیا ہے تو اپنے دفاع کے لیے، حرمین کے تحفظ کے لیے، اپنی بقا اور اپنے عوام کے دفاع اور ملکی استحکام کیلیے۔ یہ اس کا آئینی، قانونی، اخلاقی اور دفاعی حق ہے، جس طرح دیگر ممالک کو حق ہے۔ اس موقع پر سعودی عرب کا پاکستان کو بلانا، آواز لگانا بھی درست ہے۔ ترکی کو ساتھ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رکھنا بھی بالکل صحیح ہے کیونکہ یہ دونوں اسلامی ملک ہیں۔ ان کو سعودی عرب کا ہر حال میں ساتھ دینا ہوگا۔ اس لیے کہ ان باغیوں حوثیوں کی پشت پناہی صہیونی، صلیبی اور ان کے ہم مزاج وہم رکاب کر رہے ہیں۔ ایسے حالات میں سعودی عرب کو اکیلا چھوڑنا درست نہیں۔

تاریخ شاہد ہے کہ آج تک سعودی عرب نے کسی بھی مسئلہ میں پاکستان کو اکیلا نہیں چھوڑا۔ ہر مشکل موقع پر مدد کی ہے، ساتھ دیا ہے۔

ہم ایٹمی اور میزائل ٹیکنالوجی میں نمایاں ہیں تو اس کام کے جملہ اخراجات کس نے اٹھائے؟ جب تیل نہ ہونے کی وجہ سے پہیہ جام ہونے لگا تو تیل کے کنوؤں کے منہ پاکستان کے لیے کس نے کھولے؟ سیلاب اور زلزلے نے جب پاکستان کو دہلا اور ہلا کر رکھ دیا اور پانی کی موجوں نے فصل ونسل کو بے رحمی سے بے گھر اور غرق کیا تو وہ کون سا ملک تھا جو سب سے پہلے مدد کو آیا؟ وہ سعودی عرب ہی تھا۔ آج اس کا ساتھ دینے سے ہم جان چھڑائیں، دامن بچائیں اور آنکھیں چرائیں تو ہم سے بڑا بے وفا اور کون ہوگا؟ حرمین شریفین کا تحفظ اور سعودی عرب کا دفاع یہ ہماری دوستی اور دینی فریضہ دونوں میں شامل ہے جو ہمیں ہر حال میں کرنا ہے۔

رہی بات امن کی، تو امن یمن کے لیے ضروری ہے اور شہر امن مکہ و مدینہ اور ملکِ امن سعودی عرب کے لیے بھی۔ یہاں بیرون سے جو بدامنی کی کوشش کی جا رہی ہیں ان کی روک تھام انتہائی ضروری ہے۔ ”ومن دخله کان امنا“ اللہ تعالیٰ حرمین شریفین کی رونقوں کو اسی طرح برقرار رکھے اور بلاد حرمین کی حفاظت فرمائے، آمین۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پاک عرب دوستی؟

قاری محمد یعقوب شیخ

17 اپریل 2015

سعودی عرب سے ہمارا رشتہ پل دو پل کا نہیں، موسمی اور مفاداتی نہیں بلکہ ایمان و عقیدے کا ہے، جو ہر دور میں باقی رہنے والا ہے۔ اس رشتے کو نہ جنگ کا خوف ختم کرسکتا ہے نہ امن کی خوشیاں توڑ سکتی ہیں، کسی دوست کی دوستی اور دشمن کی دشمنی اس رشتے میں حائل نہیں ہوسکتی کیونکہ ہمارا کعبہ وقبلہ اور مدینہ منورہ اسی ملک میں ہیں، ہمیں وفائیں، ایثار و محبت اور تعاون اسی ملک سے ملا ہے۔

جب پاکستان عالم اقوام میں تنہا تھا تو سعودی عرب نے ساتھ دیا آج سعودی عرب مشکل میں ہے تو پاکستان کی پالیسی جداگانہ ہے۔ دانشور کہتے ہیں یہ پرائی جنگ ہے جس میں ہمیں حصہ نہیں لینا اپنی فوج نہیں مروانی اس میں ہمیں ثالثی کا کردار ادا کرنا ہے۔ حرمین اور سعودی عرب کے تحفظ و دفاع کی جنگ اگر پرائی اور بیگانی ہے تو پھر اپنی جنگ کون سی ہوتی ہے؟ کیا ہمارے ایمان و اسلام کا تقاضا یہ نہیں کہ ہمیں تحفظ حرمین اپنی جانوں، اولادوں سے زیادہ عزیز ہے بلکہ اپنے وطن عزیز سے بھی زیادہ۔ تو پھر یہ مبہم پالیسی اور مداہنت والا انداز کیوں؟ ثالثی کی باتیں کیوں؟ سعودی عرب نے پاکستان کو ثالثی کے لیے نہیں، مدد کے لیے پکارا ہے، ساتھ دینے کے لیے بلایا ہے، اس لیے کہ اس نے اپنے ملک

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے دفاع اور حرمین کے تحفظ کے لیے حوثی باغیوں کے خلاف علم جنگ و جہاد بلند کیا ہے۔ یہ تو پاکستان کے لیے اعزاز ہے، اس موقع پر کھڑا ہونا سرمایہ افتخار ہے۔ یہاں ثالثی نہیں ساتھ دینے کی اشد ضرورت ہے۔ یہ معرکہ حق و باطل ہے۔حق اور باطل میں ثالثی نہیں ہوتی، فیصلہ کن کردار کی

ضرورت ہوتی ہے۔ چور چوری کرے، ڈاکو ڈاکہ ڈالے ثابت ہونے پر کہا جائے کہ چور اور مال کے مالک کے درمیان صلح اور ثالثی ہونی چاہیے، یہ کہاں کا اصول اور کون سا مثبت طریقہ ہے۔

باغیوں سے زیادہ ان کے پشتی بان اس کوشش میں ہیں کہ سعودی عرب کا ساتھ دینے والے ممالک خصوصاً پاکستان اور ترکی ثالثی پر آ جائیں، فوری طور پر معاملہ ٹھنڈا ہو جائے، باغیوں کو پھر سے نئی صف بندی کا موقع میسر آئے اور وہ تازہ دم ہو کر پھر سے حملہ آور ہو جائیں۔ ان کو کسی صورت موقع نہیں دینا چاہیے، مہلت نہیں ملنی چاہیے کیونکہ یہ پورے خطے کے امن و امان کا مسئلہ ہے۔ یوں تو ایران نے ثالثی کا کردار پیش کرنے کو کہا ہے، مگر ایران تو خود فریق ہے، وہ حوثی باغیوں کی مدد میں مصروف ہے۔ اس کے تیار کردہ لوگوں نے سعودی عرب پر حملے اور بیت اللہ پر قبضے کی باتیں اور اعلانات کیے ہیں۔ ایرانی سپاہ کے لوگ یمن میں باغیوں کا ساتھ دے رہے ہیں اور ان کے فوجی افسر گرفتار ہوئے ہیں۔ حوثیوں کے قائد اول بدر الدین اور اس کے بیٹے حسین بن بدر الدین نے فکری پرورش اور عسکری تربیت ایران سے لی ہے اور اب عبدالمالک حوثی ایرانی اشارات پر چل رہا ہے۔ ایران کی مداخلت کسی سے چھپی نہیں واضح اور عیاں ہے لہٰذا ایران کو اپنی اداؤں پر غور کرنے کی ضرورت ہے اس کی مداخلت سے باغیوں کو سر اٹھانے، سرکشی کرنے اور امن و امان تباہ کرنے کا اور زیادہ موقع ملے گا، جس سے خطے کا سکون اور ملکوں کا چین چھن جائے گا جو کسی صورت قابل قبول نہیں۔

اگر کوئی یہ سوچتا ہے کہ امریکہ ان یمنی باغیوں کی سرپرستی کر رہا ہے اور اسرائیل اسلحہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فراہم کر رہا ہے تو فتح ان کی ہوگی تو یہ بہت بڑی بھول ہے۔ ان شیطانی طاقتوں کی شرارتوں اور ابلیسی ممالک کے ایجنڈے سے ملک امن سعودی عرب کو کچھ نہیں ہونے والا۔ اسی طرح حرمین شریفین کے محافظ آل سعود کے تحفظ کا معاملہ خطرے سے باہر ہے، ان شاء اللہ۔

آل سعود سے اسلام دشمن قوتوں کی دشمنی بھی حرمین شریفین کی وجہ سے ہے اور کچھ منافقین بھی نہیں چاہتے کہ حرمین کی خدمت آل سعود کے پاس رہے، اس لیے وہ اوچھے ہتھکنڈے اختیار کر رہے ہیں، پروپیگنڈے کر رہے ہیں، حرمین کے انتظام و انصرام کے لیے بین الاقوامی کمیٹی کے قیام کی بات کرتے ہیں تاآنکہ دنیا کا پرامن شہر بدامنی کے اندھیروں کا مرکز بن جائے اور ایک مخصوص طبقے کو موج و مستی کا کھلا موقع مل سکے۔

یہ خطرناک پلاننگ اور ننگی جارحیت ہے جو آل سعود، سعودی عرب اور حرمین کے خلاف کی جا رہی ہے، بلکہ حوثیوں نے تو سعودی عرب کے اندر حملے کیے ہیں تو سعودی عرب کو اپنے دفاع اور حرمین کے تحفظ کا مکمل طور پر حق ہے۔ سعودیہ نے حملہ یمن یا یمن کی حکومت پر نہیں کیا بلکہ باغیوں، قاتلوں پر کیا ہے جو باغی اس وقت بھی سعودی افواج پر حملہ آور ہیں، ان کے حملے سے کل سعودی فوج کے تین افسر شہید ہوئے ہیں اور شہادتوں کا یہ سلسلہ کئی دنوں سے جاری ہے۔ خطے کی صورتحال بہت خطرناک ہے اس خطرے کی حساسیت کا احساس ہماری حکومت کو ہونا چاہیے۔ یہ ستو پی کر سونے کا وقت نہیں اپنا قائدانہ کردار ادا کرنے کی ضرورت ہے اور وہ تب ہی ادا ہوگا جب سعودی عرب کا مکمل غیر مشروط ساتھ دیا جائے گا۔ ثالثی کے چکر میں پڑنے سے ہمارا کردار و وقار خراب ہوگا، اس کام کے لیے ہمیں کسی نے کہا بھی نہیں اور اس میں پڑنے کی ضرورت بھی نہیں، سعودی عرب کو ایمپائر کی نہیں کھلاڑی کی ضرورت ہے، آل راؤنڈر کھلاڑی کی اور وہ پاکستان ہے۔ جس پاکستان کو سعودی عرب نے ہمیشہ سپورٹ کیا، مفت آئل دیا، ناقابل واپسی قرضے دیئے، ایٹمی ٹیکنالوجی کے خرچے اٹھائے، میزائل ٹیکنالوجی میں مکمل ساتھ دیا، مشکل وقت میں ہم قدم بنا، ہزاروں علماء سکالر شپ پر وہاں سے تعلیم حاصل کر کے آئے، مسجد فیصل اور انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قیام عمل میں آیا، زلزلہ، سیلاب اور دیگر مشکلات میں ساتھ دیا، یہ سارا کچھ نہ بھی کرتا تب بھی ہمارا تعلق، محبت اور حمایت سعودی عرب کے ساتھ ہے اور رہے گی

کیونکہ ہم دونوں کا رشتہ مادی و دنیوی مفادات سے بہت بالا اور بلند ہے جو قیامت تک زندہ وتابندہ رہنے والا ہے۔ عرب امارات کے وزیر خارجہ کا بیان دکھ سے بھرا ہوا ہے کیونکہ عرب دنیا کو پاکستان سے وہ توقع نہیں تھی جو پارلیمنٹ نے کر دکھائی ہے۔ سیکولر جماعتوں اور لیڈروں کی پیروی کرتے ہوئے بعض دینی جماعتوں نے جو کیا ہے وہ تاریخ میں سیاہ حروف سے لکھا جائے گا۔ مگر میاں صاحب!...... آپ تو وہ ہیں جنھیں سعودی عرب نے سہارا دیا، مشکل وقت میں پناہ دی، آپ نے ان کے ساتھ ایک پلیٹ میں کھایا، ایک جگہ نمازیں ادا کیں، حج اور عمرے کیے، جتنا آپ کا ساتھ سعودی عرب نے دیا شاید پاکستان کے کسی حکمران کا نہ دیا ہو پھر بھی آپ نے پاک عرب دوستی پر سوالیہ نشان لگا دیا، کیوں؟

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اجرتی قاتل یمن کے حوثی

قاری محمد یعقوب شیخ

24 اپریل 2015

دنیا نے یہ سوچا بھی نہ تھا کہ اسرائیل، امریکہ اور ایران متحد ہو کر حوثی باغیوں کو تیار کر کے یمن کے امن کو تباہ کریں گے اور ان کے ذریعے سے سعودی عرب پر حملے اور حرمین شریفین پر قبضے کی باتیں اور کھلے اعلانات کریں گے!!

سرزمین حرمین پر قبضے کا اعلان صرف حوثیوں کا نہیں بلکہ یہ امریکہ و اسرائیل اور ان کے ہم نوا لوگوں کا اسلام اور عالم اسلام کے خلاف اعلان جنگ ہے۔ یہ معرکہ حق و باطل ہے۔ یہ محبان اسلام اور دشمنان اسلام کی جنگ ہے۔ یہ پاسبان حرمین شریفین اور باغیوں کے مابین ہونے والی لڑائی ہے۔ سعودی عرب اور عالم عرب کے خلاف کرایہ کے قاتل کھڑے کیے گئے ہیں جو بڑی سفاکیت اور درندگی سے معصوموں اور مظلوموں کا قتل عام کر رہے ہیں، جو انسانی تہذیب و تمدن اور اخلاق و اقدار کو کچل رہے ہیں، جن کی حیوانی و نفسانی خواہشات نے آباد علاقوں، پر رونق شہروں کو ویران کر دیا ہے، جن کی سربریت سے چنگیز و ہلاکو کا ظلم شرما گیا ہے، جن کے ظلم کا شکار لوگوں نے المدد، المدد، اور من انصاری الی اللہ کی صدا لگائی تو سعودی عرب نے ان کی فریاد پر لبیک، لبیک کہا۔

یہ سعودی عرب کا ایمانی جذبہ ہے جس سے وہ سرشار ہیں، یہ دینی حمیت و غیرت ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس کا مظاہرہ ملک سعودی عرب نے کیا ہے۔

یہ وہ بروقت اقدام ہے جس سے اسرائیلی، امریکی فارمولا ناکام ہوا اور ایرانی لائحہ عمل پر ضرب کاری لگی۔ کیونکہ ایران اس وقت حوثیوں کی مکمل مدد میں مصروف ہے اور ساتھ ساتھ انکاری بھی۔ پس پردہ فریق بھی ہے اور ظاہری طور پر ثالث بننے کو تیار بھی۔ اس انداز سیاست نے ایران پر کئی ایک سوالیہ نشان بھی لگا دیئے ہیں کہ ایران اگر باغیوں کے ساتھ کھڑا ہے تو جذبہ ایمانی سے سرشار دینی جماعتیں اور ان کی قیادت حرمین کے تحفظ اور سعودی عرب کے دفاع کے لیے تیار کیوں نہ ہوں؟ وہ جان کی بازی لگانے اور اللہ کے گھر کے لیے مال لٹانے کے لیے کیوں پیچھے رہیں؟ یہ بات بالکل درست ہے کہ یہ شیعہ سنی لڑائی نہیں، لیکن! اسے اس طرف دھکیلا جا رہا ہے۔ یہ سعودیہ ایران جنگ نہیں، مگر! اسے اس نام سے اچھالا جا رہا ہے۔ آخر کیوں؟ اس لیے کہ ابتدا سے انتہا تک اس میں ایرانی ہاتھ نمایاں ہے۔

ان حوثی باغیوں کا سربراہ بدرالدین الحوثی ہے جو ایران کی دعوت پر آٹھ برس وہاں قیام پذیر رہا، فکری، نظریاتی، عسکری اور اعتقادی تربیت وہاں سے لی یمن واپس پلٹ کر لوگوں کی فکر و نظر کو تبدیل کر کے علم بغاوت بلند کیا۔ اس کی وفات کے بعد حسین بن بدرالدین کو امام زماں کا پیش خیمہ بنا کر آگے لایا گیا اور اس کی مکمل سپورٹ کی گئی۔

اس نے سنی مسلمانوں پر پے در پے حملے کیے، ان کو گھروں سے نکال کر ایک میدان میں کھڑا کیا گیا پھر ہر گھر میں بارود نصب کر کے لوگوں کو دوبارہ گھر میں داخل ہونے کو کہا گیا۔ پھر کیا ہوا کہ سارا علاقہ دھماکوں سے گونج اٹھا انسانوں اور جانوروں کے گوشت کے ٹکڑے ایک ساتھ فضا میں اڑنے لگے۔

اتنا بارود ان کے پاس کہاں سے آیا؟ اس حقیقت سے پردہ اٹھانا بھی ضروری ہے۔ تین بارودی ذخائر ان ظالموں سے پکڑے گئے جو ایران نے تحفتًا ان کو دیئے ہیں اور سمندری حدود میں پکڑا جانے والا ایرانی بحری بیڑا الگ ہے جس نے حقیقتوں سے پردہ اٹھا دیا۔

2004ء میں حوثیوں نے حسین بدرالدین کی قیادت میں حملے تیز کر دیئے، قبضے شروع

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر دیئے، قتل عام کا سلسلہ تیز تر ہوتا چلا گیا جوابی حملے میں حسین مارا گیا تو اس کی جگہ موجودہ سربراہ عبدالمالک الحوثی نے لے لی اور بغاوت کے مشن کو تیز تر کر دیا۔

20 جنوری 2015ء میں ان باغیوں نے یمن کے دارالحکومت صنعاء پر قبضہ کیا، عدن پر چڑھائی کی، ایوان اور نظام کو خراب کیا تو اس خوشی میں بعض قوتوں نے چار عرب ممالک عراق، شام، لبنان اور یمن پر قبضے کا اعلان کرتے ہوئے اگلا ہدف سعودی عرب کو قرار دیا اور کعبۃ اللہ پر قبضے کا اعلان کیا بلکہ سعودی عرب پر حملوں کا سلسلہ تو ان باغیوں کی طرف سے پہلے سے جاری ہے۔ اب اگر سعودی عرب نے اپنے دفاع اور یمن کی حکومت اور عوام کی مدد کے لیے حملہ کیا ہے تو یہ کھلی جارحیت کیسے؟ مداخلت کیسی؟

باغی امریکہ، اسرائیل اور دیگر ممالک سے مدد لیں تو درست، اور یمن کے مظلوم سعودی عرب سے تعاون مانگیں تو وہ مداخلت؟ تعجب ہے واللہ تعجب!!

بعض دانشوروں کا کہنا ہے کہ سعودیہ، ایران جنگ میں پاکستان کو نہیں کودنا چاہیے؟ اگر صورتحال ایسی ہے کہ باغیوں کی جنگ ایران کی جنگ ہے تو پھر ہر صدر پاکستان کو سعودی عرب کے ساتھ کھڑا ہونا ہوگا اور اگر ایسا نہیں تو تب بھی بغاوت کو کچلنے کے لیے یہ اقدام ضروری بلکہ انتہائی ضروری ہے۔

سعودی عرب کی یہ کارروائی UN کے آرٹیکل 51 کے تحت یمنی حکومت کی درخواست پر کی گئی ہے۔ اسی آرٹیکل کے تحت ایران امریکی تعاون سے عراق و شام میں کارروائی کر رہا ہے۔

عراق و شام میں ایران کو صرف امریکہ کی زبانی حمایت ہی نہیں بلکہ بھرپور فضائی زمینی اور مالی تعاون اور اشتراک بھی حاصل ہے۔ ادھر یمن کے باغیوں کی براہ راست یا بالواسطہ مدد اور پشت پناہی کرنے کے باوجود ایران اس کارروائی کا کھلا انکاری ہے اور پاکستان کے ساتھ ایران کا یہ رویہ بھی بڑا حیران کن بلکہ پریشان کن ہے۔ شمالی مغربی بارڈر سے پاکستان پر مارٹر گولوں کی برسات، فوجیوں اور عام شہریوں کو شہید کرنا، سرحدی حدود کی خلاف ورزی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنا، دھمکیاں دینا ایران کا معمول ہے اور تجارت کے بجائے اسمگلنگ اور فرقہ واریت وہ تحفہ ہے جو ایران نے پاکستان کو دیا ہے۔

آج یہ فرقہ وارایت پاکستان کے لیے بہت بڑا چیلنج بنا ہوا ہے جس کا خاتمہ جلد اور بے حد ضروری ہے کیونکہ فرقہ واریت کے ناسور نے ہماری دینی حمیت و غیرت اور اتحاد و اتفاق کو بہت زیادہ نقصان پہنچایا ہے اور معیشت کو الگ سے تباہ کیا ہے جو صورتحال پاکستان میں پیدا کی گئی یہی صورتحال یمن میں حوثی باغیوں کے ذریعے سے پیدا کر دی گئی۔

لہٰذا ان حوثی باغیوں کو کچلنا دہشت گردی نہیں بلکہ دہشت گردی اور فرقہ وارایت دونوں کا خاتمہ ہے۔ اگر اس باغی گروہ کو نہ کچلا گیا تو بغاوت و سرکشی تمام خلیجی ریاستوں کو اپنی لپیٹ میں لے لے گی اور پورے خطے میں فرقہ واریت اور دہشت گردی کے شعلے بھڑک اٹھیں گے اور سارا نقصان اسلام اور مسلمانوں کا ہوگا۔ اس موقع پر پاکستان کا کردار غیر جانبدارانہ ہونے کے بجائے شاندار اور جاندار ہونا چاہیے کیونکہ یہ جنگ پرائی نہیں اپنی ہے۔ تحفظ حرمین شریفین اور سعودی عرب کے دفاع کی جنگ ہے اس مشن کے لیے پاکستانی فوج کا جانا باعث عزت و وقار اور سرمایہ افتخار ہے۔

سعودی عرب کا ساتھ دینا، فوج بھیجنا نہ کرایہ داری ہے نہ ٹھیکیداری بلکہ یہ تو دوستی اور وفاداری ہے بلکہ ایمانداری ہے۔

سعودی عرب کا یہ اقدام کرائے کے قاتلوں حوثی باغیوں کے خلاف ہے اس موقع پر ہمیں حق کا ساتھ دینا ہے۔ مظلوم یمنی عوام اور منتخب حکومت کا ساتھ دینا ہے۔ وزیراعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف کا پالیسی بیان اور وزیراعلیٰ پنجاب کی قیادت میں وفد کی سعودی عرب روانگی نے پارلیمنٹ کی مبہم اور بے معنی قرارداد کو ردی کی ٹوکری کی زینت بنا دیا ہے۔ جس قرارداد میں یہ بات شامل تھی کہ پاکستان ثالثی کا کردار ادا کرے جبکہ سعودی عرب نے پاکستان سے بری، بحری اور فضائی مدد اور تعاون طلب کیا تھا۔ قرارداد نے اس طلب و تعاون کو یکسر نظرانداز کیا تو میاں صاحب کے پالیسی بیان نے قرارداد کو نظرانداز کر دیا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اب یہ پروپیگنڈا کیا جا رہا ہے کہ میاں شہباز شریف کا جانا تو دو خاندانوں کے تعلقات کی بحالی کے لیے ہے! نہیں ایسا بالکل نہیں! یہ تعلقات دو اسلامی برادر ممالک کے ہیں جو ہر دور میں رہے اور قیامت تک رہیں گے۔ امن کے قیام اور بغاوت کی بیخ کنی کے لیے پاکستان اور سعودی عرب ایک پیج پر ہیں۔

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لبیک حرمین شریفین لبیک

قاری محمد یعقوب شیخ
یکم مئی 2015

حوثی باغیوں کے سرغنہ و سردار عبدالمالک الحوثی نے سعودی عرب پر حملے اور حرمین شریفین پر قبضے کی بات اور اعلان کر رکھا تھا اعلان کے بعد اور اقدام سے پہلے سعودی عرب نے بروقت حملہ کر کے انھیں شکست سے دوچار کر دیا۔ اب وہ جنگ بندی کی باتیں اور مذاکرات کی خواہش کرنے لگے ہیں بلکہ اپنے سفارتی تعلقات کے ذریعے سے کچھ لوگوں اور ملکوں سے کہہ بھی چکے ہیں کہ وہ ان کے کام آئیں۔ جو ملک پہلے سے ان باغیوں کے ساتھ ہیں یا سرپرستی کر رہے ہیں انھوں نے تو ان کا جھنڈا اٹھانا اور ان کی حمایت کا دم بھرنا ہی بھرنا ہے۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ مخالفین ظہور پذیر ہو رہے ہیں، سر اٹھا رہے ہیں اور ان کی فہرست میں اضافہ ہو رہا ہے۔

حوثیوں کے علاوہ حزب اللہ نے بھی بیت اللہ پر قبضے اور سعودی عرب پر حملے کا اعلان باقاعدہ طور پر کر رکھا ہے۔ ان کے ایک اہم ذمہ دار کا انٹرویو ایک عرب چینل پر چل رہا ہے جس کا کلپ مجھے کئی اطراف سے موصول ہوا ہے جس میں حزب اللہ کے ذمہ دار نے بیان دیا ہے کہ ہم نے لشکر تیار کر لیا ہے اور ہم عنقریب حرمین شریفین میں نماز ادا کریں گے۔

اینکر نے کہا: میں سمجھا نہیں، اس سے کیا مراد ہے کہ آپ عنقریب حرمین شریفین میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نماز ادا کریں گے؟ کیا اس سے مراد یہ ہے کہ آپ سعودیہ پر حملہ کریں گے؟

اس نے جواب میں کہا جی! ہم سعودیہ کے ملحد و بے دین اور کافرانہ نظام کو تہس نہس کریں گے اور ان کو بھی ختم کریں گے جو فوجی طاقت پیدا کر رہے ہیں اور امریکہ و اسرائیل کی بھرپور تائید کرتے ہیں اور اسلام اور نبی ﷺ کے باغی ہیں۔

آپ لوگ کیونکر ان سے جنگ کریں گے؟ وجہ؟

جواب: میں نے کہا نا کہ امام مہدی (سلام اللہ علیہ) قریب الظہور ہیں، عنقریب آئیں گے۔ ہم ان کی معیت میں سعودیہ کا رخ کریں گے اور سعودیہ کو آزاد کرائیں گے۔

یہ ہے وہ انٹرویو جو حزب اللہ کی طرف سے آیا ہے جس سے کئی ایک سوال پیدا ہوتے ہیں، کئی ایک اشکالات جنم لیتے ہیں، متعدد سازشیں بے نقاب ہوتی ہیں۔ انھوں نے جو لشکر تیار کر لیا ہے ظاہر ہے وہ نماز کی ادائیگی کے لیے تو نہیں، یہ لشکر نمازیوں کا نہیں فسادیوں کا ہے جنھوں نے حرمین شریفین کے امن و امان کو بدامنی میں تبدیل کرنا ہے۔ (نعوذ باللہ) سعودیہ پر کھلے الفاظ میں حملے کی بات کی گئی ہے۔ اس لیے کہ ان کی نظر میں سعودی حکام کافر اور ان کا حکومتی نظام کافرانہ ہے۔ سعودیہ، آل سعود کا خاتمہ یہ لوگ ضروری سمجھتے ہیں اس خاندان سے عداوت کے سبب ان کا ہر قدم نفرت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے لہٰذا! اس نظام کے خاتمے کی بات کرتے ہیں خواہ اس کا تعلق قرآن وسنت ہی سے کیوں نہ ہو؟ انھوں نے اس کو تہس نہس کرنے کا اعلان کیا ہے۔ ساتھ ہی ساتھ پاکستان اور عالم اسلام کو دھمکی دے دی ہے کہ ہم ان کو بھی ختم کریں گے جو فوجی طاقت پیدا کر رہے ہیں۔

یہ فوجی طاقت پیدا کرنے والے، صلاحیتوں کو جلا بخشنے والے کون ہیں؟ ساری دنیا اس بات کو اچھی طرح جانتی ہے۔

سعودی عرب پر مزید تین الزامات یہ لگائے گئے ہیں کہ وہ امریکہ و اسرائیل کی بھرپور تائید کرتے ہیں، اسلام کے باغی ہیں، رسول اللہ ﷺ کے باغی ہیں۔

سعودی عرب امریکہ و اسرائیل کا حامی اور تائیدی ہوتا تو اس موقع پر وہ مدد اور تعاون

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے لیے پاکستان کے بجائے امریکہ و اسرائیل کو بلاتا اور ان سے فوجی مدد لیتا...... اسلام کا باغی ہوتا تو حدود اللہ کو نافذ نہ کرتا، زانی رجم نہ ہوتا، چور کے ہاتھ نہ کٹتے، شرعی نظام عدالت نہ ہوتا بلکہ اور ہی سلسلے اور نظام چل رہے ہوتے۔

رسول اللہ ﷺ کے باغی ہوتے تو مسجد نبوی کی توسیع نہ ہوتی، اس کے ہر ستون کے ساتھ قرآن وسنت کی تعلیم و تعلّم کے سلسلے نظر نہ آتے، ابلاغ دین، نشر حدیث کا سلسلہ نظر نہ آتا، لیکن! سعودی جامعات میں تو الگ سے کلیۃ الحدیث موجود ہے، سیرت النبی ﷺ کا موضوع بطور خاص الگ پڑھایا جاتا ہے، تمسک بالحدیث کا اہتمام کروایا جاتا ہے۔

حدیث وسنت اور سیرت النبی ﷺ کے موضوع پر عالمی مقابلہ جات کا اعزاز بھی اسی حکومت کو حاصل ہے۔ لیکن! یہ تمام چیزیں، امور اور کارناموں کی حزب اللہ کی نظر میں کوئی حیثیت نہیں ہے۔ ان کی نظر میں یہ سب کچھ بے حیثیت ہے انھوں نے صرف اور صرف جنگ لڑنی ہے اور سعودیہ کو آزاد کروانا ہے۔ یہ آزادی مشن کب شروع ہوگا؟ یہ امام مہدی کی آمد پر ہوگا۔ ان کے بقول ان کی آمد بالکل قریب ہے، تو ان کی معیت میں یہ ساری جنگ ہوگی جس کی تیاری مکمل ہے۔

ادھر حسن نصر اللہ نے اپنے جنگجوؤں کو ساتھ لے کر بڑا مظاہرہ بھی کیا ہے، اور یمنی عوام کی ذہن سازی کر کے ان کو سعودیہ کے خلاف کیا جا رہا ہے۔ چھوٹے چھوٹے ویڈیو کلپ کے ذریعے سے یہ دکھایا جا رہا ہے کہ سعودیہ نے ظلم و زیادتی کی ہے۔ ایک آدمی کیمرے کے سامنے کھڑا چیختا، چلاتا، روتا، گڑگڑاتا کہہ رہا ہے، ہم اسے نہیں چھوڑیں گے۔ نئے سعودی بادشاہ کو کہا: سلمان ہم تمھیں نہیں چھوڑیں گے۔

ان حالات میں سعودی عرب کو چاہیے کہ وہ یمن میں بالخصوص اور پوری دنیا میں بالعموم اپنی سفارت کاری بہتر اور تیز تر کرے۔ پاکستان نے تو سعودی سفیر کے بغیر بھی سعودی عرب کی کمال سفارت کاری کی ہے اور سعودی عرب کے حق میں کھل کر مظاہرے اور پروگرامات کیے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابھی ڈاکٹر عبدالعزیز العمار نائب وزیر مذہبی امور سعودی عرب اور ڈاکٹر صالح آل شیخ وزیر مذہبی امور سعودی عرب اور امام حرم المکی ڈاکٹر خالد الغامدی حفظہم اللہ ابھی تشریف بھی نہیں لائے تھے کہ جماعۃ الدعوۃ پاکستان نے حرمین کے تحفظ اور سعودی عرب کے دفاع کے لیے عملی میدان میں قدم رکھا۔ تمام قائدین سے پہلے قائد جماعۃ الدعوۃ، امیر جماعۃ الدعوۃ پروفیسر حافظ محمد سعید حفظہ اللہ یہ کہہ کر میدان میں اترے کہ ہم نے صرف اور صرف اللہ تعالیٰ سے اجر لینا ہے۔ حرمین کا تحفظ ہمارے ایمان و عقیدے کا مسئلہ ہے، کوئی سیاسی چکر و کر نہیں، تو پوری جماعت اس کام پر لگ گئی کیونکہ امیر جماعت کا حکم تھا کہ اس آواز کو قریہ قریہ، نگر نگر اور گلی گلی پہنچا دو، لوگوں کی ذہن سازی کرو، ان میں تڑپ پیدا کرو، حرمین پر جان قربان کرنے کا جذبہ پیدا کرو۔ یہ کام اخلاص کی بنیاد پر جاری ہے اور رہے گا، ان شاء اللہ، کیونکہ اس میں شہرت، دولت، مفادات و ریالات کا کوئی عمل دخل نہیں، مومنوں کے عہد و پیمان اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہیں، وہ اسی اللہ کے لیے جیتے اور مرتے ہیں، اسی کے ساتھ کیے ہوئے وعدوں کو پورا کرنے کی تڑپ رکھتے ہیں، ان کے قول و فعل میں کوئی تبدیلی نہیں آئی۔ یہی وعدہ تحفظ حرمین کے لیے اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے۔

اسی طرح تحفظ حرمین اور سرزمین سعودیہ کے دفاع کے سلسلہ میں حکومت پاکستان کی موجودہ پالیسی سے سعودی عرب کو یقیناً حوصلہ ملا ہے اور وزیراعظم پاکستان کے دورۂ سعودی عرب سے امت مسلمہ کو یقین ہو گیا ہے کہ پاکستان سعودی عرب کے ساتھ ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں عرب ممالک کا شکوہ جو اماراتی وزیر خارجہ کی زبانی پہنچا تھا اس کا ازالہ بھی ہو گیا ہے۔ اور پاکستان میں جو جماعتیں سعودی عرب کی حمایت کے حوالے سے لیٹ تھیں انھوں نے بھی لیٹ نکال لی ہے اور کچھ کی کوششیں جاری ہیں۔

مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان نے نائب وزیر مذہبی امور اور امام کعبہ کے اعزاز میں الگ الگ اسلام آباد اور لاہور کے ہوٹلوں میں پروگرامات رکھے۔ اول الذکر پروگرام میں امیر جماعۃ الدعوۃ کے ہمراہ مجھے جانے کا موقع ملا اس پروگرام میں تمام سنی جماعتوں کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قائدین شریک تھے، اتحاد کا مظاہرہ تھا۔ اس اتحاد کو وسعت دیتے ہوئے لاہور کے پروگرام میں شیعہ عالم دین اور رہنما ڈاکٹر غلام حسین اکبر کو بھی دعوت دی گئی جو پہلی صف میں اسٹیج پر موجود تھے۔ امام کعبہ کے ایمان افروز خطاب کے بعد جب امیر مرکزیہ علامہ پروفیسر حافظ ساجد میر نے ہاتھوں کی زنجیر بنائی تو چاروں کڑیاں اہل حدیث، دیوبندی، بریلوی اور شیعہ ایک ساتھ کھڑے نظر آئے۔

یہ سارا منظر میں، مولانا امیر حمزہ اور رانا نصر اللہ اسٹیج کی دوسری لائن میں دو کرسیوں پر بیٹھے دیکھ رہے تھے۔ علماء کی کثیر تعداد نے اس پروگرام کو چار چاند لگا دیئے۔ سب کی ایک ہی آواز تھی: ''لبیک حرمین شریفین لبیک۔''

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ

سعودی عرب کی حوثی باغیوں کے خلاف کارروائی کی شرعی حیثیت

مبشر احمد ربانی حفظہ اللہ۔ مفتی جماعۃ الدعوۃ پاکستان

یکم مئی 2015

یہ بات عیاں اور ظاہر ہو چکی ہے کہ یمن میں حوثی قبائل نے بغاوت کی ہے اور پھر سعودی عرب کو دھمکی دی گئی کہ ہم حرمین شریفین پر قبضہ کریں گے اور یہ ساری سازش یہود و نصاریٰ اور ان کے ہم نواؤں کی ہے۔ سعودی عرب واحد ایسا ملک ہے جو توحید و سنت کی بنیاد پر قائم ہے اور اسلام کی نشر و اشاعت میں اس کا ایک الگ کردار اور امتیاز ہے۔ مدینہ یونیورسٹی' کنگ فہد یونیورسٹی' جامعہ ام القریٰ ایسی یونیورسٹیز ہیں جن کے فضلاء اور علماء دنیا کے ہر کونے اور ملک میں ملیں گے اور ان کے اخراجات سعودی عرب برداشت کر رہا ہے اور شاہ فہد کمپلیکس سے لاکھوں کی تعداد میں قرآن مجید اور کتب احادیث کے تراجم شائع کر کے دنیا کی ہر زندہ زبان میں مفت تقسیم کیے جاتے ہیں اور حجاج کرام اور معتمرین میں بانٹ دیئے جاتے ہیں۔ اسی طرح مساجد اور مدارس کا قیام بھی دنیا کے ہر کونے میں سعودی عرب کی کوششوں سے جاری و ساری ہے۔ اسلام کی یہ خدمات ہائے نمایاں دنیائے کفر کو ایک آنکھ نہیں بھاتیں۔ کفار و مشرکین کسی موقع کی تلاش میں تھے کہ سعودی عرب میں کسی طرح گھسنے کی سازش کی جائے اور آل سعود کو وہاں سے ہٹا کر سیکولر و اہل بدع کی حکومت قائم کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائے اور اس سازش کو پروان چڑھانے کے لیے انھوں نے حوثی قبائل کو کھڑا کیا اور بغاوت کی پشت پناہی کی۔ ان حالات میں سعودی عرب نے جو قدم اٹھایا ہے' اس بغاوت کو کچلنے کے لیے یہ شرعی طور پر بالکل جائز اور درست ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿ وَإِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا فَإِنْ بَغَتْ إِحْدَاهُمَا عَلَى الْأُخْرَى فَقَاتِلُوا الَّتِي تَبْغِي حَتَّى تَفِيءَ إِلَى أَمْرِ اللَّهِ ﴾

(الحجرات 9)

''اور اگر ایمان والوں میں سے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو ان کے درمیان صلح کرادو۔ پھر اگر ان میں سے ایک گروہ دوسرے پر بغاوت کرے تو اس گروہ سے قتال کرو جو بغاوت کرتا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف لوٹ آئے۔''

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

امر الله بقتال الفئة الباغية وامر بذالك رسول الله صلى الله عليه وسلم۔

(احکام القرآن ص 308 السنن الکبری للبیهقی 188/8)

''اللہ تعالیٰ نے باغی گروہ کے ساتھ لڑنے کا حکم دیا ہے اور اس کا حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی دیا ہے۔''

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ

« فان الله سبحانه امر النبي صلى الله عليه وسلم والمومنين اذا اقتتلت طائفتان من المومنين ان يدعوهم الى حكم الله وينصف بعضهم من بعض فان اجابوا حكم فيهم بكتاب الله حتى ينصف المظلوم من الظالم فمن ابى منهم ان يجيب فهو باغ فحق على امام المومنين ان يجاهدهم ويقاتلهم حتى يفيئوا الى امر الله ويقروا بحكم الله »

(صحيفه على بن ابى طلحه 458 جامع البيان للطبرى 358/21 تفسير در المنثور للسيوطى 90/6

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''بلاشبہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے نبی کریم ﷺ اور مومنوں کو حکم دیا ہے کہ جب ایمان والوں میں سے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو انھیں اللہ کے حکم کی طرف بلائیں اور بعض کو بعض سے انصاف مہیا کرائیں۔ اگر وہ قبول کریں تو ان کے درمیان کتاب اللہ کے ساتھ فیصلہ کریں یہاں تک کہ مظلوم کو ظالم سے انصاف دلوائیں۔ جو ان میں سے بات قبول کرنے سے انکار کرے وہ باغی ہے۔ پھر مومنوں کے امام پر لازم ہے کہ وہ ان سے جہاد و قتال کرے یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف لوٹ آئیں اور اس کا اقرار کرلیں۔''

امام ابوبکر احمد بن علی الجصاص الرازی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں

" قد اقتضى ظاهر الاية الامر بقتال الفئة الباغية حتى ترجع الى امر الله "

(احکام القرآن 531/3)

آیت کا ظاہر باغی گروہ سے قتال کا تقاضا کرتا ہے یہاں تک کہ وہ گروہ اللہ کے حکم کی طرف لوٹ آئے۔ مزید لکھتے ہیں:

" ولم يختلف اصحاب رسول الله ﷺ في وجوب قتال الفئة الباغية بالسيف اذا لم يردعها غيره "

(احکام القرآن 532/3)

''باغی گروہ کے ساتھ تلوار کے ساتھ قتال کے وجوب میں رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان اختلاف نہیں ہے جب تلوار کے بغیر ان کو روکنے کا کوئی حل نہ ہو۔''

فقیہ عماد الدین بن حجر المعروف بالکیا الہراسی لکھتے ہیں:

" فيه دلالة على جواز اقتال البغاة وان ذالك من قبيل الامر بالمعروف والنهي عن المنكر" (احکام القرآن ص 382)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس آیت کریمہ میں باغیوں کے ساتھ قتال کے جواز کی دلیل ہے اور یہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے قبیل سے ہے۔

امام موفق الدین عبداللہ بن احمد بن محمد بن قدامۃ المقدسیؒ فرماتے ہیں:

"واجمعت الصحابة رضی اللہ عنھم علی قتال البغاۃ"

(المغنی 238/12)

باغیوں کے ساتھ قتال کرنے پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع و اتفاق ہے اور تمام فقہاء اسلام کے ہاں بھی باغیوں کے خلاف اٹھنا اور قتال کرنا مشروع و جائز ہے۔

فقہ حنفی کے معروف امام ابوالحسین احمد بن محمد القدوری المتوفی 428ھ رقمطراز ہیں:

واذا تغلب قوم من المسلمين على بلد وخرجوا من طاعة الامام دعاهم الى العود الى الجماعة وكشف عن شبهتهم ولايبداء هم بالقتال حتى يبدؤوه فان بدؤوا قاتلهم حتى يفارق جماعتهم

(مختصر القدوری کتاب السید احکام البغاۃ ص713,712 طبع مکتبۃ البشری)

"اور جب مسلمانوں کا کوئی گروہ کسی شہر پر زبردستی غالب آجائے اور امام و حکمران کی اطاعت سے نکل جائے تو حکمران انھیں اطاعت کی طرف دعوت دے۔ اور ان کا شبہ دور کرے اور ان سے اس وقت تک قتال نہ کرے جب تک وہ خود ہی قتال کی ابتداء نہ کردیں۔ اگر وہ لڑائی کی ابتداء کریں تو ان کے ساتھ اس وقت تک قتال کرے یہاں تک کہ ان کی جمعیت بکھر جائے اور وہ منتشر ہو جائیں۔"

علامہ قدوری حنفی کی عبارت سے واضح ہوا کہ اگر مسلمانوں کا کوئی گروہ اپنے امیر اور حکمران کی اطاعت سے خروج کرکے بغاوت پر اتر آئے اور اظہار بغاوت کے طور پر وہ کسی شہر پر قابض ہوجائے تو اول تو حکمران کو ضبط وتحمل کا مظاہرہ کرتے ہوئے انھیں اطاعت کی طرف بلانا چاہیے تاکہ وہ کتاب وسنت کے مطابق اللہ کے حکم کی طرف پلٹ آئیں اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بغاوت کی بنیاد اگر کچھ شبہات ہوں تو ان کا ازالہ کرنا چاہیے اور ٹھنڈے دل سے ان کی باتیں سن کر غور و تدبر کر کے انھیں مطمئن کرنا چاہیے لیکن اگر وہ جنگ کا آغاز کر دیں تو ان سے قتال کرنا چاہیے تا آنکہ وہ اطاعت کر لیں اور بغاوت سے باز آ جائیں اور ان کی اجتماعی قوت پارہ پارہ ہو جائے' پھر اگر ان کا تعاون کرنے والی کوئی اور جماعت یا گروہ ہو تو ان کا بھی پیچھا کیا جائے تاکہ مسلمانوں کے خطے میں فسادات جنم نہ لیں۔ امن و آشتی کا ماحول پیدا ہو۔

صاحب قدوری نے جو پہلے قتال نہ کرنے کی بات کی ہے' اس پر صاحب ہدایہ یوں تبصرہ کرتے ہیں:

" قال العبد الضعيف هكذا ذكره القدورى رحمه الله فى مختصره وذكر الامام المعروف بخواهر زاده رحمه الله ان عند نا يجوز ان يبداء بقتالهم اذا تعسكروا واجتمعوا "

(الھدایۃ 412/2 ط دار احیاء التراث العربی)

عاجز و کمزور بندہ کہتا ہے: علامہ قدوری نے اپنی مختصر میں اسی طرح ذکر کیا ہے اور معروف و مشہور امام خواہر زادہ نے بیان کیا ہے کہ ہمارے نزدیک ان کے ساتھ قتال کی ابتداء کرنا بھی جائز ہے جب وہ کسی جگہ پڑاؤ ڈال کر خیمہ زن ہوں اور اکٹھے ہونا شروع ہو جائیں۔ یہی بات علامہ ابوبکر بن علی بن محمد الحداد الیمنی الحنفی نے قدوری کی شرح الجوھرۃ النیرۃ" 380/2 میں یوں ذکر کی ہے:

" هذا اختيار القدورى وذكر الامام الخواهرزاده ان عندنا يجوز ان يبدأ بقتالهم اذا تعسكروا واجتمعوا لانه اذا انتظر حقيقة قتالهم ربما لا يمكنه الدفع "

" یہ قدوری نے موقف اختیار کیا ہے اور امام خواہر زادہ نے بیان کیا ہے کہ جب باغی کہیں خیمہ زن ہونے لگیں اور اجتماعیت اپنانے لگیں تو ان کے ساتھ قتال کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابتداء کرے اس لیے کہ اگر باغیوں کے یقینی قتال کا انتظار کرنے لگے گا تو بسا اوقات اسے روکنا اور دفع کرنا ممکن نہیں ہوتا۔"

صاحب ہدایہ مزید لکھتے ہیں:

" وقال الشافعی لایجوز حتی یبدؤوا بالقتال حقیقة لانه لایجوز قتل المسلم الا دفعا وهم مسلمون بخلاف الكافر لان نفس الكفر مبيح عنده ولنا ان الحكم يدار على الدليل وهو الاجتماع والامتناع وهذا لانه لو انتظر الامام حقيقة قتالهم ربما لايمكنه الدفع فيدار على الدليل ضرورة دفع شرهم واذا بلغه انهم يشترون السلاح ويتهأبون للقتال ينبغی أن ياخذهم ويحبسهم حتى يقلعوا عن ذالك ويحدثوا توبة دفعا للشر بقدر الامكان "

(الهداية 412/2 ط بیروت)

"امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا ہے: قتال کی ابتداء جائز نہیں یہاں تک کہ وہ باغی گروہ حقیقی طور پر قتال کی ابتداء کردے کیونکہ مسلمانوں سے قتال کرنا جائز نہیں الا یہ کہ دفع کرنا مقصود ہو اور وہ باغی گروہ بھی مسلمان ہیں بخلاف کافر کے۔ کیونکہ امام شافعی کے نزدیک نفس کفر قتال کو مباح کرتا ہے اور ہماری احناف کی دلیل یہ ہے کہ دارومدار دلیل پر ہے اور وہ دلیل باغیوں کا اجتماع اور اطاعت امیر سے انکار کرنا ہے کیونکہ حاکم اگر قتال کے حقیقی وقت کا انتظار کرے گا تو بسا اوقات باغیوں کو روکنا ممکن نہیں ہوتا۔ ان باغیوں کے شر کو روکنے کی ضرورت سے جواز کا دارومدار باغیوں کے قتال کی دلیل پر ہے اور جب حاکم کو خبر پہنچ جائے کہ باغی لوگ اسلحہ خرید رہے ہیں اور جنگ کی تیاری کر رہے ہیں تو ان کو گرفتار کرکے قید کرنا چاہیے یہاں تک کہ وہ لوگ اس فتنہ پروری سے باز آ جائیں اور توبہ کریں اور یہ اقدام حتی الامکان شر کے روکنے کے لیے ہے۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

[نیز دیکھیں فتح القدیر لابن الھمام 335-334/5 وغیرہ قاضی شوکانی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں

و یجب قتال البغاۃ حتی یرجعوا الی الحق

''اور باغیوں کے ساتھ قتال کرنا واجب ہے یہاں تک کہ وہ حق کی طرف لوٹ آئیں۔''

(الدرر البھیہ مع الروضۃ الندیۃ 497/3)

شیخ عبداللہ بن عبدالرحمٰن البسام لکھتے ہیں:

''وعلی الامام ان یراسل البغاۃ فیسالھم ماینقمون منہ فان ذکروا مظلمۃ ازالھا وان ادعوا شبھۃ کشفھا فان فاؤوا الاقاتلھم وجوبا وعلی رعیتہ معونتہ''

(نیل المآرب فی تھذیب شرح عمدۃ الطالب 351/4)

حاکم پر لازم ہے کہ وہ باغیوں سے مذاکرات کرے اور جس چیز پر وہ ناراض ہیں' ان سے پوچھے۔ پھر اگر وہ کسی ظلم کا ذکر کریں تو اس کا ازالہ کرے اور اگر کسی شبہے کا دعویٰ کریں تو اس کو دور کرے۔ اگر وہ بغاوت سے باز آ جائیں تو فبہا ورنہ ان کے ساتھ واجبی طور پر قتال کرے اور اس کی رعایا پر مدد کرنا واجب ہے۔

لہٰذا یمن کی صحیح اور جائز حکومت کے خلاف بغاوت کا علم بلند کرنے والے باغیوں کے ساتھ لڑنا شرعاً جائز اور درست ہے اور سعودیہ کا یمن کی حکومت کے ساتھ معاونت کرنا حق پر معاونت ہے پھر بالخصوص جب کہ حوثی ہتھیار اٹھا کر قتل و غارت گری کرنے لگے ہیں' قصر صدارت تک قبضہ کر لیا ہے اور ان کے لیڈر اور زعماء سعودی عرب کو دھمکیاں دے رہے ہیں اور ان کی پشت پر یہودی' عیسائی اور روافض کا جم غفیر بھی ہو تو ایسے باغیوں کے ساتھ تعاون کرنا اور انھیں اسلحہ فراہم کرنا حرام ہے۔

وزارۃ الاوقاف والشئون الاسلامیہ کویت کی طرف سے جو موسوعہ طبع ہوا' اس میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مرقوم ہے۔

" ذهب جمهور الفقهاء الىٰ تحريم بيع السلاح للبغاة واهل الفتنة لان هذا سد لذريعة الاعانة على المعصية "

(الموسوعة الفقهيه الكويتيه 134/8)

''جمہور فقہاء کے نزدیک باغیوں اور فتنہ پروروں کو اسلحہ فروخت کرنا حرام ہے اس لیے کہ یہ معصیت اور نافرمانی پر مدد کے ذرائع کو بند کرنا ہے۔''

اس سلسلہ میں ایک روایت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

" نهى رسول الله عن بيع السلاح فى الفتنة "

''رسول اللہ ﷺ نے فتنہ میں اسلحہ بیچنا منع کیا ہے۔''

(السنن الکبریٰ للبیهقی 327/5)

لیکن مرفوعاً یہ روایت ضعیف ہے۔ اس کی سند میں بحر بن کنیز السقاء ضعیف اور ناقابل احتجاج ہے۔ امام بیہقی اس کو موقوفاً اصح قرار دیتے ہیں موسوعۃ فقہیہ کویتیہ میں مرقوم ہے کہ:

"وصرح الحنفية بكراهة بيع السلاح لهم كراهة تحريمية لانه اعانة على معصية قال الله تعالى **وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَى وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ** (المائدہ 2) ولان الواجب اخذ سلاحهم بما أمكن حتى لايستعملوه في الفتنة فمنع بيعه لهم اولى "

(الموسوعة الفقهية الكويتيه 135/8)

''حنفی علماء نے باغیوں اور فتنہ بازوں کو اسلحہ فروخت کرنے کو صراحۃً مکروہ تحریمی قرار دیا ہے اس لیے کہ یہ معصیت اور نافرمانی پر تعاون ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ''اور نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں ایک دوسرے سے تعاون کرو' گناہ اور زیادتی میں ایک دوسرے سے تعاون نہ کرو۔ اس لیے کہ حتی الامکان ان سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

[illegible]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''رافضی تاتاریوں اور ان کی حکومت سے محبت کرتے ہیں اس لیے کہ ان کو جو قوت و طاقت ان کے ذریعے حاصل ہوتی ہے' وہ مسلمانوں کی حکومت سے حاصل نہیں ہوتی اور مسلمانوں کے خلاف جنگ میں رافضی مشرکین' یہود اور نصاریٰ کے معاون ہوتے ہیں۔ تاتاریوں کے قبول اسلام سے قبل ان کے مشرق' خراسان' عراق اور شام میں داخل ہونے کے بڑے اسباب میں سے ایک رافضیوں کا تعاون تھا' اور مسلمانوں کے ملکوں پر قبضہ کرنے' ان کو قتل کرنے اور ان کی حرمتوں کو قید کرنے میں سب سے زیادہ مدد رافضیوں نے کی تھی۔ ابن علقمی اور اس جیسے دیگر لوگوں کا خلیفہ المسلمین کے ساتھ معاملہ اور حلب میں صاحب حلب کے ساتھ قصہ معروف ومشہور ہے جسے عام لوگ پہچانتے ہیں اور اسی طرح مسلمانوں اور عیسائیوں کے درمیان ساحل شام پر صلیبی جنگوں کے بارے اصحاب بصیرت جانتے ہیں کہ روافض مسلمانوں کے خلاف نصاریٰ کے ساتھی تھے اور انھوں نے مسلمان ملکوں پر قبضہ میں ان کی معاونت کی ہے۔ جب تاتار آ گئے اور روافض پر عکہ وغیرہ کی فتح گراں گزری۔ جب مسلمان نصاریٰ اور مشرکین پر غالب آ جاتے ہیں تو یہ روافض کے گلے کی اٹکن بن جاتی ہے اور جب مشرکین اور عیسائی مسلمانوں پر غالب آ جائیں تو یہ روافض کی عید اور مسرت کا موقع ہوتا ہے۔''

لہٰذا روافض سمیت یہود و نصاریٰ اور ان کے اعوان و انصار جو سعودی عرب اور حرمین شریفین پر قبضے کی امیدیں لگائے بیٹھے ہیں' ان کے ساتھ قتال کرنا فرض و واجب اور ان کے خلاف ہر طرح کی جدو جہد کو بروئے کار لانا لازم ہے۔ اور سعودی عرب کی نصرت اھل اسلام پر فرض ہے۔ اور سعودیہ کا باغیوں کے خلاف اقدام شرعاً بالکل ٹھیک اور درست ہے۔ اللہ رب العالمین سعودی عرب کی حفاظت فرمائے اور ہمیں جان و مال کے ساتھ ان کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نصرت واعانت کرنے کی توفیق عنایت فرمائے۔آمین!

رسول اللہ ﷺ کی سیرت طیبہ سے اس بات کی بھی راہنمائی ملتی ہے کہ جب دشمن کے حملے کی آپ کو اطلاع ملتی تو آپ ﷺ آگے بڑھ کر دشمن کو اس کے علاقے میں ہی روک دیتے اور جہاد وقتال کے لیے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تیار کر لیتے۔امام ابن سعد غزوہ تبوک کا سبب یوں بیان کرتے ہیں:

" بلغ رسول الله، صلى الله عليه وسلم، أن الروم قد جمعت جموعا كثيرة بالشام وأن هرقل قد رزق أصحابه لسنة، وأجلبت معه لخم وجذام وعامله وغسان وقدموا مقدماتهم إلى البلقاء، فندب رسول الله، صلى الله عليه وسلم، الناس إلى الخروج وأعلمهم المكان الذي يريد ليتأهبوا لذلك "

(الطبقات الكبرى: 165/2)

"اللہ کے رسول ﷺ کو خبر پہنچی کہ روم نے شام میں بہت سارے لشکر اکٹھے کر لیے اور ہرقل نے اپنے ساتھیوں کو ایک سال کے لیے اسباب دے دیئے اور اپنے ساتھ لخم، جزام، عاملہ اور غسان کے لوگوں کو بھی کھینچ لایا ہے۔اور بلقاء تک انھوں نے پیش قدمی کر لی ہے تو رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نکلنے کی ترغیب دی اور آپ جس جگہ کا ارادہ رکھتے تھے وہ بھی بتادی تاکہ صحابہ رضی اللہ عنہم اس کے لیے تیاری کرلیں۔"

اس پیش قدمی کا نتیجہ یہ ہوا کہ دشمن کو مقابلہ میں سامنے آنے کی ہمت ہی نہ ہوئی اور رومی واپس چلے گئے۔

معلوم ہوا دشمن کی چڑھائی کی خبر سن کر اپنی فوجوں کو تیار کرنا اور دشمن کو اس کے علاقے یا راستے میں ہی روک لینا یہ جہادی حکمت عملی ہے اس لیے سعودیہ کا یہ اقدام بالکل صحیح اور سیرت نبوی ﷺ کا آئینہ دار ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- رسول اللہ ﷺ کی سیرت طیبہ سے یہ رہنمائی ملتی ہے کہ دشمن کو اس کے علاقے میں یا راستے میں ہی روک لینا جہادی حکمت عملی ہے اس لیے سعودیہ کا یمنی باغیوں کے بارے اقدام سیرت نبوی ﷺ کا آئینہ دار ہے
- علامہ قدوری کا موقف ہے کہ جب باغی خیمہ زن ہونے لگیں اور اجتماعیت اپنانے لگیں تو ان کے ساتھ قتال میں ابتدا کرو' اس لیے کہ اگر باغیوں کے یقینی قتال کا انتظار کرنے لگے تو بسا اوقات اسے روکنا اور دفاع کرنا ممکن نہیں ہوتا
- نبی مکرم ﷺ کو جب خبر ملی کہ شاہ روم ہرقل اپنے ساتھ لشکر عظیم لیے حجاز پر حملہ آور ہوا چاہتا ہے تو رسول اللہ ﷺ صحابہ رضی اللہ عنہم کو حکم دیا اور مدینہ کو محفوظ بنانے کے لیے دشمن کے علاقے میں اس کا مقابلہ کرنے کے لیے خود پیش قدمی کرتے ہوئے تبوک پہنچ گئے۔ اس کے نتیجے میں دشمن کو مقابلے میں سامنے آنے کی ہمت نہ رہی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

کے امراء مسلمان ہو کر حاضر خدمت ہو گئے۔ جہاں تک حضر موت کا تعلق ہے، عامر بن قحطان کی اس علاقے میں اس قدر شہرت تھی کہ وہ جس جنگ میں شریک ہوتا، کشتوں کے پشتے لگا دیتا، چنانچہ جہاں بھی جاتا، لوگ کہتے: حَضَرَ مَوتُ (موت آ گئی)۔ یوں لوگ اس خطہ زمین ہی کو حضر موت کہنے لگے، اسی طرح جب اہل حبش نے صنعاء (سابقہ نام اُزال) پر قبضہ کیا تو وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ یہ شہر پتھروں سے بنایا گیا ہے۔ وہ بے اختیار بول اٹھے: ھذہ صنعۃ (یہ تو کاریگری ہے)۔ اس وجہ سے اس شہر کا نام صنعاء پڑ گیا۔

سبا کے دو بیٹوں کہلان اور حمیر کے ناموں سے دو بڑے قبیلے مشہور ہوئے۔ بنو حمیر میں قضاعہ، بلی، سکسک، اسلم، کلب، جہینہ، عذرہ مشہور یمنی قبیلے تھے جبکہ بنو کہلان میں کندہ، ہمدان (اوسلہ)، لخم، جذام، مذحج، خولان، اشعر، عنس، طے، جُعفی، نخع، مراد طے، خزاعہ، مصطلق (جذیمہ)، ازد، جفنہ، اسلم، غافق، بجیلہ، غامد، بارق اور اوس وخزرج نے شہرت پائی۔ یمنی قبائل اسلامی فتوحات کے ساتھ مصر اور اندلس میں جا بسے۔

سبا اور شاہانِ سبا

اہل یمن کی فضیلت اس سے ظاہر ہے کہ جب اللہ کے حکم سے سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے حج کی فرضیت کا اعلان کیا تو ان کی پکار پر سب سے پہلے لبیک کہنے والے اہل یمن تھے۔ 1600 ق م میں احقافِ یمن میں سلطنت معین قائم ہوئی تھی جو خلیج عدن سے حجاز تک پھیل گئی۔ اس کا صدر مقام معین یا القرن صنعاء کے شمال مشرق میں تھا۔ پھر مملکت سبا 1000 ق م کے لگ بھگ قائم ہوئی۔ یہ اللہ کے نبی اور بادشاہ سیدنا داؤد علیہ السلام کا دور تھا۔ مملکت سبا کے کتبات میں خدائے واحد کو ملکن ذوسموی (آسمانوں کا مالک بادشاہ) لکھا گیا ہے۔ 378ء کے ایک کتبے میں الٰہ ذوسموی کے نام سے معبد کی تعمیر کا ذکر ہے۔ شاہان سبا ''مکارب'' یا ''مکرب'' کہلاتے تھے۔ سبائی زبان میں ''رب'' کے معنی ہیں بڑا یا بادشاہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ
www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

کے امراء مسلمان ہو کر حاضر خدمت ہو گئے۔ جہاں تک حضر موت کا تعلق ہے، عامر بن قحطان کی اس علاقے میں اس قدر شہرت تھی کہ وہ جس جنگ میں شریک ہوتا، کشتوں کے پشتے لگا دیتا، چنانچہ جہاں بھی جاتا، لوگ کہتے: حَضَرَ مَوتٌ (موت آ گئی)۔ یوں لوگ اس خطہ زمین ہی کو حضر موت کہنے لگے، اسی طرح جب اہل حبش نے صنعاء (سابقہ نام اُزال) پر قبضہ کیا تو وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ یہ شہر پتھروں سے بنایا گیا ہے۔ وہ بے اختیار بول اٹھے: هذه صنعة (یہ تو کاریگری ہے)۔ اس وجہ سے اس شہر کا نام صنعاء پڑ گیا۔

سبا کے دو بیٹوں کہلان اور حمیر کے ناموں سے دو بڑے قبیلے مشہور ہوئے۔ بنو حمیر میں قضاعہ، بلی، سکسک، اسلم، کلب، جہینہ، عذرہ مشہور یمنی قبیلے تھے جبکہ بنو کہلان میں کندہ، ہمدان (اوسلہ)، لخم، جذام، مذحج، خولان، اشعر، عنس، طے، جُعفی، نخع، مراد طے، خزاعہ، مصطلق (جذیمہ)، ازد، جفنہ، اسلم، غافق، بجیلہ، غامد، بارق اور اوس وخزرج نے شہرت پائی۔ یمنی قبائل اسلامی فتوحات کے ساتھ مصر اور اندلس میں جا بسے۔

سبا اور شاہانِ سبا

اہل یمن کی فضیلت اس سے ظاہر ہے کہ جب اللہ کے حکم سے سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے حج کی فرضیت کا اعلان کیا تو ان کی پکار پر سب سے پہلے لبیک کہنے والے اہل یمن تھے۔ 1600 ق م میں احقافِ یمن میں سلطنت معین قائم ہوئی تھی جو خلیج عدن سے حجاز تک پھیل گئی۔ اس کا صدر مقام معین یا القرن صنعاء کے شمال مشرق میں تھا۔ پھر مملکت سبا 1000 ق م کے لگ بھگ قائم ہوئی۔ یہ اللہ کے نبی اور بادشاہ سیدنا داؤد علیہ السلام کا دور تھا۔ مملکت سبا کے کتبات میں خدائے واحد کو ملکن ذو سمویٰ (آسمانوں کا مالک بادشاہ) لکھا گیا ہے۔ 378ء کے ایک کتبے میں الٰہ ذو سمویٰ کے نام سے معبد کی تعمیر کا ذکر ہے۔ شاہان سبا ''مکارب'' یا ''مکرب'' کہلاتے تھے۔ سبائی زبان میں ''رب'' کے معنی ہیں بڑا یا بادشاہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور ''مکا'' کاہن یا مذہبی رہنما کو کہتے ہیں۔ یوں مکارب ''کاہن بادشاہ'' ہوئے۔ مکاربین سبا کا پایہ تخت صرواح تھا جس کے کھنڈر صنعاء اور مأرب کے درمیان ملتے ہیں۔ قوم سبا نے وادی اذینہ میں 800 ق م کے لگ بھگ سد مأرب تعمیر کیا تھا جو انسانی تاریخ میں پہلا آبی ڈیم تھا اور یہ تیرہ چودہ صدیوں تک کارآمد رہا حتیٰ کہ سیل عرم یعنی ''بند کے سیلاب'' نے اسے تباہ کر دیا۔ ''عرم'' جنوبی عرب کی زبان کے لفظ عرمن (ڈیم) سے ماخوذ ہے۔

سبا کا عہدِ عروج

سلطنت سبا اپنے عہد عروج (650 ق م تا 115 ق م) میں اریٹیریا یا وایتھوپیا (حبشہ) تک پھیل گئی۔ اس دور میں شاہان سبا نے ملک (بادشاہ) کا لقب اختیار کر لیا اور مأرب کو دارالسلطنت بنایا۔ اس کا دوسرا نام شہر سبا تھا۔ اس کے کھنڈر صنعاء سے 60 میل مشرق میں ملتے ہیں۔ سد مأرب کے بقیہ حصے پر جو کتبات ہیں ان میں اس ڈیم کے بانیوں میں سمھعلی ینوف اور ذمر علی کے نام بھی ہیں۔ ایک کتبے (458ء) میں بردا رحمنن (رحمٰن کی مدد سے) اور دوسرے کتبے (465ء) میں الھن بعل سمین وارضین (آسمانوں اور زمین کا مالک معبود) کے الفاظ آئے ہیں۔ سبا کی بندرگاہوں میں چین کا ریشم، انڈونیشیا اور مالابار (ہندوستان) کے گرم مسالے، ہندوستان کے کپڑے اور تلواریں، افریقہ کے زنگی غلام، بندر، شتر مرغ کے پر اور ہاتھی دانت پہنچتے تھے اور یمن سے یہ اشیاء مصر و شام اور یونان و روم کی منڈیوں میں جاتی تھیں۔ ادھر یمن کی پیداوار سے لوبان، عود، عنبر، مشک اور مر کی تجارت ہوتی تھی۔ عدن اور حضر موت کے تجارتی راستے مأرب پر ملتے تھے جہاں سے ایک شاہراہ مکہ، یثرب، العلا (وادی القریٰ)، تبوک، ایلہ (ایلات) اور پیٹرا (بترا) سے ہو کر شام کو جاتی تھی اور پیٹرا سے ایک تجارتی راستہ مصر کو نکلتا تھا۔

حمیری بادشاہ اور تبابعہ

آل سبا میں بنو حمیر کی تاریخ 100 ق م کے لگ بھگ شروع ہوتی ہے۔ حمیری سلاطین کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لقب ''ملک سبا و ذو ریدان'' تھا۔ ان ذو (امراء) کا پایہ تخت ظفار تھا جس کے آثار صنعاء کے جنوب میں بریم شہر کے قریب ملتے ہیں۔ حمیری بادشاہ ظفار کے متصل قلعہ ریدان میں رہتے تھے۔ اسی دور میں حمیری علاقے کے لیے پہلی بار ''یمنت'' اور ''یمنات'' کا استعمال شروع ہوا اور رفتہ رفتہ اس پورے خطے کا نام یمن ہو گیا جو عسیر سے عدن اور باب المندب سے حضر موت تک واقع ہے۔ حمیری بادشاہ تبع حارث الرائش (280ء تا 315ء) نے اکسومی حبشیوں کو حضر موت سے نکال باہر کیا اور وہ ''ملک سبا و ذو ریدان و حضر موت'' کہلایا۔ حمیری سلاطین کے اس دوسرے طبقے کو عرب مورخین تبع (جمع تبابعہ) کہتے ہیں۔ حبشی زبان میں تبع کے معنی ہیں ''زبردست اور صاحب قوت''۔

تبع اسعد کا قبولِ اسلام

تبع اسعد ابی کرب بن کلیکرب یثرب سے گزرا تو اس کے ہمراہ 400 یہودی علماء تھے۔ انھوں نے یثرب ہی میں ٹھہرنے کا فیصلہ کیا اور اس کی وجہ یہ بتائی کہ ان کی کتابوں میں لکھا ہے کہ آخری اور عظیم ترین نبی جن کا نام احمد اور محمد (ﷺ) ہوگا، ہجرت کر کے اس شہر میں آئیں گے۔ تبع نے ان سب کے لیے وہاں گھر بار بنا دیے۔ پھر ایک مکتوب لکھا جس میں اپنے قبول اسلام کا ذکر کر کے اس پر سونے کی مہر لگائی اور سب سے بڑے عالم کے سپرد کرتے ہوئے کہا کہ اگر اس نبی کا زمانہ پائے تو انھیں خط دے دے اور اگر نہ پائے تو اس کے بیٹے یا پوتے یہ کام انجام دیں۔ اس نے نبی ﷺ کے لیے ایک مکان تعمیر کیا تاکہ آپ جب یثرب تشریف لائیں تو اس میں قیام فرمائیں۔ خط میں تبع نے ایک شعر لکھا تھا جس کا ترجمہ ہے: ''میں احمد ﷺ کے متعلق گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ خالق کائنات کی طرف سے رسول ہیں، اگر میں نے ان کا زمانہ پایا تو میں ان کا معاون اور قرابت دار ہوں گا۔'' وقت گزرنے پر اس مکان کے مالک ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ بنے جو اسی عالم کی اولاد میں سے تھے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ ایمان افروز واقعہ علامہ سمہودی نے اپنی کتاب ''وفاء الوفاء'' میں لکھا ہے۔

حبشیوں کا یمن پر قبضہ اور اصحابِ فیل

525ء میں قیصر روم نے اپنے باجگذار شاہ حبش کو یمن پر حملے کے لیے اکسایا، چنانچہ رومی بحری بیڑے پر ارباط کے زیر قیادت 70 ہزار حبشی فوج یمن پر حملہ آور ہوئی اور اس پر قبضہ کر لیا۔ ارباط کچھ عرصہ یمن میں شاہ حبش کی طرف سے گورنر رہا، پھر اس کی فوج کے ایک کمانڈر ابرہہ الاشرم (ابرہہ نکٹا) نے اسے قتل کر کے اقتدار پر قبضہ کر لیا۔ ابرہہ نے دارالحکومت صنعاء میں ایک کلیسیا (گرجا) بنایا اور اہل عرب کو اس کے طواف پر آمادہ کرنے کے لیے اس نے خانہ کعبہ کو مسمار کرنے کی نیت سے مکہ پر چڑھائی کی مگر طائف اور مکہ کے درمیان مغمس کے مقام پر اس کا لشکر ہاتھیوں سمیت اللہ تعالیٰ نے سنگ بردار پرندوں سے تباہ کروا دیا۔ ابرہہ ہلاک ہوگیا اور ان اصحاب الفیل کی بربادی کی نسبت سے اس سال کو عام الفیل کہا گیا۔ اسی سال آخری نبی حضرت محمد ﷺ مکہ میں پیدا ہوئے۔ ابرہہ کے زمانے ہی میں 542ء اور 570ء کے درمیان سد مأرب (مأرب ڈیم) تباہ ہوا۔

اصحاب القریہ کا انجام

قرآن مجید میں سبا، ملکہ سبا اور اصحاب الفیل کے علاوہ یمن کے حوالے سے اصحاب القریہ کا قصہ بھی بیان ہوا ہے (سورۃ القلم: 17-33)۔ یہ واقعہ صنعاء کے قریب ضروان کے علاقے میں پیش آیا تھا۔ طبریؒ اور ابن کثیرؒ یہی کہتے ہیں، البتہ قرطبیؒ کا کہنا ہے کہ مذکورہ بستی ضوران تھی جو صنعاء کے جنوب میں جبل ضوران کے پاس آباد تھی۔ بہرحال ضروان یا ضوران میں ایک مالدار شخص کا باغ تھا۔ وہ خرچ نکال کر باغ کی پیداوار میں سے اپنے بال بچوں کا حصہ الگ کرتا اور باقی نفع اللہ کی راہ میں صدقہ کر دیتا۔ اس کی موت کے بعد بیٹوں نے لالچ کیا اور فقیروں اور مسکینوں کا حصہ بھی سینت کر رکھنے لگے۔ یوں صدقے سے رُوگردانی کے باعث ان پر اللہ کا عذاب آیا جس کی زد میں آ کر اُن کا باغ برباد ہو گیا اور وہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بالکل خالی ہاتھ رہ گئے۔

اصحاب الاخدود کا قصہ

یمن کے حوالے سے ایک اور قصہ اصحاب الاخدود کا ہے جو سورۃ البروج میں بیان ہوا ہے۔ یہ واقعہ نجرانِ یمن میں پیش آیا تھا۔ صحیح مسلم اور مسند احمد میں یہ قصہ تفصیل سے مروی ہے۔ اس علاقے میں ایک بوڑھا جادوگر اپنا فن ایک لڑکے کو سکھانے لگا جسے خود کو رب کہلانے والے بادشاہ نے اس کے حوالے کیا تھا۔ لڑکا روزانہ محل سے جادوگر کے ٹھکانے پر جادو سیکھنے جاتا۔ راستے میں ایک مسیحی راہب کا مسکن تھا جس سے وہ دین کی باتیں سیکھتا۔ راہب اس دور کا سچا عیسائی تھا۔ ایک روز ایک خوفناک بلا نے لڑکے کا راستہ روک لیا۔ اس نے ایک پتھر اٹھا کر دعا کی کہ اے اللہ! اگر راہب کا دین سچا ہے تو اس بلا کو ہلاک کر دے۔ یہ کہہ کر اس نے پتھر مارا جس سے وہ بلا ہلاک ہو گئی۔ ایک اللہ پر ایمان رکھنے والا وہ لڑکا اب مادر زاد اندھوں اور مریضوں کا دعا سے علاج کرتا اور انھیں شفا ہو جاتی۔ بادشاہ کے ایک اندھے درباری کو بینائی مل گئی تو وہ اللہ پر ایمان لے آیا جس پر مشرک بادشاہ نے اسے سخت سزا دی۔ درباری نے لڑکے کا بتایا تو اسے بلا کر بھی سخت اذیت دی گئی حتیٰ کہ اس نے راہب کے بارے میں بتا دیا۔ بادشاہ نے راہب کو بلا کر کہا کہ اپنے دین سے باز آ جاؤ۔ راہب کے انکار پر اسے آرے سے دو ٹکڑے کر دیا گیا۔ یہی انجام مومن درباری کا ہوا۔ اب لڑکے کی باری آئی اور اس کے انکار پر حکم ہوا کہ اسے پہاڑ کی چوٹی پر لے جاؤ اور وہاں بھی انکار کرے تو نیچے گرا دو۔ جلاد اور مومن لڑکا پہاڑ کی چوٹی پر چڑھے تو لڑکے کی بددعا سے زلزلہ آیا اور جلاد پہاڑی تودے کے نیچے دب کر مر گیا اور وہ اللہ کا بندہ واپس دربار میں پہنچ گیا۔ پھر حکم ہوا کہ اسے کشتی میں بٹھا کر سمندر میں ڈبو دو مگر اسے لے جانے والے غرق ہو گئے اور وہ بچ رہا۔ بادشاہ زچ ہو گیا تو لڑکے نے کہا کہ تو بسم اللہِ ربِّ الغلام پڑھ کر مجھے تیر مارے تو قتل کر سکتا ہے۔ بادشاہ نے ایسا ہی کیا اور وہ تیر سے شہید ہو گیا۔ یہ منظر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیکھ کر وہاں موجود لوگ ربِ واحد پر ایمان لے آئے۔ بادشاہ نے خندقیں کھدوائیں اور ان میں آگ بھڑکا کر سب مومنوں کو ان میں زندہ جلا دیا۔

ابن اسحاق اور دیگر مورخین کے بقول وہ بادشاہ ذونواس یہودی تھا اور اس نے مومنین کو یہودیت قبول نہ کرنے پر اتنی سخت سزا دی مگر صحیح حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اصحاب الاخدود کو شہید کرنے والا مشرک تھا جیسا کہ اس نے راہب اور لڑکے سے کہا تھا کہ ”کیا میرے علاوہ تمھارا اور بھی کوئی رب ہے؟“ یہ واقعہ جہاں پیش آیا تھا، وہ ان دنوں یمن کے شمال میں سعودی سرحد کے اندر ہے اور ان خندقوں کے آثار سعودی شہر نجران کے جنوب مغرب میں موجود ہیں۔

یمنی سردار کی نوشیرواں سے فریاد

عام الفیل (571ء) میں ابرہہ اشرم کی ہلاکت کے بعد اس کے دو بیٹے یکسوم اور مسروق یکے بعد دیگرے یمن کے فرمانروا ہوئے۔ پھر 575ء میں یمنیوں نے سیف ذی یزن حمیری کے بیٹے معدیکرب کی قیادت میں بغاوت کر کے حبشیوں کو ملک سے نکال باہر کیا۔ کچھ حبشی صنعاء میں شاہی خدمات کے لیے روک لیے گئے جنھوں نے کچھ عرصہ بعد معدیکرب کو دھوکے سے قتل کر دیا۔ سیف ذی یزن نے کسریٰ نوشیرواں کے دربار میں پہنچ کر فریاد کی کہ کوّوں نے ہمارا ملک تاراج کر دیا ہے۔ نوشیرواں نے پوچھا: کون سے کوّے، حبشی یا ہندوستانی؟“ سیف بولا: یہ کوے حبش سے آئے ہیں، نوشیرواں نے جواب دیا: ہمیں تمھارے دور دراز ملک پر قبضہ کرنے کی ہوس نہیں، وہاں بھیڑوں اور اونٹوں کے سوا رکھا ہی کیا ہے؟ پھر اس نے سردارِ یمن کو دس ہزار درہم اور خلعت دے کر رخصت کر دیا۔ سیف نے دربار سے نکلتے ہی درہم شاہی غلاموں اور دربانوں میں لٹا دیے۔ نوشیرواں نے سیف کو واپس بلا کر شاہی عطیے کی اس بے توقیری کا سبب پوچھا تو اس نے جواب دیا: ”میں یہ سیم و زر کے سکے کیا کرتا؟ جس ملک سے میں آیا ہوں، وہاں تو پہاڑ بھی سونے چاندی کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں''۔نوشیرواں نے نرم پڑ کر اسے کچھ دن اور ٹھہرا لیا۔

یمن پر ایران کا قبضہ

مشاورت ہوئی تو وزرائے سلطنت نے رائے دی کہ شاہی بندی خانوں کے قیدی اس کے ہمراہ کر دیے جائیں کہ اگر یہ سارا گروہ مارا بھی گیا تو کچھ مجرم ہی کیفرِ کردار کو پہنچیں گے۔نوشیرواں کو یہ رائے پسند آئی، چنانچہ آٹھ سو خونی مجرم قید خانوں سے نکال کر وہرز نامی ادھیڑ عمر فوجی افسر کی کمان میں سیف کو دے دیے گئے۔ وہ انھیں چند جہازوں میں سوار کر کے خلیج فارس اور خلیج عُمان کے راستے حضر موت کے ساحل پر اُترا۔ یمنیوں کی جمعیت بھی اس ایرانی فوج سے آ ملی۔ ابرہہ کا بیٹا مسروق مقابلے کو نکلا مگر وہرز کے ہاتھوں مارا گیا اور حبشی فوج بھاگ نکلی۔ یوں کسریٰ نے یمن کو فارس کا ایک صوبہ بنا لیا۔ وہرز یمن کا پہلا ایرانی گورنر مقرر ہوا۔

579ء میں خسرو اول نوشیرواں نے وفات پائی اور ہرمز چہارم (90-579ء) تخت نشین ہوا۔ اس کا سپہ سالار بہرام چوبیں تھا جو دبلا پتلا ہونے کے باعث چوبیں یعنی ''لکڑی جیسا'' کہلایا۔ اس نے خسرو ثانی (خسرو پرویز) کے عہد میں رومیوں سے شکست کھائی تو بادشاہ نے ذلت کے ساتھ اسے دربار میں پیش ہونے کا حکم دیا۔ بہرام نے بغاوت کر دی اور تختِ حکومت مدائن خسرو (کسریٰ) سے چھین لیا۔ خسرو پرویز نے اپنے دشمن قیصر روم ماریس سے امداد حاصل کر کے بہرام چوبیں کو شکست دی اور تخت سلطنت واپس لیا۔ 603ء میں ماریس کو قتل کر کے فوکاس قسطنطنیہ کے تخت پر قابض ہو گیا تو خسرو پرویز نے رومی سلطنت پر حملہ کر دیا اور ایران روم جنگوں کا طویل سلسلہ شروع ہوا جس کا اختتام 628ء میں کسریٰ کی مکمل شکست پر ہوا۔

نبی ﷺ کی پیش گوئی اور کسریٰ کا انجام

اسی برس نبی کریم ﷺ نے کسریٰ کو دعوت اسلام کا خط بھیجا۔ اسے خط سنایا گیا تو وہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے نام سے پہلے نبی ﷺ کا نام سن کر غضبناک ہوا اور خط مبارک چاک کر دیا۔ نبی ﷺ کو خبر ہوئی تو آپ نے فرمایا: ''اللہ اس کی بادشاہت کو ٹکڑے ٹکڑے کرے۔'' اور پھر ایسا ہی ہوا۔ کسریٰ نے گورنر یمن باذان کو لکھا تھا کہ دو توانا اور مضبوط آدمی مدینہ بھیجو جو میرے پاس اس شخص کو حاضر کریں۔ باذان نے خسرہ اور بابویہ کو بھیج دیا۔ جب وہ نبی ﷺ کے سامنے پیش ہوئے اور باذان کا پیغام دیا اور دھمکی آمیز باتیں کہیں تو آپ ﷺ نے حکم دیا کہ کل ملاقات کریں۔ اس دوران میں مدائن میں کسریٰ کا سوتیلا بیٹا شیرَویہ اسے قتل کر کے خود بادشاہ بن بیٹھا تھا۔ یہ منگل کی رات 10 جمادی الاولیٰ 7ھ (628ء) کا واقعہ ہے۔ نبی ﷺ کو وحی سے اس کا علم ہوا۔ صبح باذان کے آدمی حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے انھیں اس واقعے کی خبر دی اور فرمایا: ''اپنے صاحب کو یہ بتاؤ اور کہہ دو کہ میرا دین اور میری حکومت وہاں تک پہنچ کر رہے گی جہاں تک کسریٰ پہنچ چکا ہے بلکہ اس سے بھی آگے۔ اس سے یہ بھی کہنا کہ اگر تم مسلمان ہو جاؤ تو تمھیں تمھاری قوم کا بادشاہ بنا دوں گا۔'' اس کے بعد وہ دونوں روانہ ہو کر یمن پہنچے اور باذان کو ساری بات بتائی۔ کچھ عرصہ بعد مدائن سے خط آ گیا کہ شیرَویہ نے اپنے باپ کو قتل کر دیا ہے۔ شیرویہ نے خط میں ہدایت کی تھی کہ جس شخص کے بارے میں میرے باپ نے تمھیں لکھا تھا، تاحکمِ ثانی اس سے تعرض نہ کرنا۔ صادق و امین ﷺ کی پیش گوئی سچ ثابت ہونے پر باذان اور اس کے ایرانی ساتھی مسلمان ہو گئے۔

اشعری قبیلہ کا قبول اسلام:

صلح حدیبیہ (ذی قعدہ 6ھ) کے بعد جزیرہ نمائے عرب کے اطراف و جوانب میں تبلیغِ اسلام کے راستے کھل گئے تھے، چنانچہ مختلف قبائل کے وفود دربارِ نبوت میں حاضری کے لیے مدینہ منورہ پہنچنے لگے تھے۔ یمنی قبیلہ اشعر کا 50 افراد پر مشتمل وفد جس میں سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بھی تھے، جب مدینے کے قریب پہنچا تو وہ کہنے لگے: ''کل ہم اپنے پیاروں محمد ﷺ اور ان کی جماعت سے ملیں گے۔'' جب وہ شہر میں وارد ہوئے تو نبی ﷺ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خیبر تشریف لے جا چکے تھے۔ وہ خیبر پہنچے اور رسول اللہ ﷺ سے ملاقات میں انھوں نے اسلام قبول کر لیا اور آپ ﷺ کی بیعت کی۔ تب نبی ﷺ نے فرمایا: ''اشعری ان تھیلیوں کی طرح ہیں جو کستوری سے بھری ہوئی ہوں۔'' (طبقات ابن سعد)

زبانِ نبوت سے یمن کی فضیلت

نبی ﷺ سے پوچھا گیا کہ وہ کون لوگ ہیں جن کے متعلق قرآن میں آیا ہے کہ ''اللہ عنقریب ایسے لوگ لے آئے گا کہ وہ ان سے محبت کرے گا اور وہ اس سے محبت کریں گے۔ وہ مومنوں پر بہت نرم ہوں گے، کافروں پر بڑے سخت، اللہ کی راہ میں جہاد کریں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈریں گے۔'' (المائدہ: 54) آپ ﷺ نے فرمایا: ''ان لوگوں کا تعلق یمن سے ہے، پھر بنوکندہ، پھر بنوسکون، پھر بنو تجیب سے۔'' (ابن ابی حاتم، طبرانی) ایک موقع پر نبی ﷺ نے فرمایا: ''ایمان اس جگہ ہے۔'' یہ فرما کر آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے یمن کی طرف اشارہ کیا۔ نیز آپ ﷺ نے فرمایا: ''تمھارے پاس اہلِ یمن آئے ہیں، وہ گداز دل والے ہیں، ایمان یمنی ہے اور حکمت بھی یمنی ہے۔'' (بخاری، مسلم)

یمنی وفود دربارِ رسالت میں

یمن کے مختلف قبائل کے وفود جو مکہ مکرمہ کی فتح (8ھ) کے بعد مدینہ منورہ پہنچے، ان میں زبید نامی قبیلے کے لوگ عمرو بن معدکرِب رضی اللہ عنہ کی قیادت میں آئے تھے۔ اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ بنوکندہ کا 80 افراد پر مشتمل وفد لے کر آئے تھے۔ جریر بن عبداللہ بَجلی رضی اللہ عنہ 150 افراد کے ساتھ حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ حضرموت (مشرقی یمن) سے وائل بن حُجر حضرمی رضی اللہ عنہ کا وفد آیا تھا۔ صُرد بن عبداللہ ازدی رضی اللہ عنہ بنوازد کا وفد لائے تھے۔ نبی ﷺ نے انھیں حکم دیا کہ ان کے قریب قریب جو مشرک ہیں، ان سے جہاد کریں۔

اشعث بن قیسؓ وفد کندہ کے ساتھ آئے تو ان لوگوں نے ریشمی جبے پہن رکھے تھے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نبی ﷺ نے پوچھا: ''تم نے اسلام قبول نہیں کیا؟'' انھوں نے عرض کی: ''کیوں نہیں؟'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''پھر یہ جبے کیوں پہن رکھے ہیں؟'' انھوں نے فوراً وہ جبے اتار دیئے۔ وفد بَجیلہ کی آمد سے پہلے صحابہ سے نبی ﷺ نے فرمایا: ''تمھارے پاس کچھ بہترین لوگ آ رہے ہیں جن کے چہرے بادشاہوں جیسے ہیں''۔ جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ہم سے اس امر کی بیعت لی کہ ''ہم کلمہ توحید اور رسول اللہ ﷺ کی رسالت کا اقرار کریں گے، نماز پڑھیں گے، زکوۃ ادا کریں گے، رمضان کے روزے رکھیں گے، مسلمانوں کی خیرخواہی کریں گے اور والی (حکمران) کی اطاعت کریں گے، اگرچہ وہ حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو۔'' بنو صداء کا 15 رکنی وفد زیاد بن حارث صدائی رضی اللہ عنہ کی قیادت میں آیا تھا۔ واپسی پر ان کی تبلیغی کوششوں سے سارا قبیلہ صداء مسلمان ہو گیا اور حجۃ الوداع میں ان کے 100 آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ وائل بن حجر حضرمی رضی اللہ عنہ کے لیے آپ ﷺ نے دعا کی تھی اور ان کے سر پر ہاتھ پھیرا تھا۔ نبی ﷺ نے ان کی آمد کی خوشی میں سب لوگوں کو اکٹھا کر کے ان کا اکرام کیا۔ جب انھوں نے واپسی کا ارادہ کیا تو آپ ﷺ نے انھیں یہ تحریر لکھ دی: ''یہ محمد (ﷺ) کی وائل بن حجر کے لیے تحریر ہے، تم مسلمان ہو گئے ہو، جو قلعے اور زمینیں تمھارے قبضے میں تھے، میں تمھارے پاس ہی رہنے دیتا ہوں، ان زمینوں کا عشر وصول کیا جائے گا اور میں تم پر لازم ٹھہراتا ہوں کہ اس میں ظلم نہیں ہونا چاہیے۔''

نجران سے مسیحی وفد مدینہ میں

9ھ/630ء ہی میں 60 افراد پر مشتمل نجران کا وفد رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا جس میں 24 افراد اشرافِ نجران میں سے تھے اور تین سردار بھی وفد میں شامل تھے۔ ایک عاقب (عبدالمسیح) کہلاتا تھا جس کی حیثیت قوم کے حکمران کی تھی، وہ ان کے معاشرتی، ثقافتی اور سیاسی امور کی دیکھ بھال کرتا تھا۔ تیسرا اسقف یا بشپ (ابو حارث بن علقمہ) تھا۔ انھوں نے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نبی اکرم ﷺ سے مناظرہ کرنا چاہا تو سورۂ آل عمران کی آیات 33 تا 36 پر مشتمل ایک خطبہ نازل ہوا۔ اس میں عقیدۂ الوہیتِ مسیح کی تردید اور توحید کی دعوت ہے۔ نہ ماننے کی صورت میں انھیں مباہلے کی دعوت دی گئی لیکن وہ جزیہ دینے پر آمادہ ہو گئے۔ جزیے کی وصولی کے لیے ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو ان کے ساتھ بھیجا گیا۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں یمن کی فتح

یمن کے قبیلہ مذحج کا علاقہ رمضان 10 ھ میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں فتح ہوا۔ انھوں نے تین سو شہسواروں کے ساتھ قحطانی قبیلہ مَذحج کے علاقے (یمن) پر یلغار کی۔ اس کے لیے رسول اللہ ﷺ نے بذاتِ خود ان کے لیے جھنڈا باندھا، اپنے ہاتھ سے انھیں عمامہ پہنایا تھا۔ یمن پہنچ کر دشمن کے لشکر سے آمنا سامنا ہوا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے انھیں اسلام کی دعوت دی۔ جواب میں انھوں نے نیزے اور پتھر پھینکنے شروع کر دیے۔ علی رضی اللہ عنہ نے اسلامی لشکر کی صف بندی کی۔ مسعود بن سنان سلمی رضی اللہ عنہ کو پرچم دیا، پھر مذحج والوں پر حملہ کر دیا۔ ان کے بیس آدمی قتل ہوئے اور وہ شکست کھا کر منتشر ہو گئے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے مجاہدین کو ان کا تعاقب کرنے سے روک دیا۔ پھر ان لوگوں کے پاس جا کر اسلام کی دعوت دی تو انھوں نے فوراً اسلام قبول کرلیا۔ مذحج کی شاخیں حارث، بجیلہ اور خولان تھیں، یہ قبیلے بھی جلد مشرف بہ اسلام ہو گئے۔

نبی ﷺ کے تحصیلدار یمن میں

10 ھ میں نبی ﷺ نے محاصل کی وصولی کے لیے مختلف علاقوں میں حکومت کے عمال بھیجے۔ مہاجر بن ابی امیہ رضی اللہ عنہ صنعاء کے عامل مقرر ہوئے جبکہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو زکاۃ اور جزیہ دونوں وصول کرنے کے لیے نجران روانہ کیا گیا۔ زیاد بن لبید رضی اللہ عنہ حضر موت کے عامل بن کر گئے۔ مہاجر بن ابی امیہ مخزومی رضی اللہ عنہ جنھیں کندہ اور صدف کے صدقات پر عامل مقرر کیا گیا تھا، ان کے خلاف 10 ھ کے آخر میں اسود عنسی نے خروج کیا۔ یہ مسلمان ہوا تھا مگر پھر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مرتد ہو گیا اور سیدنا مہاجر رضی اللہ عنہ کو صنعاء سے نکال دیا۔ اس نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا اور ''آزاد'' نامی عجمی مسلمان خاتون پر زبردستی قبضہ کر لیا۔ اس نے حضر موت سے طائف تک کا وسیع علاقہ اپنے قبضے میں کر لیا۔ اس کی جھوٹی نبوت کا سکہ بس چار ماہ چلا۔ نبی ﷺ کی وفات سے ایک ماہ پہلے اسلام پر قائم رہنے والے مسلمانوں کا لشکر مسلم خاتون ''آزاد'' کے تعاون سے آسانی کے ساتھ اس ملعون کے قلعے میں داخل ہو گیا اور اسے ٹھکانے لگا دیا۔ رسول اللہ ﷺ کے لیے یہ خبر بہت خوش کن تھی۔

یمن کے جھوٹے نبی کا انجام

کندہ کا سردار اشعث بن قیس بھی مرتد ہو گیا۔ اس کی سرکوبی کے لیے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مہاجر بن ابی امیہ رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجا جہاں اسود عنسی کے کچھ حامی بھی باقی تھے۔ ان کا استیصال کر کے مہاجر رضی اللہ عنہ کندہ اور حضر موت کی طرف بڑھے۔ عمان سے حذیفہ بن محصن قلعانی رضی اللہ عنہ اور عرفجہ بن ہرثمہ بارقی رضی اللہ عنہ کے لشکر بھی چلے آئے۔ یمن میں تریم (حضر موت) ہی وہ شہر تھا جو ارتداد کا شکار نہیں ہوا۔ تریم کے دروازوں پر مرتدین سے فیصلہ کن معرکہ ہوا، بہت سے صحابہ شہید ہوئے اور اہل ایمان کو فتح ہوئی۔ صحابہ کا مدفن یہاں ''الشہداء'' کہلاتا ہے۔ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے تریم اور اس کے باسیوں کے لیے دعا فرمائیں۔ کندہ کا سردار اشعث بن قیس بھی مرتد ہو گیا تھا۔ جب اسے گرفتار کر کے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس لایا گیا تو اشعث رضی اللہ عنہ سچے دل سے توبہ کر کے دوبارہ حلقہ بگوش اسلام ہو گئے۔

9ھ / 631ء میں رسول اللہ ﷺ نے سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو یمن کا قاضی اور سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو الجند کا والی بنا کر بھیجا جو صنعاء اور عدن کے درمیان تعز کے شمال مشرق میں ہے۔ آپ ﷺ نے یمنی صحابی سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو اہلِ یمن کے لیے معلّم مامور کیا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ یمن کے جنوبی ساحلی شہر عدن پہنچے اور وہاں ایک اثر انگیز خطبہ دیا جس پر اہل شہر نے اسلام قبول کر لیا۔ سیدنا معاذ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بن جبل رضی اللہ عنہ الجند پہنچے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق وہاں مسجد تعمیر کی۔ اس کے بعد ہی یمنی قبائل کے وفود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مدینہ پہنچے۔

یمن کے دارالحکومت صنعاء میں آج بھی الجامع الکبیر نامی مسجد موجود ہے جو 6ھ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے تعمیر کی گئی تھی۔ اس کی تعمیر مشہور قصرِ غمدان کے قریب بُستان باذان میں عمل میں آئی تھی۔ اس مسجد کے قبلے کا تعیّن خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرما کر کیا تھا کہ جبل ضین کی سیدھ میں وہاں پہنچیں تو اسی رُخ قبلہ ہوگا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کس صحابی کو اس مسجد کی تعمیر کا حکم دیا تھا، اس سلسلے میں چار صحابہ کے نام آتے ہیں: وبر بن یحنس انصاری، فروہ بن مسیک مرادی، ابان بن سعید اور مہاجر بن اُمیہ رضی اللہ عنہم۔ ان میں سے فروہ مرادی رضی اللہ عنہ یمنی قبیلے مراد سے تعلق رکھتے تھے۔ ممکن ہے چاروں کو مسجد صنعاء کی تعمیر کا حکم ملا ہو۔ صنعاء کے محلّہ مسیک میں ''مسجد مسیک'' سیدنا فروہ بن مسیک مرادی رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے۔ شہرِ اب میں ذی شرف محلّہ میں مسجد عمر بن عبدالعزیز بھی تاریخی حیثیت رکھتی ہے۔

9ھ/628ء میں شاہِ ایران خسرو پرویز (کسریٰ ابرویز) کے سوتیلے بیٹے شیرَویہ کے ہاتھوں اس کے قتل کے بعد یمن کے ایرانی گورنر باذان نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی سچ ثابت ہونے پر اسلام قبول کرلیا تھا۔ اس کے بعد چند سال میں یمنی قبائل مشرف بہ اسلام ہوگئے۔

یمن کے مشاہیر

ابتدائی دور کے یمنی مسلم مشاہیر میں قعقاع بن عمرو تمیمی رضی اللہ عنہ اور ان کے بھائی عاصم نے عراق میں فتحِ قادسیہ (15ھ/636ء) میں نمایاں کردار ادا کیا۔ شام، مصر، المغرب اور اندلس کی فتوحات میں یمنی مجاہدین بڑی تعداد میں پیش پیش رہے۔ سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے فتح مصر کے بعد جب نیل کے کنارے مصر کا نیا دارالحکومت فسطاط آباد کیا تو اس میں خولان، تُجیب، یَحصب، مُہرہ، غافق، سبا، مُعافر وغیرہ پُورے پُورے یمنی قبائل کے محلّے بس گئے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اندلس (سپین) میں جن یمنی امراء (گورنروں) نے نام پیدا کیا، ان میں امیر سمح بن مالک خولانی اور امیر عبد الرحمٰن غافقی نمایاں ہیں۔ سمح خولانی معرکہ طلوشہ (جنوبی فرانس، 721ء) میں شہید ہوئے جبکہ عبد الرحمٰن غافقی نے وسطی فرانس میں جنگ تورز (732ء) میں شہادت پائی۔ عباسی دور کے مشہور فلسفی اور سائنسدان ابو یوسف یعقوب کندی یمن سے تعلق رکھتے تھے۔ ابن الحائک حسن ہمدانی کا تعلق یمنی قبیلہ ہمدان سے تھا۔ وہ شاعر، مورخ، جغرافیہ دان اور ماہر انساب تھے۔ ان کی انسابی تصنیف الاکلیل، صفۃ جزیرۃ العرب اور دیوانِ شعر مشہور ہیں۔ اندلس میں حاجب المنصور (محمد بن ابی عامر متوفی 392ھ/1002ء) نے سال بہ سال جہادی معرکوں سے عیسائیوں پر دھاک بٹھا دی اور المنصور لقب پایا، ان کا تعلق یمنی قبیلہ معافر سے تھا۔ وہ اموی خلیفہ ہشام ثانی (976ء تا 1008ء) کے وزیر اعظم (حاجب) تھے۔

امام زید رحمہ اللہ اور یمنی زیدیہ:

امام زید بن علی زین العابدین بن امام حسین رضی اللہ عنہ 79ھ/698ء میں مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔ وہ کوفہ میں مقیم رہے۔ اُنھوں نے اپنے والد امام زین العابدین رحمہ اللہ، بھائی امام باقر رحمہ اللہ، ابان بن عثمان اور عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ وغیرہم سے حدیث کی روایت کی۔ وہ خلفاء شیخین ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کا ذکر احترام سے کرتے تھے۔ انھوں نے اموی خلیفہ ہشام کے خلاف خروج کیا اور 122ھ/740ء میں شہادت پائی۔ ان کی تصنیف ''مجموع الفقہ'' اولین کتبِ فقہ میں شمار ہوتی ہے۔ ان کے پیروکار زیدیہ کہلائے جو اہلِ سنت کے بہت قریب تھے اور اثنا عشریہ کے گمراہ کن عقائد سے ان کا کوئی تعلق نہ تھا۔ یمن میں بڑی تعداد میں لوگ زیدیہ مسلک کے پیروکار بن گئے۔ زیدیہ علماء میں ہارون بن سعد العجلی (متوفی 150ھ) ''راس الزیدیہ'' کہلائے۔ وہ محدث اور زاہد و عابد تھے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یمن میں زیدیہ امامت:

امام زید کے پوتے ابو عبداللہ احمد بن عیسیٰ بن زید کو یمن کے زیدیہ اپنا امام قرار دیتے ہیں۔ وہ بصرہ میں 247ھ میں انتقال کر گئے۔

ابو الحسین یحییٰ بن الحسین بن القاسم بن ابراہیم الحسنی الرسی المعروف بہ ''الہادی الی الحق'' 220ھ میں مدینہ میں پیدا ہوئے۔ حاکم یمن ابو العتاہیہ کی دعوت پر وہ اپنے 50 پیروکاروں کے ہمراہ صعدہ (یمن) آمقیم ہوئے۔ وہیں اُنھیں ''امیر المومنین الہادی الی الحق'' کا لقب ملا۔ 298ھ میں وفات پائی۔ ان کے فرزند ابوالقاسم محمد بن یحییٰ (المرتضیٰ لدین اللہ) اور احمد بن یحییٰ (الناصر لدین اللہ) یکے بعد دیگرے امام بنے۔

زیدہ کے چوتھے امام ابوالقاسم حسین بن علی المنصور باللہ العیانی (متوفی 393ھ) تھے۔ کہا جاتا ہے کہ انھوں نے 100 کتابیں تصنیف کیں۔

یمن کے مشہور علماء:

علی بن سلیمان الحارثی المدنی الملقب بہ'' حیدرہ'' (متوفی 599ھ) یمن کے بہت بڑے عالم تھے۔نحو میں ان کی کتاب ''المشکل فی النحو'' مشہور ہے۔

امام محمد بن علی شوکانی صنعانی، شوکان (یمن) میں پیدا ہوئے۔ ان کی مشہور ترین تصنیف تفسیر قرآن ''فتح القدیر'' ہے جو روایت ودرایت کی جامع ہے۔ نیل الاوطار اور ارشادالفحول بھی ان کی معروف تصانیف ہیں۔ وہ یمن کے قاضی القضاۃ رہے اور 1255ھ/1839ء میں وفات پائی۔

قاضی عبد الرزاق بن ہمام صنعانی حدیث میں مرجع اور حجت تھے جبکہ محدث وفقیہ محمد بن اسمٰعیل بن صلاح صنعانی (متوفی 1182ھ/ 1769ء) کی ''سُبُل السلام شرح بلوغ المرام'' ایک شاہکار تصنیف ہے۔

شرف الدین المقری کی تصنیف ''الشرف الوافی'' فقہ، تاریخ، نحو، عروض اور قوافی پر محیط

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔اس کا عجیب پہلو یہ ہے کہ قاری اسے سطر بہ سطر پڑھے تو وہ فقہ کی کتاب ہے، اگر اوائل سطور کو عمودی طور پر پڑھے تو وہ علم العروض ہے اور اگر اواخر سطور کو عموداً پڑھے تو وہ علم القوافی ہے۔اسی طرح ان کی کتاب ''الارشاد فی اختصار الحاوی فی الفروع'' کی عجیب بات یہ ہے کہ اس میں ''ال'' کے ساتھ کوئی کلمہ معرفہ نہیں آتا۔

یمن میں زیدی ریاست کا قیام:

بغداد کی عباسی خلافت کمزور پڑی تو 287ھ / 900ء میں یمن میں خاندان رسّی کی آزاد ریاست قائم ہوگئی۔ ان کا تعلق زیدی فرقے سے تھا۔ ان کی حکومت پونے تین سو سال رہی۔ اس عہد میں یہاں زیدی مسلک کو بہت فروغ ملا۔ 569ھ / 1174ء میں سلطان صلاح الدین ایوبی نے مصر سے اپنے بھائی توران شاہ کو فوج دے کر بھیجا اور اس نے یمن میں ایوبی سلطنت قائم کی۔ 626ھ / 1229ء میں سلطان مسعود ایوبی نے یمن میں وفات پائی تو نورالدین عمر المنصور نے وہاں رسولی سلطنت قائم کر لی جو کہ سلطان توران شاہ کے درباری رسول بن ہارون کی اولاد سے تھا۔ رسولی سلطنت 1451ء تک قائم رہی۔ پھر 1517ء تک بنو طاہر حکمران رہے۔ صعدہ اور صنعاء کے درمیان واقع حُوث شہر کی نسبت سے زیدیہ ان دنوں حوثی کہلاتے ہیں۔

یمن عثمانی حکومت سے جمہوریت تک

922ھ / 1517ء میں عثمانی سلطان سلیم اول نے شام و مصر اور حجاز پر قبضہ کر کے عثمانی خلافت کا اجراء کیا تو یمن بھی سلطنت عثمانیہ کا حصہ بن گیا۔ 1538ء میں یمن کو عثمانی صوبے کی حیثیت مل گئی۔ انھی دنوں پرتگالیوں نے عدن پر حملہ کیا تو عثمانیوں نے انھیں مار بھگایا اور ترک امیر البحر پیری رئیس نے ہندوستان کے ساحل تک ان کا پیچھا کیا اور انھیں شکست دی۔

1839ء میں برطانیہ نے عدن کی بندرگاہ پر قبضہ کرلیا اور پھر جنوبی یمن، حضرموت و

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مہرہ کے شیوخ سے معاہدے کر کے انھیں اپنے زیر حفاظت علاقے قرار دے دیا۔ 1869ء میں نہر سویز کھلنے سے یمن کی بندرگاہوں عدن، مخا اور حدیدہ کی اہمیت اور بڑھ گئی۔ پہلی جنگ عظیم میں ترکی کی شکست (1918ء) پر شمالی یمن میں زیدی امام یحییٰ نے آزادی کا اعلان کر دیا۔ وہ 1948ء میں قتل ہوگئے اور پھر 1962ء تک امام احمد حکمران رہے۔ 15 ستمبر 1962ء کو ان کی وفات پر محمد البدر المنصور باللہ جانشین بنے مگر 26 ستمبر کو کرنل عبداللہ السلال نے فوجی انقلاب برپا کر کے اقتدار سنبھال لیا۔ تین سال تک شاہی اور جمہوری فوجوں میں لڑائی رہی۔ جمال عبدالناصر نے مصری فوج عبداللہ السلال کی حمایت میں بھیج دی۔ آخر کار 1965ء میں صدر ناصر اور شاہ فیصل کے معاہدے سے شمالی یمن کی خانہ جنگی ختم ہوگئی۔ جون 1967ء کی چھ روزہ عرب اسرائیل جنگ میں مصر کی شکست کے بعد صدر ناصر نے یمن سے اپنی فوج واپس بلالی۔

جنوبی یمن کی آزادی اور اتحادِ یمن:

جنوبی یمن کو 1967ء میں برطانیہ سے آزادی ملی تو وہاں کمونسٹ حکومت قائم ہوگئی جسے سوویت روس کی حمایت حاصل تھی۔ صدرِ مملکت قحطان محمد الشعبی تھے۔ 1969ء میں جنوبی یمن میں سالم ربیع علی برسرِ اقتدار آئے۔ 1978ء میں ان کے قتل پر عبدالفتاح اسمٰعیل صدر بنے اور دو سال بعد علی ناصر محمد نے صدارت سنبھال لی۔ 1986ء میں حیدر ابوبکر العطاس کے ہاتھ اقتدار آیا تو جنوبی یمن میں خانہ جنگی چھڑ گئی۔

شمالی یمن میں 1967ء میں عبداللہ السلال کے جانشین عبدالرحمٰن الاریانی بنے۔ انھوں نے لاہور میں دوسری اسلامی سربراہی کانفرنس (فروری 1974ء) میں شرکت کی۔ اسی سال ابراہیم الحمدی نے ان کا تختہ الٹ دیا۔ 1977ء میں ابراہیم الحمدی کے قتل پر احمد حسین الغشمی صدر بنے۔ وہ اگلے سال مارے گئے تو علی عبداللہ صالح برسرِ اقتدار آئے۔ دونوں یمن صدر صالح کے عہد میں 27 مئی 1990ء کو متحد ہوگئے۔ وسط 2011ء میں صدر صالح قاتلانہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حملے میں زخمی ہوئے تو الریاض میں زیر علاج رہے، پھر وہ صنعاء واپس آئے اور فروری 2012ء میں ایک مفاہمت کے تحت اقتدار نائب صدر عبدربہ منصور الہادی کے سپرد کر کے مزید علاج کے لیے امریکہ روانہ ہو گئے۔

یمن میں ایرانی اثرات اور حالیہ بحران

یمن میں اہل سنت کے ساتھ ساتھ اقلیتی زیدی فرقے کے لوگ صدیوں سے پُرامن طور پر رہ رہے تھے۔ یہاں زیدیوں کی رسّی، رسولی اور صلیحی ریاستیں بھی قائم ہوئیں۔ عثمانی خلافت کے بعد امام یحییٰ اور ان کے جانشین بھی زیدی تھے۔ یہاں کبھی فرقہ ورانہ مسئلہ پیدا نہیں ہوا تھا۔ انقلاب 1962ء کے بعد سعودی عرب نے امام بدر زیدی کی حمایت کی۔ 34 برس برسرِ اقتدار رہنے والے زیدی فرقے کے صدر علی عبد اللہ صالح زخمی ہوئے تو ان کا الریاض میں علاج ہوتا رہا۔ فرقہ ورانہ مسئلہ اس وقت بنا جب بدر الدین الحوثی زیدی آٹھ دس برس قم (ایران) میں رہا اور اثنا عشری فکر و عقیدہ سے متاثر ہو کر 1990ء کی دہائی میں یمن لوٹا تو اس نے زیدیوں کو تشدد کی راہ پر ڈال دیا جن کی آبادی یمن میں آج بھی 34 فیصد سے زیادہ نہیں۔ اس کی وفات پر حسین بدر الدین جانشین بنا۔ اس دوران میں ایران نے زیدی حوثیوں کو اسلحہ فراہم کرنا شروع کر دیا۔ 1913ء میں ایرانی بحری جہاز بحیرۂ احمر میں پکڑا گیا جو اسلحے سے لدا ہوا تھا۔ ایران کی مالی و اسلحی امداد سے حوثیوں نے اہل سنت یمنیوں کے خلاف ہلاکت خیز کارروائیاں شروع کر دیں۔ 2004ء میں حسین حوثی ایک جوابی حملے میں مارا گیا تو عبد الملک حوثی نے اس باغی گروہ کی قیادت سنبھال لی۔ اس کی قیادت میں ستمبر 2014ء میں حوثیوں نے دارالحکومت صنعاء میں گھس کر دھرنا دیا اور عملاً شہر کا محاصرہ کر لیا۔ انھیں سابق صدر علی عبداللہ صالح کے حامی فوجی دستوں کی مدد بھی حاصل ہو گئی اور یوں ان باغیوں نے 20 جنوری 2015ء کو صنعاء پر قبضہ کر کے صدر منصور الہادی کو یرغمال بنا لیا اور ان سے جبری استعفا لے لیا۔ پھر ایران سے ایرانی اسلحہ بردار طیارے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یمن میں اترنے لگے۔ اس سے پہلے ایران شام کے ظالم نُصیری صدر بشار الاسد کی مدد کے لیے اسلحہ اور جنگجو دستے شام بھیج رہا تھا۔

صنعاء اور دیگر یمنی شہروں پر حوثی قبضے کے بعد ایرانی صدر کے مشیر نے اعلان کیا کہ ایران سے بحیرہ روم تک ایرانی سلطنت وجود میں آچکی ہے، اس کا دارالحکومت بغداد ہوگا۔ ادھر عبد الملک حوثی نے صنعاء میں اعلان کیا کہ ان کا اگلا ہدف سعودی عرب ہوگا اور وہ کعبۃ اللہ پر قبضہ کرلیں گے۔ اس پیش آمدہ خطرے کو سعودی عرب نظر انداز نہیں کرسکتا تھا۔ اس دوران میں 28 فروری کو صدر یمن عبدربہ منصور ہادی خفیہ طور پر عدن پہنچ گئے اور وہاں اپنی حکومت کے قیام کا اعلان کیا۔ انھوں نے سعودی عرب سے مدد کی درخواست کی۔ وسط مارچ میں جب باغی حوثیوں نے عدن پر چڑھائی کی تو صدر منصور ہادی الریاض چلے آئے۔

اب حوثیوں کو مزید ڈھیل نہیں دی جاسکتی تھی، چنانچہ سعودی عرب نے عرب ممالک کا اتحاد قائم کر کے حوثی باغیوں کے ٹھکانوں پر فضائی بمباری شروع کر دی۔ یہ کارروائی سعودی عرب نے اپنے دفاع اور یمن کی قانونی حکومت کی بحالی کے لیے اقوام متحدہ کے آرٹیکل 251 کے تحت یمنی حکومت کی درخواست پر کی ہے اور یو این او کی سلامتی کونسل نے بھی ایک قرارداد کے ذریعے حوثیوں کو ایرانی اسلحے کی فراہمی روکنے اور یمن کی قانونی حکومت کی بحالی پر زور دیا ہے۔ اس سلسلے میں سعودی حکومت نے پاکستان سے فوجی تعاون کی اپیل کی تو یہاں کے ایران نواز سیاسی وصحافتی حلقے مخالفت پر اتر آئے اور اس مخالفانہ فضا میں ہماری قومی اسمبلی نے بھی پاکستان کی غیر جانبداری اور فریقین میں ثالثی کے مفہوم کی قرارداد منظور کر ڈالی جس پر ہمارے عرب دوستوں کو شکایت کا اظہار کرنا پڑا۔ ہمارے جو صحافتی وسیاسی حلقے سعودی عرب کی طلب پر پاک فوج بھیجنے کی مخالفت کر رہے ہیں، ان کی یہ روش نہایت افسوسناک ہے۔ سعودی عرب پاکستان کا مخلص ترین دوست ہے۔ پاکستان کا ایٹم بم سعودی مالی تعاون کے بغیر وجود میں نہیں آسکتا تھا۔ سابق سفارتکار ایس ایم قریشی کہتے ہیں کہ جولائی 1977ء میں بھٹو حکومت کے خاتمے کے بعد جب خزانہ تقریباً خالی تھا اور ایٹمی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پروگرام کو پروگرام کو موخر کرنے کی تجویز دی گئی تو سیکرٹری خزانہ غلام اسحاق خاں نے کہا کہ ایٹمی پروگرام موخر نہیں ہوگا کیونکہ اس کے اخراجات سعودی عرب برداشت کرتا ہے۔ پھر 1998ء میں پاکستان کے ایٹمی دھماکوں کے بعد سعودی حکومت نے تین سال مفت تیل دیا اور گزشتہ سال پاکستان کو مالی دباؤ سے نکالنے کے لیے ڈیڑھ ارب ڈالر پیش کر دیے۔ علاوہ ازیں 20 لاکھ پاکستانیوں کی طرف سے سعودی عرب سے اربوں کا زرِمبادلہ بھجوایا جاتا ہے۔ سعودی عرب کے ان احسانات، مخلصانہ دوستی اور سب سے بڑھ کر حرمین شریفین کے تحفظ کا تقاضا یہ ہے کہ پاکستان سعودی عرب کو مطلوبہ فوجی امداد فی الفور فراہم کرے۔ پیش آمدہ حالات میں وزیراعظم نواز شریف اور آرمی چیف نے الریاض جا کر سعودی بھائیوں کو ہر نوع کی امداد کا جو یقین دلایا ہے وہ خوش آیند ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پاکستان، سعودی حکومت کو تنہا نہ چھوڑے!

14 اپریل 2015

عطاء الحق قاسمی

مجھے ممتاز تجزیہ نگار اور دانشور نجم سیٹھی کی اس رائے سے اتفاق کے بنا کوئی چارہ نہیں کہ پاکستان کو آئندہ 72 گھنٹوں میں سعودی عرب کو مطلوبہ امداد دے دینا چاہیے۔ مجھے اس رائے سے اتفاق انہی دلائل کے حوالے سے ہے جو نجم سیٹھی نے اپنے تجزیئے میں دیئے ہیں۔ ایک تو سرفہرست سعودی حکومت سے پاکستان کے نہایت مضبوط مراسم ہیں، کہا جاتا ہے کہ ملکوں کے درمیان جو دوستی ہوتی ہے اس کی بنیاد باہمی مفادات پر ہوتی ہے تو اس اصول کی رو سے پاکستان سعودی عرب کو ہر مشکل وقت میں آزماتا رہا ہے اور سعودی عرب ہر بار اس آزمائش میں پورا اترا ہے۔ اب سعودی عرب ہمیں ''آزما'' رہا ہے اور ہم موشگافیوں میں پڑ گئے ہیں۔

صورتحال یہ ہے کہ سعودی عرب کو شاید اس کے بعد ہمیں اس طرح کی زحمت کم کم ہی دینا پڑے، مگر ہماری معاشی بدحالی کا کشکول ان کے سامنے سے گزرتے رہنے کا احتمال موجود ہے۔ اس وقت سعودی عرب میں بیس لاکھ کے قریب پاکستانی کام کر رہے ہیں اور گلف کی ریاستوں میں بھی ان کی تعداد لاکھوں میں ہے، چنانچہ اگر دیکھا جائے تو کروڑوں پاکستانی ان ملکوں کی بدولت اپنے گھر کی دال روٹی چلا رہے ہیں، سو سعودی اور گلف کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ریاستوں کے سامنے آئین، قانون، مصلحتوں، مسائل اور پارلیمنٹ کی قرار دادیں انھیں مطمئن نہیں کر سکیں گی آج ہم سب کہہ رہے ہیں کہ پاکستان کو اس جنگ میں فریق نہیں بننا چاہیے۔

میں ان سطور کے باوجود یہی سمجھتا ہوں، چنانچہ میری رائے میں پاکستانی ٹروپس سعودی سرحدوں پر لاکر اس طرح کھڑے کر دیئے جائیں جس طرح پاک۔بھارت جنگ کے دوران چین نے بھارت کو ڈرانے کے لیے اپنی فوجیں بھارتی سرحدوں پر لاکھڑی کی تھیں مگر ایک فائر بھی نہیں کیا تھا، بہرحال میں عرض کر رہا تھا کہ آج غیرت وحمیت کا ڈھنڈورا پیٹنے والے خواص ہی نہیں، عوام بھی ان فیصلہ سازوں کی جان کو روئیں گے، جب اسکے ردعمل میں پاکستانی واپس پاکستان بھیجے جانا شروع کیے گئے یا ہنگامی حالات میں ہماری معاشی مدد کو کوئی نہ پہنچا۔ یہ اتنا بڑا بحران ہوگا جو ٹروپس بھیجنے کی صورت میں ممکنہ بحران سے کئی گنا بڑا ہوگا۔

اس معاملے کا ایک اہم پہلو سعودی اور گلف ریاستوں میں بادشاہت کے قیام کے باوجود ان کا ہمارے جمہوری سیاستدانوں کو اسوقت اپنے ہاں پناہ دینا ہے جب فوجی ڈکٹیٹر ان کی جان لینے کے درپے تھے۔ یہ بھی ایک بہت اہم فیکٹر ہے اور اس سے پہلو تہی کرنے کے نتیجے میں جمہوریت کے پاسبان مشکل وقت میں بالکل بے دست و پا ہو کر رہ جائیں گے اور آمروں کے لیے انھیں حسب ضرورت شکنجے میں کسنے میں کوئی رکاوٹ درپیش نہیں ہوگی تاہم جہاں تک اس فیصلے کے مضمرات کا تعلق ہے وہ اپنی جگہ قابل توجہ ہیں۔ یہ پاکستان کے لیے ایک مشکل ترین فیصلہ ہے مگر اس طرح کے فیصلے بہرحال کرنا پڑتے ہیں۔ میٹھا میٹھا ہپ اور کڑوا کڑوا تھوتو محاورتاً بھی عجیب سا ہی لگتا ہے۔ اس محاورے پر عمل کرنے کے نتیجے میں انسان میٹھے میٹھے سے محروم رہ جاتا ہے اور ''کہانی'' کے آخر میں اس کے حصے میں صرف ''تھو'' ہی آتی ہے، یہاں متحدہ عرب امارات کے ایک وزیر کے بیان کا تذکرہ ضروری

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے جو ایک کھلی دھمکی کے ذیل میں آتا ہے۔ وزیر داخلہ چوہدری نثار علی خاں نے اس کے جواب میں جو کہا وہ قومی غیرت کے عین مطابق تھا مگر قومی مفاد میں بہرحال نہیں تھا۔ یہ سب باتیں اس وقت اچھی لگتی ہیں جب اپنے ''گوڈے گٹوں'' میں جان ہو، ورنہ ایسی باتوں کا شمار محض گیدڑ بھبکیوں ہی کے ذیل میں آتا ہے۔

متحدہ عرب امارات کے وزیر کے مقابلے میں سعودی حکومت کے وزیر مذہبی امور ڈاکٹر عبدالعزیز بن عبداللہ الغمار نے اپنا نقطہ نظر نہایت غیر جذباتی انداز میں واضح کیا۔ وہ سلیم صافی کو انٹرویو دیتے ہوئے ایک بہت منجھے ہوئے اور بہت تجربہ کار ڈپلومیٹ لگ رہے تھے۔ انھوں نے ایران کے حوالے سے بھی جو بات کی وہ بھی محتاط انداز میں تھی بہرحال ان کا کہنا تھا کہ پاکستانی قوم سعودی حکومت کا ساتھ دینے کے حق میں ہے اور یوں انھیں یقین ہے کہ پاکستان ہر حال میں سعودی عرب کے ساتھ کھڑا ہوگا۔ ان کی یہ وضاحت بہت اہم تھی کہ یمن کی صورتحال مذہبی نہیں سیاسی نوعیت کی ہے۔ یمن میں باغیوں نے

قانونی حکومت کے خلاف مسلح بغاوت شروع کر رکھی ہے۔

اس کا سبب ایک بیرونی ملک کی مداخلت کے سوا اور کچھ نہیں، اگر یہ مذہبی تنازع ہوتا تو یہ ایک ہزار سال پہلے شروع ہو جانا چاہیے تھا کیونکہ یمن میں زیدی اور شافعی ایک دوسرے کیساتھ احترام اور محبت کے رشتوں میں جڑے ہوئے ہیں۔ وہاں زیدی سنیوں کی مساجد میں نماز ادا کرتے ہیں۔ ان میں باہم شادیاں ہوتی ہیں، یہ فساد حوثی گروہ کا پھیلایا ہوا ہے جو یمن میں ایک فیصد سے زیادہ نہیں، چنانچہ ایک فیصد آبادی کو ننانوے فیصد پر بزور طاقت مسلط ہونے کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ انکا کہنا تھا کہ مسئلے کا حل یہ ہے کہ باغی ہتھیار پھینکیں، حکومت بحال ہو، انتخابات منعقد کیے جائیں اور پھر حوثی انتخابات میں حصہ لیں اگر وہ جیت جائیں تو سعودی عرب سمیت پوری دنیا ان کی حکومت کو بخوبی تسلیم کر لے گی۔

ڈاکٹر عبدالعزیز نے ایک حیران کن بات یہ کہی کہ زیدی شیعہ، سنیوں کی کتابوں سے استفادہ کرتے ہیں اور ہم بھی انکی کتابوں سے روشنی حاصل کرتے ہیں، جیسا کہ تفسیر فتح قدیر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بقول ان کے خود انھوں نے بھی پڑھی ہے چنانچہ ہم ان میں اور خود میں کوئی فرق محسوس نہیں کرتے۔ وہ مسلمان ہیں اور ہمارے بھائی ہیں، خود سعودی عرب میں ہزاروں کی تعداد میں اہل تشیع آباد ہیں اور ہم ان میں اور اسلام کے دوسرے فرقوں کے ماننے والوں میں کوئی فرق روا نہیں رکھتے۔

اب آخر میں اگر آپ میری رائے پوچھیں تو یمن کی جنگ میں پاکستان کا فریق بننا پاکستان کے لیے مسائل کھڑا کرے گا اور فریق نہ بننے سے ہمیں کہیں زیادہ مسائل کا سامنا کرنا ہوگا۔ سو میرے خیال میں ہمیں کم تر برائی کا انتخاب کرتے ہوئے سعودی عرب کو اپنے ٹروپس علامتی طور پر ضرور اور فوری بھجوا دینا چاہئیں تاہم اس کے لیے وزیر اعظم اور آرمی چیف کا ایک پیج پر ہونا بہت ضروری ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وزیر اعظم، آرمی چیف سعودی عرب جائیں

13 اپریل 2015

انصار عباسی

احتیاط بلکہ انتہائی احتیاط کے ساتھ سعودی عرب کے ساتھ پاکستانی قیادت کو معاملات طے کرنے کی ضرورت ہے۔کسی صورت میں بھی پاک سعودی تعلقات نہیں بگڑنے چاہییں۔ کیا ہی اچھا ہوتا کہ پارلیمنٹ کی قرارداد میں اُن نزاکتوں اور احتیاطوں کا خیال رکھا جاتا جس کی بنا پر پاکستان کے فارن آفس نے ایک محتاط قرارداد کا ڈرافٹ تیار کیا لیکن اُس میں کچھ بنیادی تبدیلیاں کر دی گئیں۔ ذرائع کے مطابق تحریک انصاف نے ضد کر کے قرارداد میں نہ صرف پاکستان کا اس سارے معاملہ میں ''Neutrality'' کا لفظ ڈلوایا بلکہ یہ بیان بھی ڈرافٹ سے نکلوا دیا کہ پاکستان یمنی باغی حوثیوں کی شدت پسندی کو غیر قانونی اور غیر اخلاقی سمجھتا ہے۔ معاملات کی سنگینی کو سمجھے بغیر تحریک انصاف کا کہنا تھا کہ اگر اُن کی طرف سے تجویز کی گئی ترامیم کو قرارداد میں شامل نہ کیا گیا تو وہ پارلیمنٹ سے واک آوٹ کر جائیں گے۔

حکومت کی عقل و دانش کا حال دیکھیں کہ انھوں نے متفقہ قرارداد کے چکر میں ایسی قرارداد پاس کروا دی کہ پاکستان اور سعودی عرب کے تعلقات ہی کشیدہ ہو گئے۔ اگر ہم سعودی عرب کی اُس طرح مدد نہیں کر سکتے جس کی وہ ہم سے توقع رکھتا ہے تا ہم کم از کم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہمیں ایسے behave نہیں کرنا چاہیے جس سے سعودی عرب کا دل ہی ہم سے کھٹا ہو جائے۔ ہم نے امریکی ڈالروں کے لیے تو سب کچھ کیا، اپنے آپ کو تباہ و برباد کر دیا مگر جب سعودی عرب کو یمن میں ایرانی حمایت یافتہ باغیوں سے اپنی سلامتی کے متعلق شدید خطرات لاحق ہیں تو ہم کیسے یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہم اس معاملہ میں نیوٹرل ہیں۔ حکومت اور پیپلز پارٹی کی اعلیٰ قیادت تو پہلے ہی سعودی عرب کی یمن پالیسی کی حمایت کر چکے ہیں۔ اب ہم کس منہ سے یمنی باغیوں اور سعودی عرب کو ایک ہی لاٹھی سے ہانکنے کی بات کر رہے ہیں۔ ایک شرارتی طبقہ جو ہمیں ہر حال میں سعودی عرب سے دور کرنا چاہتا ہے، وہ پاکستان میں اس معاملہ کو سعودی عرب اور یمن کے درمیان لڑائی کے طور پر کیوں پیش کر رہا ہے۔ حالاں کہ سعودی عرب یمن کی قانونی حکومت کی درخواست پر ایسے باغی طبقہ سے لڑ رہی ہے جن کے ہاتھ میں بندوق ہے اور جو گولی کے زور پر حکومت پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں۔

ایسے میں پاکستان اگر سعودی عرب کی مدد نہیں کر سکتا تو کیا یہ زیادتی نہیں کہ ہم نیوٹرل پوزیشن لینے کی بات کریں۔ پاکستان میں تحریک طالبان پاکستان اور بلوچستان کے علیحدگی پسند اگر بندوق کے زور پر حکومت پر قبضہ کی کوشش کریں اور اُس صورت حال میں ہم اپنے کسی دوست مسلمان ملک سے حمایت کی درخواست کریں تو ہمیں کوئی neutrality کا سبق پڑھائے تو ہمیں کیسا محسوس ہو گا۔ افسوس کا مقام یہ بھی ہے ہم سعودی ایکشن پر تو معترض ہیں مگر کوئی ایران کی طرف سے سعودی عرب کے خلاف اُس کے بارڈر کے پار یمن میں آگ پھیلانے کے کھیل پر کھل کر بات کیوں نہیں کرتا۔ ایران کو ناراض نہیں کرنا مگر سعودی عرب کے خلاف جو دل میں آئے بکتے جانا ہے۔ عمران خان صاحب کا حال دیکھیں کہ وہ امریکا کی جنگ کا سعودی عرب کا یمنی باغیوں کے خلاف ایکشن سے موازنہ پیش کر رہے ہیں جیسے دونوں میں کوئی فرق ہی نہیں۔ اگر خان صاحب فوج کو یمن میں بھیجنے کے مخالف ہیں جس کے بارے میں اکثریت کی یہاں یہی رائے ہے تو ایسی بات تو نہ کریں کہ جیسے کوشش کی جا رہی ہو کہ سعودی ہم سے چڑ جائیں۔ سعودی عرب نے پاکستان کے لیے وہ کچھ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا جس کی کوئی نظیر نہیں ملتی اور جس کا کسی دوسرے ملک سے تقابل نہیں۔

جیسے کہ میں پہلے بھی لکھ چکا ہوں کہ حرمین شریفین ہم دونوں ملکوں کو جوڑنے کا بنیادی سبب ہے لیکن اس کے علاوہ بھی سعودی حکمرانوں نے پاکستان پر بغیر کسی لالچ کے بے پناہ احسانات کیے۔ اب جب اُن کو ہماری ضرورت محسوس ہوئی تو بجائے اس کے کہ ہم ان سے ہمدردی کریں، اُن کے مسئلہ کو سمجھیں اور جس حد تک ممکن ہو ان کی مدد کریں، ہم ان سے اس لہجہ میں بات کر رہے ہیں جیسے کوئی جان پہچان ہی نہیں۔ ہماری حکومت اور پارلیمنٹ سب نے کہا کہ ہم سعودی عرب کے دفاع کے لیے کسی بھی حد تک جانے کو تیار ہیں مگر عملی طور پر ابھی ہم نے کچھ نہیں کیا۔ یمن میں فوج بھیجنے میں احتیاط لازم ہے مگر ہمیں سعودی عرب کو جلد از جلد جو ممکن ہو پیش کرنا چاہیے۔ اس پیشکش میں انٹیلیجنس کی مدد، جنگی سازو سامان کی فراہمی، پاک فوج کی جنگی مہارت اور حکمت عملی سے متعلقہ تعاون اور دوسری ہر ممکنہ مدد شامل ہوسکتی ہے۔ مناسب ہوگا کہ وزیراعظم نواز شریف ایک اعلیٰ سطحی وفد جس میں آرمی چیف بھی شامل ہوں، کے ساتھ فوری سعودی عرب کا دورہ کر کے ایسے معاملات کو فوری طے کریں۔ جہاں تک عرب امارات کے ڈپٹی وزیر خارجہ کے پاکستان کے خلاف انتہائی سخت بیان کا تعلق ہے، پاکستان کے لیے بہتر ہوگا کہ اُسے عوامی سطح پر ignore کیا جائے۔

پاکستان اور عرب دنیا کے درمیان اختلافات اور غلط فہمیوں کو بڑھانے کی بجائے انھیں ختم کرنے کی ضرورت ہے تاکہ ہمارے درمیان کوئی بدگمانی جگہ نہ لے سکے۔ ہمیں ایسی طاقتوں اور طبقات سے بھی باخبر رہنا ہوگا جو ہمارے اور عرب ممالک خصوصاً سعودی عرب کے درمیان دیرینہ تعلقات میں خرابی کے خواہاں ہیں۔ اس سلسلے میں میڈیا کو بھی مثبت کردار ادا کرنا ہوگا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یمن سے وطن تک

9اپریل 2015

ڈاکٹر محمد اجمل نیازی

یمن سے پاکستانیوں کو بحفاظت نکال لیا گیا۔ یہ کارنامہ موجودہ حکومت کا ہے۔ بہت سے ممالک کے لوگ یمن میں ہوتے ہیں مگر کسی ملک کی طرف سے اتنی تیز ترین سرگرمی اور مضبوط ترین کارروائی نہیں کی گئی۔ اس کے لیے یمن میں پاکستانی سفارتخانہ اور حکومت پاکستان نے مکمل ہم آہنگی کے ساتھ جو معرکہ آرائی کر دکھائی ہے وہ ہماری دلی مبارکباد کے مستحق ہیں آئندہ بھی ایسی ہی سرگرمی کی امید پاکستانی حکومت سے کی جا سکتی ہے۔ نواز شریف نے ذاتی طور پر دلچسپی لی۔ پاک بحریہ ہوائی اور بری فوج نے بھی مکمل تعاون کیا۔

جب یمن سے بحری جہاز پہنچا تو پاکستانی ساحلوں کے قریب کئی ہیلی کاپٹروں نے اسے اپنے حصار میں لے لیا۔ یمن میں رہنے والے پاکستانیوں کو اچھی طرح معلوم ہو گیا ہو گا کہ وطن آخر وطن ہے۔ وہاں موت کا خطرہ بھی تھا مگر ہمارے لوگ اپنے وطن میں اپنے پیاروں کے پاس مرنا چاہتے ہیں۔ مرتو جانا ہے۔ موت کی حیثیت زندگی سے کم نہیں ہے۔

کوئی پردیس میں مر جائے تو اس کے لواحقین کی خواہش ہوتی ہے کہ اس کا جسد خاکی اپنے وطن اپنے گھر لے جایا جائے۔ اس کے عزیز رشتہ دار اسے اپنے ہاتھوں سے مٹی کے سپرد کرتے ہیں تو انھیں تسلی ہوتی ہے۔ ایک دفعہ سیاچن کے پاس برفانی تودہ گرنے سے کئی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فوجی اہلکار برف کے نیچے دب گئے تھے۔ وہ شہید ہو گئے تھے مگر جب ان کو برف زاروں سے نکال کر گھروں تک نہ لے آیا گیا تو ان کے پیاروں کو چین نہ آیا۔ ماں نے اپنے بیٹوں کو بوسہ دیا۔ پھر انھیں قبر میں اتارا گیا۔ قبر آخری ٹھکانہ ہے۔ یہاں آدمی پہنچتا ہے تو سب عزیزوں کو قرار آ جاتا ہے۔ ہر کوئی سمجھتا ہے کہ ہم نے اپنے پیارے کو اللہ کے سپرد کر دیا ہے۔ دوسرے ممالک کے کئی لوگ خاص طور پر بھارت کے لوگ بھی پاکستان لائے گئے۔ یہ ایک اچھا انسانی تاثر ہے۔ بھارتیوں کے ہاتھ میں پاکستانی جھنڈیاں تھیں۔ وہ اسے بھارت بھی لے جائیں اور بتائیں کہ پاکستانی کتنے بڑے لوگ ہیں۔

یمن کی صورتحال بڑی گھمبیر ہوتی جاتی ہے۔ یہ تو یمن سے آنے والے پاکستانیوں سے پوچھا جائے کہ ان کا کیا خیال ہے۔ میڈیا والے ان سے سطحی سوال پوچھتے رہے۔ کوئی سنجیدگی سے بات نہیں ہوئی۔ یمن کے لیے سعودی عرب کی مدد کرنے کے لیے طرح طرح کی باتیں ہو رہی ہیں۔

سب سے بامعنی بات مولانا طاہر اشرفی نے کی ہے کہ ہم نہ یمنی بن کے سوچیں نہ سعودی بن کے سوچیں ہمیں پاکستانی بن کے سوچنا چاہیے ۔ اس طرح ہم صحیح فیصلہ کر سکیں گے۔ جہاں تک حرمین شریفین کے تقدس کا تعلق ہے تو ہماری جان بھی اس کے لیے قربان ہے۔ اس کے لیے ہم سعودی حکومت کی مدد سے بھی گریز نہیں کریں گے مگر عالم اسلام میں بھڑکنے والی آگ کو ٹھنڈا کرنا ہمارا فرض ہے۔

پاکستان عالم اسلام کا لیڈر ملک ہے۔ پاکستان اور ترکی مل کر کوئی ایسا کردار ادا کر سکتے ہیں جو پورے عالم اسلام کے لیے سازگار بلکہ خوشگوار ہوگا۔ نواز شریف ترکی کے دورے پر بھی گئے ۔ انھوں نے پارلیمنٹ کا اجلاس بھی بلایا ہے۔ یہ بھی قومی اسمبلی میں کہا کہ جو بھی پارلیمنٹ فیصلہ کرے گی ہم اسے من وعن تسلیم کریں گے۔ آرمی چیف جنرل راحیل شریف نے بھی واضح طور پر کہا کہ ہم پارلیمنٹ کے فیصلے کے مطابق عمل کریں گے۔

نواز شریف مہذب آدمی ہیں مگر وزیر دفاع خواجہ آصف نے جو کچھ اسمبلی میں موجود

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تحریک انصاف کے لوگوں کے لیے کیا۔ وہ قطعاً مناسب نہ تھا۔ اعتزاز احسن نے بجا طور پر کہا کہ خواجہ صاحب مسلم لیگ ن کے لیے پورس کے ہاتھی ثابت ہوئے ہیں۔ اس سے پہلے چودھری نثار کے لیے بھی انھوں نے ایسی بات کی تھی جس سے پریشانی پیدا ہوئی تھی۔ اسمبلی کی سب جماعتوں نے عمران خان سے اپیل کی کہ وہ واپس اسمبلی میں آ جائیں۔ کنٹینر کی بجائے مسائل اسمبلی میں سامنے لائیں۔ جب وہ آ گئے تو اس طرح زبان میں ان کا استقبال کرنا کسی طرح مناسب نہیں ہے۔ آج بھی کھیل بگڑ سکتا ہے۔ اگر عمران خان

اعلان کرے کہ وہ اسمبلی سے واک آؤٹ کرتا ہے تو یہ کس کے گیٹ آؤٹ کا خطرہ ہو گا۔ ایک سنبھلتی ہوئی صورتحال پھر بگڑ جائے گی۔ پھر خواجہ صاحب سیاست اور جمہوریت کی کس طرح حفاظت کریں گے۔ اسمبلی میں تحریک انصاف کے لوگوں نے تحمل کا ثبوت دیا البتہ اعتزاز احسن نے جواب دیا۔ یہ ایسا جواب نہیں تھا جو وزیر داخلہ چودھری نثار علی خان کو دیا گیا تھا۔ اس کے لیے چودھری نثار نے آخر کار بڑی سوجھ بوجھ سے صورتحال کو سنبھال لیا۔ انھوں نے ہمیشہ نواز شریف اور شہباز شریف کی لاج رکھی ہے ورنہ وہ صرف جواب نہ دیتے لاجواب کر دیتے۔ وہ بہادر سچے اور انا حیا والے آدمی ہیں۔ نواز شریف کو اس مخلص ساتھی کی قدر کرنا چاہیے۔ گڈ گورننس کے لیے ان سے مشاورت کیا کریں۔ پچھلے دنوں ان سے ملاقات ہوئی تو وہ دیر تک مجید نظامی کی باتیں کرتے رہے۔ غیر سیاسی باتیں کرنے میں بھی وہ بڑا کمال رکھتے ہیں۔

اب عمران خان نے کہا کہ انھوں نے کنٹینر پر جو باتیں کہی تھیں ان سب کے لیے میں ثابت قدمی سے کھڑا ہوں۔ اسمبلی میں چلے جانے کے باوجود میں اسمبلی کے لیے وہی خیالات رکھتا ہوں جو کنٹینر پر رکھتا تھا۔ تو اب اس بات کا جواب خواجہ آصف کے پاس ہے؟ عمران بھی جو کنٹینر پر کہتا رہا وہ کسی طرح ٹھیک نہ تھا۔ خواجہ آصف نے اس کے لیے بدلہ لے لیا ہے۔ سیاست میں بدلہ نہیں لیا جاتا بدل پیش کیا جاتا ہے۔ خواجہ صاحب سینئر سیاستدان ہیں۔ بڑے باپ کے بیٹے ہیں ان سے اچھی امید ہے مگر اب تو ان سے مایوس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہونے کو بھی جی نہیں چاہتا۔

ہماری کالم نگار طیبہ ضیاء نے لکھا ہے کہ خواجہ صاحب کو نواز شریف اور عمران خان کی چھپی بھول گئی ہے اسے اسمبلی میں تہمینہ دولتانہ اور شیریں مزاری کی ملاقات کی گرمجوشی نظر نہیں آئی۔ آرمی پبلک سکول کے عبرتناک حادثے نے نواز شریف کو بچا لیا اور عمران نے خود ہی دھرنا ختم کیا اور نواز شریف کی طرف سے بلائی گئی قومی مفاد کی ہر میٹنگ میں شرکت کی اور اب اسمبلی میں بھی شرکت کر لی تو اس کا شکریہ ادا کرے۔ جس طرح ان کا شکریہ ادا کیا ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ خواجہ صاحب سیاستدان نہیں ہیں۔ ان کے اس رویئے کے لیے نواز شریف کو معذرت کرنا چاہیے۔ یہ بات ان کے حق میں فیصلہ کن کردار ادا کرے گی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہمارا قومی مفاد کیا ہے؟

الطاف حسن قریشی چیف ایڈیٹر اردو ڈائجسٹ
altaf.hasan@janggroup.com.pk
روزنامہ جنگ۔3 اپریل 2015

یمن میں حوثی بغاوت کئی ماہ سے سر اُٹھا رہی تھی جو ایک زرخیز ملک ہے۔ اس بغاوت کے اسباب ایک سے زیادہ ہیں اور ایسا نظر آتا ہے کہ یہ قضیہ پورے شرقِ اوسط کو اپنی لپیٹ میں لے سکتا ہے۔ اِس ضمن میں بڑے دلچسپ اور فکر انگیز تبصرے بھی ہو رہے ہیں اور تاثر ہے کہ ہمارے حکمران واقعات کی رفتار سے زیادہ تیز رفتار دکھائی دیتے ہیں کہ وہ سعودی عرب کی آزادی اور علاقائی سالمیت کے لئے ہر قدم اُٹھانے کے لئے بے تاب ہیں۔ ہمارے بعض تجزیہ نگار اِس بے تابی اور تیز رفتاری کو قرض اُتارنے سے تعبیر کر رہے ہیں کہ جب پرویز مشرف نے نواز حکومت کو برطرف کر کے اُن کے پورے خاندان کو عبرت کا نمونہ بنانے کا فیصلہ کیا تو سعودی عرب کے فرمانروا نے مداخلت کر کے شریف خاندان کو اپنے ہاں پناہ دی اور شاہی مہمانوں کی طرح رکھا تھا۔ ہمارے خیال میں احسان کا بدلہ احسان سے دینے میں بڑی حکمت اور بڑی دانائی مضمر ہے اور قرآن حکیم کی تعلیمات بھی یہی ہیں۔ اِس وقت یہ مشورہ دیا جا رہا ہے کہ یمن سعودی عرب کے قضیے میں ہمیں سب سے پہلے اپنے قومی مفادات کا خیال رکھنا چاہیے اور پرائی جنگ میں ٹانگ اڑانا بڑے خطرناک نتائج پیدا کر سکتا ہے، چنانچہ ہمیں گہرائی کے ساتھ جائزہ لینا ہو گا کہ شرقِ اوسط میں اُبھرنے والی اِس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صورتِ حال میں ہمارا قومی مفاد کیا ہے۔

قومی مفاد کا تعین کرنے والے بعض اوقات عجب گل کھلاتے ہیں۔ ہمیں 1990ء کا زمانہ اچھی طرح یاد ہے۔ عراق نے کویت پر حملہ کر کے اُس پر قبضہ کر لیا۔ اِس پر اقوامِ متحدہ کی سلامتی کونسل نے عراق کا قبضہ ختم کرانے کی قرارداد منظور کی اور امریکہ نے سعودی عرب کی آزادی اور علاقائی سالمیت کے تحفظ کی خاطر اپنی فوجیں اُتار دیں۔ مصر کی فوجیں بھی آئیں، پاکستان میں اُس وقت نواز شریف وزیراعظم بن چکے تھے۔ اُنہوں نے عراقی جارحیت کے خلاف مضبوط موقف اختیار کرتے ہوئے صدر غلام اسحاق خاں کی مشاورت سے پاکستانی افواج سعودی عرب بھیجنے کا فیصلہ کیا، مگر اُس وقت کے آرمی چیف جنرل اسلم بیگ صدام حسین کے عشق میں گرفتار تھے اور اُس کے فلسفۂ مزاحمت کو اہم ترین جنگی حربہ قرار دے رہے تھے۔ راتوں رات صدام حسین کی قدِ آدم تصویریں تمام بڑے شہروں میں نمایاں مقامات پر آویزاں کر دی گئیں۔ اُدھر محترمی قاضی حسین احمد بھی اِس جہاد میں کود پڑے اور صدام حسین کو صلاح الدین ایوبی کے ہم پلہ قرار دینے لگے۔ یوں چند ہی روز میں اُس کے حق میں اور سعودی عرب کے خلاف عوامی فضا بنتی گئی۔ پاکستان نے اِس شرط کے ساتھ اپنی فوج بھیجی کہ وہ صرف حرمین شریفین کا دفاع کرے گی اور عراق کے خلاف جنگ میں حصہ نہیں لے گی۔ مصر نے اپنی خدمات کے صلے میں بارہ ارب ڈالر وصول کیے جبکہ پاکستان کے حصے میں ندامت آئی اور قومی مفاد ہانپتا کانپتا رہ گیا۔ ہم اُس وقت اتنی اچھی پوزیشن میں تھے کہ اپنے تمام بیرونی قرضے اُتار سکتے تھے۔ آج ہم ایک بار پھر دوراہے پر کھڑے ہیں اور ہمارے ہاں نہ ختم ہونے والا مناظرہ زوروں پر ہے۔ ڈر یہ ہے کہ ہم بحث وتکرار کے بھنور میں پھنس کر نہ رہ جائیں اور تاریخ ہمیں روندتی ہوئی آگے نکل جائے۔

قومی مفاد یقیناً بڑی اہمیت کا حامل ہے، مگر اِس میں جس قدر وسعت اور اجتماعیت ہو گی، اُسی قدر وہ پائیدار اور مستحکم ہوگا۔ ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے ہمارا سب سے بڑا مفاد اِس میں ہے کہ سعودی عرب میں امن وامان قائم رہے اور مقدس مقامات پوری

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرح محفوظ رہیں۔ ایک زمانہ تھا کہ حاجی لوٹ لئے اور بعض اوقات موت کے گھاٹ اُتار دیے جاتے تھے۔ شاہ عبدالعزیز نے بڑی خوں ریزی کے بعد یہ علاقہ فتح کیا اور اُنہیں نظم و نسق بحال کرنے میں بڑی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ خاندانِ سعود اُس وقت سے حرمین شریفین کی حفاظت کے ساتھ ساتھ حجاج کرام کے لئے جدید سہولتوں کا دائرہ وسیع تر کیے جا رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پوری دنیا کے مسلمان بہت بڑی تعداد میں سعودی عرب کی طرف کشاں کشاں چلے آتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں کہ اُنہیں ایک پُرامن سرزمین میسر ہے، چنانچہ اہلِ پاکستان بھی سعودی عرب کے ساتھ ایک دینی رشتے میں بندھے ہوئے ہیں اور اِس کی علاقائی سلامتی کو مقدم سمجھتے ہیں۔ یہ ایک فطری اور بے اختیار جذبہ ہے جو قلب و ذہن میں جاگزیں ہے اور ہماری خارجہ پالیسی میں رگوں میں دوڑتے ہوئے خون کی طرح رواں دواں ہے۔ اِس گہرے اور پائیدار تعلق کی بنیاد پر دونوں ملک ایک دوسرے کے ساتھ تعاون اور اشتراکِ عمل کی راہیں کشادہ کرتے جاتے اور مشکل کے وقت میں ایک دوسرے کی دست گیری کی، جب ایٹمی دھماکوں کے بعد امریکہ نے اُس پر اقتصادی پابندیاں عائد کر دی تھیں۔ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ ولی عہد عبداللہ بن عبدالعزیز واحد مہمان تھے جن کو کہوٹہ ایٹمی پلانٹ کا دورہ کرایا گیا اور اُنہوں نے بیان دیا تھا کہ پاکستان کا ایٹمی پروگرام عالمِ اسلام کا مشترکہ سرمایہ ہے۔

پاکستان کا دوسرا بڑا مفاد شرقِ اوسط میں امن اور طاقت کا ایک توازن قائم رکھنا ہے کہ یہی اِس کی اصل سیاسی طاقت اور اسٹریٹیجک اہمیت ہے۔ اِس خطے میں ایران اور سعودی عرب دو بڑی طاقتیں ہیں جو مسلکی اختلاف کے باعث ایک دوسرے سے فاصلے پر ہیں۔ 2001ء سے افغانستان اور عراق میں امریکہ نے جس جنگ کا آغاز کیا، اِس کے نتیجے میں شرقِ اوسط کے اندر غیر معمولی تبدیلیاں رونما ہو رہی ہیں۔ امریکی صدر اوباما نے اعتراف کیا ہے کہ صدر بش کے عراق پر حملے نے داعش کو جنم دیا ہے جو ایک خوفناک عفریت بن گئی ہے۔ 2011ء میں عالمِ عرب میں جو بہار طلوع ہوئی، اُس میں بڑے بڑے مطلق العنان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حکمران اقتدار سے محروم ہوئے اور معاشرے میں زبردست خلفشار دیکھنے میں آ رہا ہے۔ سامراجی طاقتوں کی ریشہ دوانیوں کے باعث شیعہ سنی بنیادوں پر ہلاکت خیز واقعات رونما ہو رہے ہیں۔ غیر ریاستی عناصر طاقت ور ہوتے جا رہے ہیں اور شدید خانہ جنگی کے دوران ایران کا دائرہ اثر عراق، شام اور لبنان تک پھیل گیا ہے اور اب یمن میں حوثی بغاوت سے سعودی عرب کی سلامتی کے لئے خطرات پیدا ہو رہے ہیں۔ اِس پیش قدمی کی روک تھام کے لئے مصر، سوڈان ، اُردن ، کویت اور عرب لیگ کے دس ممالک متحد ہو گئے ہیں اور اُنھوں نے سعودی عرب کی حفاظت کے لئے چالیس ہزار فوج تیار کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ عدن کی بندرگاہ پر قبضہ کرنے کے بعد ایران اِس آبی راستے پر قابض ہونا چاہتا ہے جس کے ذریعے خلیجی ریاستوں کا تیل یورپ کو جاتا ہے۔ گوادر بندرگاہ بھی اِسی گزرگاہ کے دہانے پر واقع ہے جو چین اور پاکستان کے درمیان اقتصادی کاریڈو کی تعمیر کے بعد غیر معمولی اہمیت اختیار کر جائے گی۔

اِن حالات میں پاکستان کا بہترین قومی مفاد اِسی میں ہے کہ وہ یمن سعودی عرب میں بھڑکنے والی جنگ کو ٹھنڈا کرنے کے لئے سفارتی سرگرمیاں تیز کرے اور فوجی حل کی بجائے سیاسی حل کو فوقیت دے ۔ وزیراعظم ترکی اور ایران کے دورے پر جائیں اور مختلف وفود یمن اور مصر بھیجیں اور مذاکرات کے ذریعے حوثی بغاوت کو فرو کرنے کی حکیمانہ کوشش کریں۔ ایران ہمارا برادر ملک ہے اور اِس نے مذاکرات کے ذریعے معاملات سلجھانے کی پیشکش کی ہے۔ اِسی طرح سعودی حکمران شاہ سلمان نے بھی حوثی راہنماوں سے گفت وشنید کا واضح عندیہ دیا ہے۔ ہمیں بڑی حکمت اور دانش وری سے عرب اور عجم کے اختلافات پر قابو پانے اور شرقِ اوسط میں امن قائم کرنے کی پالیسی اختیار کرنا ہوگی۔ ہمیں شرقِ اوسط کی تمام اہم طاقتوں کو مسلسل سمجھانا ہوگا کہ ماضی میں شیعہ اور سنی امن سے زندگی بسر کرتے آ رہے ہیں۔ جناب وزیراعظم نے بھی اقوامِ متحدہ سے اپیل کی ہے کہ تنازع کا سیاسی حل نکالا جائے۔

ہمارا مفاد بھی اِسی میں ہے کہ زمینی حقائق کے مطابق سوچ سمجھ کر قدم اُٹھایا جائے اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ضرورت پڑنے پر سعودی عرب کے دفاع کے لئے عملی تدابیر بھی اختیار کی جائیں۔ فوجیں بھیجنے سے اگر صورتِ حال میں استحکام پیدا ہوسکتا ہے، تو اِس اقدام سے ہمیں گریز نہیں کرنا چاہئے کہ بعض اوقات کچھ اقدامات نفسیاتی طاقت کے حامل ہوتے ہیں اور اُن سے امن کی راہ نکلتی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سعودی یمن تنازعے میں پاکستان کا کردار

شہریار احمد خان۔ پاکستان

13 اپریل 2015ء

پاکستان شاید دُنیا کا واحد ملک ہے جس کے باسی ملکی خارجہ پالیسی کو اپنے اپنے مسلک کی روشنی میں طے کرنے کے خواہاں رہتے ہیں۔ یہ رویہ ایک المیہ سے کم نہیں۔ بین الاقوامی تعلقات کا ایک بنیادی اصول ہے کہ قوموں کے درمیان تعلقات میں کوئی چیز بھی دائمی نہیں ہوتی سوائے باہمی ریاستی مفادات کے لیکن گزشتہ کئی عشروں پر پھیلی مذہبی بلکہ فرقہ ورانہ عصبیت کی وجہ سے ہر فرقہ و مسلک وطنِ عزیز کی خارجہ پالیسی کو اپنے مسلکی مفادات کے تابع دیکھنا چاہتا ہے۔ اس رویے کا شاندار مظاہرہ حالیہ سعودی یمن تنازعے کے حوالے سے دیکھا جا سکتا ہے۔ اس خالص سیاسی تزویراتی نوعیت کے تنازعے کو ہمارے سقراط و بقراط جس شدومد سے پاکستان کی فرقہ وارانہ جنگ میں تبدیل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں، اس پر ان کی عقل پر ماتم کرنے کو جی چاہ رہا ہے۔ یمن تنازعے کو شیعہ سُنی جنگ قرار دینے والے دوستوں کی خدمت میں عرض ہے کہ یہی سُنی سعودی حکومت تھی جس نے انہی شیعہ حوثی باغیوں کی 1962ء میں مصری جارحیت کے خلاف بھرپور مدد کی تھی۔ یہی سُنی سعودی حکومت اور شیعہ ایرانی حکومت داعش کے خلاف عالمی اتحاد کا سرگرم حصہ ہیں اور اگر یہ بات

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مان لی جائے کہ سعودی حکومت مشرقِ وسطیٰ میں شیعیت کے خلاف سرگرم ہے اور اسی وجہ سے وہ یمن میں حوثی باغیوں کے خلاف کارروائی میں مصروف ہے' تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ مرسی کی حکومت تو شیعہ حکومت نہیں تھی لیکن پھر بھی مرسی حکومت کے خاتمے کے لیئے سعودی حکومت نے کلیدی کردار ادا کیا۔ مزید برآں حوثی قبائل اثنا عشری شیعہ نہیں ہیں بلکہ وہ امام ابو حنیفہ کے (عملاً زیادہ) پیروکار ہیں۔

متذکرہ بالا حقائق سے یہ بات اظہر من الشّمس ہو جاتی ہے کہ مشرقِ وسطیٰ میں جاری تنازعات کی نوعیت جوہری طور پر سیاسی و تزویراتی ہے نہ کہ مسلکی۔ دراصل سعودی حکومت کو خدشہ ہے کہ ایران اس کے اردگرد گھیرا تنگ کرنے کے لیئے اپنی پراکسی کو استعمال کر رہا ہے۔ کیا اس حقیقت سے انکار ممکن ہے کہ ایران القدس فورس کے ذریعے عراق میں موجود ہے' کیا اس حقیقت سے چشم پوشی ممکن ہے کہ ایرانی مدد کے بغیر شام کی اقلیتی اسد حکومت ایک دن بھی اپنا اقتدار قائم نہیں رکھ سکتی اور کیا یمن میں ایک عشرہ قبل قائم شباب المومنین کو ایران کی بھرپور مدد حاصل نہیں؟ ایران سے یمن کو اسلحہ و دیگر ساز و سامان کی ترسیل تواتر کے ساتھ جاری ہے۔ یمن کی اہمیت سعودیہ کے لیئے اس کے باقی ہمسایہ ممالک کی نسبت اس لیئے زیادہ ہے کہ یمن سے ملحقہ سعودی ریاست کے قریبی علاقوں میں شیعہ حضرات بڑی تعداد میں آباد ہیں اور وہ علاقہ تیل کی دولت سے مالا مال ہے۔ ایرانی حکومت اپنی پراکسیز کے ذریعے سعودی حکومت کے تزویراتی مفادات پر کڑی ضرب لگانے کے لیئے سعودی عرب کے قرب و جوار میں مخالف تحریکیں چلانے کے لیئے سرگرم ہے۔ دراصل ایران اور سعودی عرب دونوں ہی علاقے میں Oil Economy پر کنٹرول کے ذریعے پورے خطے میں بالادستی کے خواہاں ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ یمن میں بڑھتے ہوئے ایرانی اثر و نفوذ کو دیکھتے ہوئے سعودی حکومت نے حوثی باغیوں کے خلاف کارروائی کا آغاز کر دیا۔ اگر اس سعودی پیش قدمی کو شیعوں کے خلاف جنگ تصور کیا جائے تو مصر کی اسلامی عقائد رکھنے والی مذہبی حکومت کے خلاف سعودی عرب کی جانب سے فوجی انقلاب کی حمایت کو کیا نام دیں گے؟

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیکن ان تمام حقائق کے باوجود ہم پاکستانی مشرقِ وسطیٰ کے جاری تنازعے کو مسلکی عینک سے دیکھنے کے خواہاں ہیں۔ ایک طبقے کی خواہش ہے کہ ہمیں فی الفور سعودی عرب کی حمایت کے لئے اپنا تن من دھن پیش کر دینا چاہئے کہ قوموں کی تقدیروں کے فیصلے خصوصاً خارجہ امور گلی محلوں اور چائے کے کھوکھوں پر بیٹھ کر طے نہیں کئے جاتے، خصوصاً جن معاشروں میں خواندگی کا تناسب شرمناک حد تک کم ہو اور جہاں پڑھے لکھے افراد بھی ہر وقت مسلک کی عینک آنکھوں پر چڑھائے ہوئے ہوں' وہاں ایسے حساس معاملات کو حکومتی اداروں اور پالیسی سازوں پر چھوڑ دینا ہی بہتر ہوتا ہے۔ اگرچہ عوام کو کسی بھی مسئلے پر اپنی رائے دینے کا اختیار تو حاصل ہے لیکن اس جمہوری اختیار کے پردے میں انتشار پھیلانے کی اجازت کسی کو بھی نہیں دی جا سکتی۔ گزشتہ دِنوں ایک مقامی ٹی وی چینل پر ایک اینکر صاحب فرما رہے تھے کہ 1965ء اور 1971ء کی جنگوں میں سعودی عرب نے ہماری قطعاً کوئی مدد نہیں کی تو پھر ہم آج اس کی مدد کیوں کریں۔ آنجناب کو جب ان کے دونوں مہمان تجزیہ نگاروں نے بتایا کہ آپ کی معلومات غلط ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ سعودی عرب نے پاک بھارت دونوں جنگوں کے دوران پاکستان کی بھرپور مدد کی تھی تو اینکر صاحب نے فوراً وقفہ لینے میں ہی عافیت جانی۔

ہمارے وہ پاکستانی بھائی جو حکومت کو سعودی عرب کی مدد کرنے سے روک رہے ہیں' وہ کیونکر اس حقیقت کو فراموش کئے بیٹھے ہیں کہ 2003ء میں ایران نے بھارت کے ساتھ جو دفاعی معاہدہ کیا تھا' اس کی رو سے اگر پاکستان اور بھارت کی جنگ ہوئی تو ایران پوری طرح سے بھارت کی مدد کرے گا، کیا بھارت ایران معاہدے پر ہمارے نام نہاد دانشوروں نے اس وقت حکومت ایران کے سامنے صدائے احتجاج بلند کی تھی؟ یا انہوں نے ایرانی قیادت سے یہ سوال کرنے کی جرأت کی تھی کہ جناب آپ ہمارے وطن کے ازلی دشمن مُلک سے یہ معاہدہ کیوں کر بیٹھے جو ہمیشہ ہماری سلامتی کے در پے رہتا ہے اور کیا ایران نے بھارت سے یہ معاہدہ کرنے سے پہلے اپنے ہاں کوئی آل پارٹیز کانفرنس بلائی تھی جس میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس معاہدے کی تمام پارٹیوں سے اجازت لی گئی ہو۔قومی سلامتی جیسے حساس معاملات کوتاہ نظر سیاسی رہنماؤں کے سامنے نہیں رکھے جا سکتے جو اپنے اپنے فرقوں اور مسالک کو ملکی سلامتی پر ترجیح دیتے ہوں۔

اس تاریخی حقیقت کو کیسے جھٹلایا جا سکتا ہے کہ 1971ء کی جنگ میں بھارت کی شہ پر ایران پاکستانی بلوچستان کو ہڑپ کرنے کے لئے تیار بیٹھا تھا لیکن امریکہ کی طرف سے آنکھیں دکھانے پر وہ ایسا نہ کر سکا۔افغانستان کے حوالے سے بھی اگر دیکھا جائے تو ایران بھارت گٹھ جوڑ بخوبی عیاں ہے جو پاکستان کے مفادات کے خلاف ہے۔گوادر بندرگاہ کی اہمیت کم کرنے کے لئے ایران جس تندھی سے بھارت کے تعاون سے کام کر رہا ہے وہ بھی سب پر عیاں ہونا چاہیئے۔علاوہ ازیں اقوام متحدہ کا چارٹر بھی رکن ممالک کے ذریعے کسی ملک کی قانونی حکومت کی بحالی میں معاونت پر زور دیتا ہے اور منصور ہادی کی حکومت ایک قانونی حکومت ہے جس کو ایک بغاوت کا سامنا ہے اور حوثی قبائل کو ایرانی اسلحہ کی فراہمی زور وشور سے جاری ہے۔اگر ایران حوثی باغیوں کی حمایت پر حق بجانب ہے تو ہم منصور ہادی کی قانونی حکومت کی بحالی کے لئے اپنے دوست سعودی عرب کی حمایت کیوں نہیں کر سکتے؟ لہٰذا ان تمام حقائق کی روشنی میں حکومتِ پاکستان پر لازم ہے کہ کسی جارحیت کا حصہ بنے بغیر ہم اپنے سعودی بھائیوں کی بھرپور مدد کریں،جنہوں نے 1971ء اور 1965ء کی جنگوں کے دوران اپنی بساط سے بڑھ کر ہماری مدد کی تھی کہ یہی پالیسی ہمارے بہترین مفاد میں ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ باغیوں کے خلاف جنگ ہے۔ ہم غیر جانبدار نہیں رہ سکتے

یمن تنازع۔ عرب ناراض کیوں؟ جرگہ

سلیم صافی۔ جنگ

14 اپریل 2015ء

عرب ممالک کا اپنا چین کا اپنا روس کا اپنا اور امریکہ کا اپنا جبکہ ایران کا اپنا داخلی نظام ہے ۔عرب ممالک اپنے اپنے ملک کا نظام کس طرح چلاتے ہیں' چینی اپنے ملک میں کیا کرتے ہیں' روسی اپنے ملک میں کونسا نظام اپناتے ہیں' امریکہ کا داخلی نظام کیا ہے اور ایران کا نظام جمہوری ہے یا نہیں۔(ایران کے نظام کو جمہوری کہنے والوں کو معلوم نہیں کہ ایران میں ولایت فقیہ کے تحت آیت اللہ کو تمام اختیارات حاصل ہوتے ہیں۔وہ منتخب نہیں ہوتا لیکن اصل اختیار اسے ہی حاصل ہوتا ہے یہاں تک کہ الیکشن میں کس کس جماعت نے حصہ لینا ہے' اس کا فیصلہ بھی آیت اللہ کے ہاتھ میں ہوتا ہے) اس سے ہمیں کوئی سروکار ہے اور نہ رکھنا چاہئے۔ ہمارے لئے یہ سوال اہم ہے کہ ہمارے ساتھ کونسا ملک کس طرح کا تعلق رکھتا ہے اور ہمیں اس کے ساتھ کس نوعیت کا تعلق رکھنا چاہیئے؟۔ہمارے لئے پارلیمنٹ کی اہمیت مسلمہ ہے لیکن عرب سربراہان کو اس اہمیت کا احساس ہے اور نہ ان کے ساتھ تعلقات میں کبھی پاکستانی حکمرانوں نے ان تکلفات سے کام لیا ہے ۔ جب انہوں نے جنرل پرویز مشرف سے میاں نواز شریف کو رہا کرنے کی بات کی تو نہ پارلیمنٹ درمیان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں آئی اور نہ عدالت۔ انہیں جہاز میں بٹھا کر سعودی عرب روانہ کر دیا گیا۔ اسی طرح جب ایٹمی دھماکوں کے بعد سعودی عرب نے پاکستان کو مفت تیل دینے کا فیصلہ کیا تو میاں صاحب نے انہیں یہ نہیں بتایا کہ میں پارلیمنٹ سے پوچھ کر ہی آپ کی امداد قبول کروں گا۔

اسی طرح اب کی بار حکومت سنبھالنے کے بعد جب سعودی عرب نے پاکستان کی مالی مدد کے لئے سوا ارب ڈالر اسٹیٹ بینک میں پارک کئے تو کسی نے پارلیمنٹ کو بتانے یا اس کو اعتماد میں لینے کی زحمت بھی گوارا نہیں کی۔ علاوہ ازیں جب سعودی حکومت نے پاکستانی وزیراعظم کو مشرق وسطیٰ کی صورت حال اور اس میں پاکستان کے کردار پر مشاورت کے لئے بلایا تو انہیں بخوبی علم تھا کہ وہ کس بات پر مشاورت کے لئے جا رہے ہیں۔ سینیٹ کے انتخابات کے روز جانے کی وجہ حکومتی ترجمانوں کی طرف سے یہ بتائی گئی کہ سعودی عرب کا دورہ انتہائی اہم اور ہنگامی نوعیت کا تھا' اس لئے وزیراعظم نے اس دن جانا ضروری سمجھا۔ ہونا تو یہ چاہیۓ تھا کہ جانے سے قبل سیاسی رہنماؤں یا پارلیمانی لیڈروں اور متعلقہ اداروں سے مشاورت کی جاتی لیکن کابینہ سے بھی مشاورت ضروری نہیں سمجھی گئی۔ اپنے ساتھ مشیر خارجہ کو لے گئے' نہ سینیٹ یا قومی اسمبلی کی خارجہ امور کمیٹی کے چیئرمین کو' وزیر دفاع کو اور نہ وزیر داخلہ کو۔ اس کے برعکس اپنے صاحبزادوں یعنی حسن نواز اور حسین نواز کو سعودی فرمانروا کے ساتھ میٹنگ میں بٹھایا گیا۔ کسی اہم وزیر مشیر' آرمی چیف یا پارلیمانی لیڈر کو شریک محفل کرنے کی بجائے دو خاندانی ملازمین کو ساتھ لیا گیا۔ وہاں سعودی حکمرانوں نے انہیں یمن کے حوالے سے اپنے ارادوں سے آگاہ کیا اور پاکستان سے مدد طلب کی گئی۔ جواب میں حسب عادت سینے پر ہاتھ رکھ کر بتایا گیا کہ سعودی عرب کی جنگ پاکستان کی تصور ہوگی اور جس بھی قسم کی مدد درکار ہوگی' پاکستان فراہم کرے گا۔ عرب حکمران جو لکھ پڑھت کے بجائے زبانی وعدوں پر یقین رکھتے ہیں' نے اس کا یہ مطلب سمجھا کہ پاکستان یمن میں لڑائی سمیت ہر جگہ ہر طرح کی حربی اور سفارتی مدد فراہم کرے گا۔ وزیراعظم کے دورے سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

واپسی پر یمن میں کارروائی سے بہت پہلے میں نے عرض کیا تھا کہ پاکستان کا عرب اتحاد کے ساتھ تعاون کا فیصلہ نائن الیون کے بعد امریکہ کا ساتھ دینے سے زیادہ اہم اور دوررس نتائج کا حامل تزویراتی فیصلہ ہے لیکن تب سینیٹ انتخابات کا غبار چڑھا ہوا تھا' اس لئے کسی سیاسی یا مذہبی لیڈر نے اس جانب توجہ نہیں دی۔ یہی وجہ تھی کہ جب سعودی عرب کی قیادت میں خلیج تعاون کونسل کی اتحادی فضائیہ نے یمن میں فضائی حملے شروع کئے تو میڈیا کو ان کے کمانڈر کی بریفنگ میں پرچموں کی قطار میں پاکستان کا پرچم بھی موجود دکھایا گیا۔

اس فہرست میں کسی ملک کے پرچم کی موجودگی کا یہ مطلب ہوا کرتا ہے کہ وہ ملک اس جنگ کا حصہ ہے۔ حکومت پاکستان کی طرف سے اپنے پرچم کی موجودگی پر نہ تو اعتراض کیا گیا اور نہ اسے ہٹانے کا کہا گیا۔ اگلی صبح وزیراعظم ہاؤس میں عسکری قیادت کے ساتھ جو اعلیٰ سطحی اجلاس منعقد ہوا' اس کے بعد جاری کردہ بیان میں بھی یہ تاثر دیا گیا کہ اس جنگ میں پاکستان ہر حوالے سے سعودی عرب کے ساتھ ہے۔ اسی شام شاہ زیب خانزادہ کے ساتھ جیو نیوز کے پروگرام میں وزیر دفاع کا لب ولہجہ بھی یہی بتا رہا تھا لیکن چونکہ سیاسی رہنماؤں' پارلیمنٹ یا میڈیا کو اعتماد میں نہیں لیا گیا تھا' اس لئے اس فیصلے پر ہر طرف سے سخت ردعمل سامنے آیا۔ چنانچہ اگلے روز قومی اسمبلی میں وزیر دفاع نے اپنے بیان کو نرم کر دیا۔ اب چونکہ سعودی عرب کے اصل مطالبات اور وزیراعظم کی کمٹمنٹ سے قوم آگاہ نہیں تھی' اس لئے میڈیا اور سیاسی حلقوں میں ایک فضول بحث کا آغاز ہو گیا۔ اسی طرح فرقہ پرست تنظیموں نے ایران اور سعودی عرب کے حق میں سرگرمیوں کا آغاز کر دیا۔ جب معاملہ سیاست اور صحافت کی بھینٹ چڑھ گیا تو جان چھڑانے کے لئے پارلیمنٹ کا مشترکہ اجلاس بلایا گیا۔ وہاں بھی معاملے کو سیاست کی بھینٹ چڑھایا گیا اور اس مشکل وقت میں عرب ممالک کو گالیاں پڑوائی گئیں۔ پھر قرارداد کا متن دفتر خارجہ نے کچھ اور تجویز کیا تھا لیکن سیاسی مصلحتوں کی خاطر اس میں بلاسوچے سمجھے دو تین ایسے نکات بھی شامل کئے گئے کہ جو عرب اتحاد کی پوزیشن کو کمزور کر رہے تھے۔ مثلاً سفارتی اور جنگی فریق میں فرق ہوا کرتا ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیکن قرارداد میں صرف فریق کا لفظ استعمال کیا گیا۔

اب اگر یمن کی حکومت کی بحالی اور باغیوں کی واپسی کا مطالبہ ہو تو اس معاملے میں سوائے ایران کے، پوری دنیا عرب اتحاد کی ہمنوا ہے کیونکہ سفارتی سطح پر فریق نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ پھر کچھ ممالک طالبان اور حکومت پاکستان یا پھر داعش اور عراقی حکومت کے حوالے سے بھی ثالثی کی آڑ لے کر یہاں کی حکومتوں کے خلاف لائن لے سکتے ہیں۔ ہونا یہ چاہئے تھا کہ قرارداد میں یہ وضاحت کر دی جاتی کہ یمن کی حکومت کی بحالی کے حوالے سے عرب ممالک کے موقف کی سفارتی تائید کی جائے گی لیکن پاکستان یمن میں فریق نہیں بنے گا۔ اسی طرح تحریک انصاف کے مطالبے پر ثالثی کا لفظ تو قرارداد میں ڈال دیا گیا لیکن یہ وضاحت نہیں کی گئی کہ کس کے درمیان ثالثی، باغیوں اور یمن کی حکومت کے مابین یا پھر ایران اور سعودی عرب کے مابین؟ یمن کے بارے میں عرب اتحاد کا موقف یہ ہے کہ وہاں جو کچھ ہوا ہے، وہ سعودی عرب کی سلامتی پر حملے کے یوں مترادف ہے کہ حوثیوں نے وہاں سے بیٹھ کر سعودی عرب کیخلاف کارروائیاں کی ہیں اور یہ کہ وہ جارحیت نہیں کر رہے ہیں بلکہ یمنی حکومت کی درخواست پر اس کی بحالی کیلئے کارروائی کر رہے ہیں۔ اب ایک طرف اس کارروائی میں پاکستان پہلے دن سے اتحادی ہے اور تبھی اسکے پرچم کو عرب ممالک کے پرچموں کیساتھ لہرایا گیا ہے اور دوسری طرف پارلیمنٹ نے یہ کہہ دیا کہ پاکستان فریق نہیں ہے اور قرارداد کا مطلب یہ ہے کہ صرف جنگی نہیں بلکہ سفارتی میدان میں بھی پاکستان فریق نہیں۔ عرب حکمرانوں کا منصوبہ یہ تھا کہ جب پاکستان، ترکی اور مصر جیسے ممالک کی طرف سے فوجی مدد کا اعلان کیا جائے گا تو یمنی باغیوں اور اس کے سرپرستوں کے حوصلے خود بخود پست ہو جائینگے اور وہ یمن میں زمینی مداخلت کے بغیر گھٹنے ٹیک دیں گے لیکن پاکستان کی طرف سے فیصلے میں تاخیر کی وجہ سے ان کا سارا منصوبہ متاثر ہو گیا اور اب شاید وہ یمن میں زمینی فوج بھیجنے پر مجبور ہو جائیں۔

گویا وہ پاکستان اور مصر جیسے ممالک کے ذریعے مخالفین کو ڈرانا چاہتے تھے لیکن اب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شاید انہیں پرچموں کی قطار سے پاکستانی پرچم کو نکالنا پڑ جائے جس سے عرب ممالک کی حربی ہی نہیں بلکہ سفارتی پوزیشن بھی نہایت خراب ہوگی۔ دوسری طرف پاکستان کے اندر ایسی فضا بن گئی ہے کہ حکومت پاکستان کے لئے یمن جنگ میں فوجی مدد دینا ناممکن اور سعودی عرب فوج بھیجنا مشکل ہوگیا ہے۔عرب دوستوں کو مزید ناراض کیا جانا بھی پاکستان کے لئے ناقابل برداشت ہے اور ان کے ساتھ کی گئی کمٹمنٹ پوری کی جاتی ہے یا پھر ان کو دیئے گئے تاثر کے مطابق عمل کیا جاتا ہے تو پارلیمنٹ کی قرارداد کی خلاف ورزی ہوگی اور داخلی محاذ پر طوفان کھڑا ہوگا۔ دیکھتے ہیں کہ وزیراعظم کے خوشامدی اور تحائف کے شوقین مشیر اس دلدل جس میں انہوں نے ہی پھنسایا ہے' سے کیسے نکالتے ہیں؟

❁ ایرانی سفیر نے سابق پاکستانی سفیر ظفر ہلالی سے کہا کہ پاکستان میں ہمارے 75 ہزار مسلح جنگجو موجود ہیں جو ہمارے ایک اشارے پر کھڑے ہو سکتے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شیطان بزرگ سے دوستی، مرگ برامریکا کی رخصتی

اوریا مقبول جان

10 اپریل 2015ء

انقلاب اِیران ایک ایسا بڑا واقعہ ہے جس کی تاریخ میں بہت کم نظیر ملتی ہے۔ انقلاب ایران، فرانس، روس اور چین' یہی چند انقلاب ہی تو ہیں۔ایران پورے خطے میں امریکا کا چوکیدار اور پولیس مین تھا اور کئی دہائیوں تک رہا۔

سرد جنگ کے زمانے میں کچھ دیر کے لیے کمیونسٹ انقلابیوں نے مصدق کی حکومت کو قائم تو کر لیا تھا، لیکن تھوڑے ہی عرصے بعد امریکا نے شاہ رضا پہلوی کو پوری طاقت اور قوت کے ساتھ واپس تخت پر بٹھادیا۔ اپنا سب سے بڑا سفارت خانہ وہاں قائم کیا۔سی آئی اے کی سب سے بڑی قوت یہاں پر بٹھائی گئی۔

شاہ کے اقتدار کو مستحکم کرنے کے لیے اس کی فوج کو بہترین جنگی ساز و سامان سے لیس کیا گیا۔ توانائی پیدا کرنے کے لیے ایٹمی ری ایکٹر قائم کیے گئے اور عوام کو دبانے کے لیے سی آئی اے نے ساواک جیسی ظالم خفیہ ایجنسی قائم کی۔ شاہ کے اقتدار میں آنے کے بعد دو قوتیں اس کے خلاف آواز بلند کرتی رہیں۔ ایک کمیونسٹ انقلابی اور دوسرے چند علمائے کرام، علماء میں ڈاکٹر شریعتی کے لٹریچر نے ایرانی نوجوانوں کو آتش فشاں بنا کر رکھ دیا تھا۔

کمیونسٹ انقلابی تودہ پارٹی جیسی خفیہ تنظیم کے تحت منظّم تھے اور ظاہری طور پر مجاہدین

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خلق کے پرچم تلے نظر آتے تھے۔ علامہ اقبال کی انقلابی شاعری نے ایرانی نوجوانوں میں جوش و جذبہ بھر دیا تھا۔ ایرانی انقلاب کا سب سے مقبول نعرہ مرگ برامریکا تھا جسے مرگ برشاہ کے ساتھ ملا کر لگایا جاتا تھا۔ مدتوں ساواک کے نشانے پر دو طرح کے لوگ آتے رہے، ایک وہ جو بال بڑھائے، جینز جاگر پہنے کارل مارکس کی گفتگو کرتے تھے یا پھر وہ جو مدرسوں اور امام بارگاہوں جنھیں ایرانی حسینیان کہتے ہیں' وہاں جانا شروع ہو گئے تھے۔

ان دونوں قوتوں کا نعرہ مشترک تھا' مرگ برامریکا۔ مذہبی قیادت شروع میں بٹی رہی۔ بہت سے علماء ایسے تھے جو اس بات پر ہی خوش ہو جاتے تھے کہ شاہ ایران نے خصوصی اہتمام کے ساتھ انتہائی قیمتی قالین مشہد میں امام رضا کی مسجد میں ڈلوائے ہیں۔ لیکن وہ جو انقلاب کی سوچ رکھتے تھے، وہ جلاوطن آیت اللہ خمینی کی قیادت میں جمع ہو چکے تھے۔ آیت اللہ خمینی اس وقت عراق میں تھے اور صدام حسین نے انھیں شاہ ایران کے مقابلے میں خصوصی پناہ دے رکھی تھی۔

ایرانی مذہبی قیادت اپنے اندر ایک شاندار تنظیم رکھتی ہے۔ دنیا میں شاید ہی کوئی سیاسی پارٹی بلکہ حکومت بھی اتنی منظم ہو جتنی ایران کی مذہبی قیادت منظّم ہے۔ ہر کوئی اپنے علم، صلاحیت اور کردار سے منزلیں طے کرتا مرجع کے مقام تک پہنچتا ہے۔ کتنے مرتبے ہیں جن پر لوگ راستے میں فائز ہوتے ہیں لیکن سب کے سب مرجع کے حکم کے سامنے سرتسلیم خم کرتے ہیں۔ دنیا کی تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ جب بھی کسی ملک میں انارکی پھیلتی ہے، حکومت کے خلاف لوگ اٹھ کھڑے ہوتے ہیں، ہنگامے زور پکڑتے ہیں۔

شہر تشدد کی لپیٹ میں آ جاتے ہیں، حکومتی اقتدار ڈولنے لگتا ہے، انتظامیہ کی گرفت ختم ہو جاتی ہے تو ایسے میں اقتدار پر صرف وہ گروہ قبضہ کر سکتا ہے جو منظّم ہو۔ غیر منظّم بکھرے ہوئے ہجوم کی طرح سرتسلیم خم کر لیتے ہیں۔ شاہ ایران کا زوال قریب ہوا تو ایران کی مذہبی قیادت نے منظّم ہونے کی وجہ سے اس سارے انقلاب کی باگ دوڑ اپنے ہاتھ میں لے لی۔ آیت اللہ خمینی فرانس منتقل ہو گئے اور پھر جب ایک دن واپس ایران لوٹے تو لاکھوں کا جم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غفیر تہران شہر میں مرگ بر امریکا اور مرگ بر شاہ کا نعرہ لگاتا ہوا باہر نکل آیا۔ شاہ رخصت ہوگیا۔

اقتدار مذہبی قیادت کے ہاتھ میں آیا اور مجاہدین خلق اس میں برابر کی شریک ہوئی۔ آیت اللہ خمینی نے مذہبی قائد اور سربراہ ہونے کی حیثیت سے اقتدار حاصل کرنے کے بعد پوری قوم کو ایک نعرہ دیا کہ امریکا شیطانِ بزرگ ہے یعنی سب سے بڑا شیطان ہے۔ اِدھر یہ نعرہ گونجا اور اُدھر انقلابی دستوں نے تہران کے امریکی سفارت خانے پر قبضہ کر کے عملے کو یرغمال بنالیا۔

آیت اللہ خمینی نے تین نعرے ایرانی عوام کو دیے۔ دو نعرے عالمی سیاست پر مشتمل تھے۔ مرگ بر امریکا، مرگ بر اسرائیل اور تیسرا نعرہ مسلکی تھا، مرگ بر ضد ولایت فقیہ۔

امریکا اور اسرائیل سے دشمنی ایرانی سیاست پر چھائی ہوئی تھی۔ ایرانی انقلاب، ایرانی قوم کی اسلامی شناخت بنانے کی طرف گامزن تھا۔ اس میں پہلی رکاوٹ وہ مجاہدین خلق کے کمیونسٹ تھے جو صرف شاہ ایران اور امریکی دشمنی کے تحت ملاؤں سے آن ملے تھے۔ وہ حکومت میں بھی شامل تھے اور پارلیمنٹ میں بھی۔ امریکا کو آیت اللہ خمینی نے پورے ایران میں ایک گالی بنا دیا تھا۔ مجاہدین خلق سے جان چھڑانا مقصود تھا۔ ان کے بارے میں یہ پراپیگنڈہ کیا گیا کہ ان کے روابط امریکا اور عراق سے ہیں۔ پھر ایک دن فتویٰ آ گیا کہ یہ سب منافقین اور واجب القتل ہیں۔ ہزاروں قتل کر دیے گئے۔ مسعود رجاوی کو عراق نے پناہ دے دی۔ بالکل اسی طرح جیسے بیس سال قبل اس نے آیت اللہ خمینی کو پناہ دی تھی۔

ایران نے اپنے انقلاب کو دوسرے اسلامی ممالک میں پھیلانے کی کوشش کی لیکن تھوڑے عرصے بعد اسے احساس ہوگیا کہ صدیوں سے قائم مسلک کی دیواریں کس قدر مضبوط ہیں۔ ایران، عراق جنگ شروع ہوئی تو اس آٹھ سالہ جنگ نے صدیوں پرانی عرب وعجم کی عصبیت کو زندہ کر دیا۔ ایران چونکہ یہ جنگ بالکل اکیلے لڑ رہا تھا، اس لیے ایرانیوں کے اندر اس جذبے نے شدت اختیار کر لی کہ عرب ایک دفعہ پھر ہم پر حملہ آور ہیں۔ آپ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حیران ہوں گے کہ دوسرے ملکوں سے کچھ رضا کار یہ جنگ لڑنے گئے جنھیں ایران کے ساتھ مسلک کی عقیدت تھی۔ لیکن جنگ میں مارے جانے کے بعد انھیں علیحدہ قبرستانوں میں دفن کیا جاتا۔ جھنگ کا ایک شخص اپنے بیٹوں کو جو عراق جنگ میں جاں بحق ہوئے تھے' تہران کے قریب بہشت زہرا قبرستان میں دفن کرنا چاہتا تھا، اسے اس کی اجازت نہ دی گئی کہ تمہارے لیے وہ خارجی قبرستان ہے۔

وہ اپنے دونوں بیٹوں کی نعشیں پاکستان لے آیا۔ ایرانیت غالب آنے لگی۔ بلکہ مکمل طور پر سر اٹھا چکی تھی لیکن چونکہ قیادت مذہبی اور مسلکی تھی، اس لیے ایران کے اثر ونفوذ کو مسلک کے راستے بڑھانے کی طرف توجہ دی جانے لگی۔ آیت اللہ خمینی کے زمانے میں ہونے والی تمام عالمی کانفرنسیں، سفارت خانوں کی تقریبات میں تمام مسالک کے افراد مدعو ہوتے، لیکن اب یہ اپنے مسلک تک محدود ہونے لگے۔ افغانستان میں مجاہدین کے درمیان خانہ جنگی کا آغاز ہوا، کئی سال خونریزی میں گزرے۔ اس خونریزی کے ردعمل میں طالبان نے عروج پکڑا۔ ملا محمد عمر نے نوے فیصد افغانستان بغیر لڑائی لڑے اپنے امن کے جھنڈے تلے جمع کرلیا۔ پاکستان نے طالبان کی حمایت کی بلکہ ان کی حکومت کو تسلیم کرلیا۔

ایسے میں ایران نے اپنے اثر ونفوذ کو قائم رکھنے کے لیے شمالی اتحاد کی ہر طرح سے مدد کی بلکہ شمالی اتحاد کی تمام قیادت ایران اور تاجکستان کے توسط سے بھارت کے ساتھ رابطے میں رہی۔ شمالی اتحاد سے تعلق کی جڑیں اس قدر مضبوط تھیں کہ گیارہ ستمبر کے واقعے کے بعد جہاں ہر پڑوسی ملک نے امریکا کی حمایت کا اعلان کیا، وہاں ایران نے درپردہ شمالی اتحاد کے ذریعے اپنے اثر ونفوذ کو قائم رکھنے کی کوشش کی۔ یہی وجہ ہے کہ جب وہاں پاکستان یہ چاہ رہا تھا کہ شمالی اتحاد کی پاکستان مخالف حکومت نہ بنے، ایران نے پوری کوشش سے اس حکومت کے قیام کو ممکن بنایا۔ افغانستان صدیوں ایران کا حصہ رہا ہے اور پاکستان اس کا مستقل پڑوسی لیکن خالصتاً ایرانی مفاد کے مطابق فیصلہ کیا گیا۔ اس دوران پاکستان گوادر بندر گاہ پر کام شروع کر چکا تھا تاکہ وسط ایشیا تک رسائی کا اہتمام ہو سکے۔ ایسے میں بھارت کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کئی ارب ڈالر کی سرمایہ کاری سے چاہ بہار بندرگاہ سے افغانستان کے صوبے ہلمند تک سڑک بنانے کی اجازت دی گئی تاکہ گوادر ایک بے معنی حیثیت اختیار کر جائے۔

ایرانی غلبے اور ایرانیت کے اثر ونفوذ کو اگلی رسائی اس وقت ملی جب امریکا کے ہاتھوں صدام حسین کی شامت آئی۔ صدام کی فوج تو پل بھر میں غائب ہوگئی، لیکن عراقی عوام امریکا کے خلاف لڑنے لگے۔ ایسے میں اپنے زیر اثر افراد کو اس جنگ سے دور کرنے کے لیے ایران نے مقتدیٰ صدر کو امریکا مخالفت سے دور کر دیا۔ عراق میں امریکا کے خلاف کسی جہاد کا اعلان نہ ہوا۔ یوں ساری جنگ سنی مسلک کے چند شہروں تک محدود ہو کر رہ گئی جنھیں امریکا نے القاعدہ کہہ کر تباہ و برباد کر دیا۔ صدام کے زمانے میں ایران اور عراق کی فوجی طاقت برابر تھی۔ عراق تباہ ہوا، آئین رکھا گیا، نئی حکومت آئی جو ایران کی دست نگر تھی۔ اب تو ان کی فوج کے پاس چند ٹینک رہ گئے تھے اور ایئر فورس کے پاس تو ایک جہاز تک نہ تھا۔

یوں عراق میں ایرانی اثر ونفوذ بالکل اسی مقام پر آ گیا جیسا یزدگرد کے زمانے میں تھا یعنی دجلہ وفرات کے درمیان کا علاقہ اسی کے محلات پر مشتمل تھا۔ ایران کو شام، لبنان، بحرین اور کویت تک ایک محفوظ راستہ مل گیا جو عراق سے ہو کر جاتا تھا۔ یہ گزشتہ دس سالوں میں اس کے امریکا کے ساتھ درپردہ رابطوں کا نتیجہ تھا جسے ایرانی اسلامی انقلاب کے بانی آیت اللہ خمینی نے شیطان بزرگ کہا تھا۔ لیکن اس ساری کشمکش میں جو عرب وعجم کی لڑائی کے طور پر پیدا ہوئی تھی' شیطان بزرگ امریکا کا ایک بہت بڑا خواب پورا ہو رہا تھا۔ شیعہ سنی لڑائی۔ یہ خواب شیطان بزرگ امریکا گزشتہ پچیس سال سے دیکھ رہا ہے۔ اس کشمکش کے نتیجے میں عراق کی سنی اقلیت سے دولت اسلامیہ نے جنم لیا اور یمن کی زیدی اقلیت نے حوثی بغاوت کا راستہ اختیار کیا۔

دو ملک ایسے تھے جہاں اقلیت واضح اکثریت پر حکمران تھی، بحرین اور شام۔ دونوں جگہ اقلیت کی حکومت کے خلاف لوگ اٹھ کھڑے ہوئے، اس ساری کشمکش اور لڑائی میں جہاں مسلم امہ کا خون بہہ رہا تھا، دنیا کی پانچ بڑی طاقتیں اور امریکا مل کر ایران کے ساتھ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مذاکرات کر رہی تھیں۔ یہ مذاکرات ایران کے ایٹمی پروگرام کو عالمی ضابطوں کے ماتحت کرنا تھا جس کے بدلے میں ایران کو پرامن توانائی کی ضروریات کے لیے ایٹمی ٹیکنالوجی کا حصول آسان ہو جائے گا لیکن اصل مسئلہ وہ پابندیاں ہیں جو ایران سے اٹھیں گی تو وہ اپنی معیشت کو مضبوط کر سکے گا۔ یوں 38 سال بعد ایران، امریکا اور مغربی قوتیں مشرق وسطیٰ میں شانہ بشانہ کھڑی ہوں گی۔ یہ دراصل گزشتہ دس سالوں کا خفیہ معاشقہ تھا جو واضح اعلان کی صورت سامنے آیا ہے۔ اوباما کی تقریر کی سرخوشی بہت کچھ بتا رہی ہے۔

ایران کی قیادت محتاط ہے۔ یہ احتیاط اس لیے کہ گزشتہ چالیس سال سے ایرانیوں کی زبان پر ایک ہی نعرہ تھا مرگ بر امریکا، چار نسلیں اس نعرے کے سائے میں پل کر جوان ہوئی ہیں۔ انھیں اس بات کا احساس دلایا گیا کہ دنیا میں سب سے بڑا شیطان امریکا ہے اور اس سے شدید نفرت کی جائے۔ امریکی دوستی مشرق وسطیٰ میں ایرانی اثر ونفوذ بڑھانے میں مدد تو دے گی لیکن اندرون ایران، عام آدمی کے جذبات کیا ہوں گے اسے ایران کی مذہبی قیادت خوب جانتی ہے۔ انھیں خوف ہی اس بات کا ہے کہ وہ مرگ بر امریکا کا نعرہ جو کل شاہ کے خلاف استعمال کرتے تھے، آنے والے کل یہ ان کے خلاف استعمال نہ ہونے لگے۔ ایرانیوں کو انقلاب کا تجربہ تو ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شاہ فیصل بننا آسان نہیں

9 اپریل 2015

حامد میر

فیصلہ اگر واقعی پارلیمنٹ نے کرنا ہے تو فیصلہ ہو چکا۔ سعودی عرب اور یمن کے تنازعے میں پاکستان فریق نہیں بنے گا بلکہ پاکستان اور ترکی مل کر ثالث کا کردار ادا کرنے کی کوشش کریں گے۔ سعودی عرب نے پاکستان سے بڑے واضح الفاظ میں فوجی مدد مانگی تھی۔ پاکستان کے لیے انکار بہت مشکل تھا عام تاثر بھی یہی تھا کہ پاکستان انکار نہیں کر سکتا۔ مغربی میڈیا نے تو یہ دعوے بھی کر دیئے کہ پاکستان ایئر فورس کے جنگی طیارے یمن میں باغیوں پر بمباری کر رہے ہیں لیکن پاکستان نے ان دعوؤں کی تردید کر دی۔ پاکستان کی حکومت نے اپنے طور پر کوئی فیصلہ کرنے کی بجائے پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں کا اجلاس بلا لیا۔ پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس سے پہلے ہی یہ واضح ہو چکا تھا کہ پاکستانی رائے عامہ کی بڑی اکثریت عربوں کے ایک باہمی تنازعے میں فریق بننے کے خلاف ہے۔ حکومت کی طرف سے بار بار یہ کہا جا رہا تھا کہ اگر سعودی عرب کی سلامتی کو کوئی خطرہ ہوا تو پاکستان ہر قیمت پر سعودی عرب کا دفاع کرے گا لیکن اب تو وزیر دفاع خواجہ محمد آصف نے یہ بھی واضح طور پر کہہ دیا کہ سعودی عرب کی سلامتی کو یا حرمین شریفین کو کوئی خطرہ نہیں ہے۔ اس حقیقت میں کوئی شک نہیں کہ سعودی عرب پاکستان کا دوست ملک ہے اور پاکستانیوں کی بڑی اکثریت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سعودی عرب کے بارے میں انتہائی مثبت احساسات رکھتی ہے لیکن سعودی عرب اور یمن کے تنازعے میں الجھنا پاکستان کے مفاد میں نہیں ہے۔ اس تنازعے کے کئی پہلو ہیں۔

تنازع کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ عرب ممالک کو ایران کے خلاف صف آراء کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ خدانخواستہ یہ کوشش کامیاب ہوگئی تو پھر مسلم ممالک میں فرقہ وارانہ منافرت بڑھ سکتی ہے۔ اس صورتحال میں ثالث کا کردار ادا کرنا بہت مشکل ہے۔ ثالث کا کردار وہی ادا کر سکتا ہے جس کے کردار میں جرات اور رویئے میں سنجیدگی ہو۔ پاکستان کی پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس میں مجموعی طور پر وہ سنجیدگی نظر نہیں آئی جو کسی ثالث کے رویے میں نظر آنی چاہیے۔ ایک اور اہم پہلو یہ ہے کہ ثالث تو خود اپنی سلامتی کو درپیش خطرات سے لڑنے میں مصروف ہے۔ جب تک ثالث کی اپنی پوزیشن مستحکم نہیں ہوگی وہ کسی عالمی تنازع کے فریقین میں معاملات کیسے طے کرائے گا؟ اس قسم کے تنازعات میں ثالث کا کردار ادا کرنے کے لیے شاہ فیصل جیسی جرات اور سنجیدگی چاہیے۔ مسلم ممالک کے حکمرانوں پر نظر دوڑایئے۔ آج کے دور میں شاہ فیصل جیسی جرات اور سنجیدگی آپ کو کسی حکمران میں نہیں ملے گی۔ شاہ فیصل نہ ہوتے تو شاید پاکستان اور بنگلہ دیش کے سفارتی تعلقات قائم نہ ہوتے وہ زندہ ہوتے تو شاید سعودی عرب اور یمن کے تعلقات بھی نہ بگڑتے۔

یہ شاہ فیصل تھے جنھوں نے 1969ء میں مسلم ممالک کو او آئی سی کے پلیٹ فارم پر اکٹھا کیا۔ 1973ء کی عرب اسرائیل جنگ میں مغربی ممالک نے اسرائیل کا ساتھ دیا تو شاہ فیصل نے مغربی ممالک کو تیل کی سپلائی بند کر دی۔ سعودی عرب کے حکمران کی طرف سے مغرب کے خلاف تیل کو بطور ہتھیار استعمال کرنے کے بعد عالمی معیشت ہل کر رہ گئی۔ شاہ فیصل مسلم ممالک کے اتحاد کو موثر بنانا چاہتے تھے لیکن انھیں کئی مسائل کا سامنا تھا۔ ایک مسئلہ یہ بھی تھا کہ پاکستان دولخت ہو چکا تھا۔ پاکستان کے نوے ہزار جنگی قیدی بھارت کے پاس تھے اور پاکستان سمیت کئی مسلم ممالک نے بنگلہ دیش کو تسلیم نہیں کیا تھا۔ بنگلہ دیش کی حکومت بھارت سے مطالبہ کر رہی تھی کہ 1971ء کے فوجی آپریشن کے ذمہ دار افسران اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے حوالے کیے جائیں تاکہ ان پر وار کرائمز ٹریبونل میں مقدمہ چلایا جائے۔

یہ وہ موقع تھا جب شاہ فیصل نے خاموشی کے ساتھ پاکستان اور بنگلہ دیش میں مصالحت کی کوشش شروع کی۔ ستمبر 1973ء میں شاہ فیصل نے الجزائر میں بنگلہ دیش کے نئے حکمران شیخ مجیب الرحمان سے ملاقات کی۔ اس ملاقات میں شیخ مجیب الرحمان نے بنگلہ دیش کو تسلیم کرنے کا مطالبہ نہیں کیا بلکہ شاہ فیصل سے کہا کہ آپ نے بنگالی مسلمانوں کو حج اور عمرے کی سعادت سے محروم کیوں کر رکھا ہے؟ بنگلہ دیشی مصنف ایم آر اختر موکل نے شیخ مجیب الرحمان اور شاہ فیصل کی گفتگو کا آنکھوں دیکھا حال بیان کرتے ہوئے اپنی کتاب میں لکھا کہ شاہ فیصل نے پاکستان کے دولخت ہونے پر گہرے افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ خادم حرمین شریفین کی حیثیت میں وہ پاکستان اور بنگلہ دیش کے مسلمانوں میں کوئی فرق نہیں رکھتے۔ شاہ فیصل نے شیخ مجیب سے کہا کہ آپ نے اپنے آئین میں اسلامک ری پبلک آف بنگلہ دیش کی بجائے پیپلز ری پبلک آف بنگلہ دیش کے الفاظ کیوں لکھے ہیں؟ شیخ مجیب نے جواب میں کہا کہ جناب والا آپ کے ملک کو بھی کنگ ڈم آف سعودی عربیہ کہا جاتا ہے اسلامک اسٹیٹ آف سعودی عربیہ نہیں کہا جاتا۔ شاہ فیصل نے کہا کہ بنگلہ دیش کو تسلیم کرنے کے لیے ہماری دو شرائط ہیں۔ پہلی یہ کہ اپنے آئین میں پیپلز ری پبلک کی بجائے اسلامک ری پبلک لکھیں اور دوسری یہ کہ بھارت میں موجود نوے ہزار پاکستانی جنگی قیدیوں کی رہائی کی مخالفت بند کریں۔ ظاہر ہے پہلی شرط کا مقصد شیخ مجیب پر دباؤ ڈالنا تھا۔

پاکستان اور بھارت میں شملہ معاہدے پر 1972ء میں دستخط ہو چکے تھے لیکن پاکستان کے جنگی قیدیوں کی واپسی شروع نہ ہوئی تھی۔ ان قیدیوں کی رہائی کے لیے شاہ فیصل نے شیخ مجیب الرحمان کے علاوہ اندرا گاندھی سے بھی بات کی۔ بنگلہ دیش کے سابق وزیر خارجہ کمال حسین نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ شاہ فیصل چاہتے تھے کہ فروری 1974ء میں لاہور میں ہونے والی اسلامی سربراہی کانفرنس میں شیخ مجیب الرحمان بھی شرکت کریں۔ جنوری 1974ء میں شیخ مجیب کے نمائندے ابوسعید چودھری نے شاہ فیصل سے ملاقات کی اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مطالبہ کیا کہ پاکستان کی طرف سے بنگلہ دیش کو تسلیم کر لیا جائے تو شیخ مجیب لاہور چلے جائیں گے۔ شاہ فیصل نے ذوالفقار علی بھٹو سے بات کر لی اور یوں پاکستان نے بنگلہ دیش کو تسلیم کر لیا۔ شیخ مجیب لاہور آئے تو ان کا شاندار استقبال ہوا۔ پاکستان نے بنگلہ دیش کو تسلیم کر لیا تھا لیکن سعودی عرب نے فروری 1974ء میں اسلامی سربراہی کانفرنس تک بھی بنگلہ دیش کو تسلیم نہیں کیا۔ 9 اپریل 1974ء کو پاکستان، بھارت اور بنگلہ دیش کے درمیان معاہدہ دہلی ہوا جس کے بعد پاکستانی قیدیوں کی رہائی شروع ہوئی جب تمام پاکستانی قیدی رہا ہو گئے تو پھر شاہ فیصل نے بنگلہ دیش کو تسلیم کر لیا۔ شاہ فیصل اپنے تدبر اور ذہانت سے پاکستان اور بنگلہ دیش کو قریب لانے میں کامیاب رہے۔ وہ روایتی عرب بادشاہ نہیں تھے بلکہ مجاہدانہ دل رکھنے والے درویش تھے اور اسی لیے 25 مارچ 1975ء کو سازشی عناصر نے انھیں گولی مار کر شہید کر دیا۔ کچھ ہی عرصے بعد بنگلہ دیش میں شیخ مجیب اور پاکستان میں ذوالفقار علی بھٹو کو بھی ختم کر دیا۔ پھر عراق اور ایران کی جنگ شروع کرائی گئی جس نے مسلم ممالک کو تقسیم کر دیا اور اس جنگ نے مسلمانوں میں فرقہ وارانہ کشیدگی میں بھی اضافہ کر دیا۔

شاہ فیصل کی پاکستان سے محبت کے اعتراف میں بھٹو صاحب نے اسلام آباد میں فیصل مسجد کی تعمیر شروع کی۔ لائل پور کا نام فیصل آباد رکھا گیا۔ کراچی کی شاہراہ فیصل، پاکستان ایئر فورس کی فیصل بیس اور شاہ فیصل کالونی ہمیشہ ایک دوست اور محسن کی یاد دلاتی رہیں گی۔ آج شاہ فیصل کا دیس سعودی عرب ایک تنازعے میں الجھ کر پاکستان سے مدد مانگ رہا ہے۔ تنازعے کا دوسرا فریق مسلمان نہ ہوتا تو پاکستان اپنے دوست اور محسن کی ضرور مدد کرتا لیکن آج پاکستان کی رائے عامہ وہی سوچ رکھتی ہے جو شاہ فیصل کی سوچ تھی۔ شاہ فیصل نے اپنی زندگی میں مسلم ممالک کے تنازعات میں فریق بننے کی بجائے ثالث کا کردار ادا کیا۔ شاہ فیصل کی زندگی میں مصر نے یمن میں بار بار مداخلت کی اور جنوبی یمن کو سعودی عرب کے خلاف استعمال کرنے کی کوشش کی۔ شاہ فیصل نے مصر کے ساتھ براہ راست الجھنے سے گریز کیا اور بعدازاں مصر کے ساتھ دوستانہ تعلقات قائم کر لیے۔ وہ مصر جو کبھی یمن میں سعودی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عرب کے مخالفین کی مدد کرتا تھا آج سعودی عرب کے ساتھ کھڑا ہے۔ سعودی عرب کی حکومت کو مصر کی نسبت پاکستان سے زیادہ توقعات وابستہ ہیں لیکن موجودہ صورتحال میں پاکستان کو صرف ایک پرانے دوست اور محسن کے مفادات کا نہیں بلکہ اپنے اور تمام عالم اسلام کے مفادات کو بھی سامنے رکھنا ہے۔ آج پاکستان کی رائے عامہ وہی کہہ رہی ہے جو شاہ فیصل کی سوچ تھی لیکن پاکستان کی پارلیمنٹ اور حکومت کو بھی اس جرات اور سنجیدگی کی ضرورت ہے جو شاہ فیصل کا خاصہ تھی۔ ثالث ضرور بنئے لیکن پہلے ثالثوں والے اوصاف تو پیدا کیجئے۔

نوٹ: حامد میر صاحب کا یہ کہنا کہ سعودی عرب اور یمن کے تنازع میں الجھنا پاکستان کے مفاد میں نہیں ہے۔

یاد رہے کہ یہ تنازعہ سعودی عرب اور یمن کا نہیں بلکہ یمن حکومت اور یمن کے حوثی باغیوں کے مابین ہے، حکومت کے مطالبے پر سعودی عرب نے یمن حکومت سے تعاون کا ہاتھ بڑھایا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ باغیوں نے سعودی عرب کو بھی دھمکی دی کاروائی کا اعلان کیا تو سعودیہ کو اپنے دفاع کا مکمل حق حاصل ہے جو اس نے کیا۔

"رہی بات کہ عرب ممالک کو ایران کے خلاف صف آراء کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔" قطعاً ایسا نہیں تاریخ شاہد ہے، حالات وحقائق سامنے ہیں کہ کون الجھنے کی کوشش کر رہا ہے اور کس نے حوثی باغیوں کی سرپرستی کی ہے۔

یہ بات بہت اعلیٰ ہے کہ آج ہمارے حکمرانوں کو شاہ فیصل جیسا کردار ادا کرنے کی ضرورت ہے۔ وہ ایک عظیم انسان اور کامیاب حکمران تھے آج وہی ذمہ داریاں ہمارے ملک اور حکمرانوں پر عائد ہوتی ہیں۔ (قاری محمد یعقوب شیخ)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چلتے ہو تو یمن کو چلیے

24 اپریل 2015

عبداللہ طارق سہیل

پچھلے ہفتے یہ خبر لوگوں نے دلچسپی سے پڑھی کہ اسرائیل اور ایران کے درمیان ایٹمی تجربات کے حوالے سے معلومات کا تبادلہ کرنے پر اتفاق ہوا ہے۔ اس خبر پر میڈیا میں کوئی بحث نہیں ہوئی۔ شاید اس لیے کہ یہ بے ضرر سا معاہدہ تھا۔ آخر ایٹمی تجربات کے حوالے سے معلومات کا تبادلہ ہونے سے کسی دوسرے کو کیا پریشانی ہوسکتی ہے۔ تبادلہ معلومات کا ہو یا خیالات کا، بہر حال ایک پر امن سرگرمی ہے۔

پریشانی کی بات البتہ ایرانی فوج کے سربراہ بریگیڈ علی رضا کا یہ بیان ہوسکتا ہے جس میں انھوں نے سعودی عرب کو نہ صرف فضائی حملوں کی دھمکی دی ہے بلکہ یہ کہہ کر بری جنگ کا ارادہ بھی ظاہر کردیا ہے کہ سعودی عرب کی ناتجربہ کار فوج ایرانی فوج کا مقابلہ نہیں کرسکتی۔ کیا واقعی؟ شاید۔ سعودی عرب کی بری فوج تعداد میں بھی کم ہے اور اسے جنگ کا تجربہ بھی ہے۔ اس وقت بھی اس کی تین ہزار فوج عراق میں صف آراء ہے اور اتنی ہی شام میں۔ لیکن سعودی فضائیہ شاید اتنی ناتجربہ کار نہیں۔ یمن میں فضائی بمباری سے اس نے اتنا تو ظاہر کردیا ہے وہ وہ ہدف تلاش بھی کرسکتی ہے اور اس کا ٹھیک نشانہ بھی لے سکتی ہے۔

کیا جنگ واقعی ہوگی؟ پچھلے ہفتے ہی کی خبر ہے کہ امریکہ کا سرکاری موقف کچھ بھی ہو، اس کی فوج کے جرنیل یمن میں سعودی شکست کے بے چینی سے منتظر ہیں۔ بے چینی کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مطلب یہ تو نہیں ہوگا کہ وہ ایک آدھ دن ہی میں سعودی عرب کو ہارا ہوا دیکھنا چاہتے ہیں۔ افغانستان کی جنگ بارہ برس سے جاری ہے اور ابھی دشمن کو شکست نہیں ہوئی۔ عراق میں بھی ایک عشرہ ہو گیا جنگ شروع ہوئے اور ابھی ختم کہا ہوئی۔ امریکی فضائیہ داعش کے ٹھکانوں پر دن میں بیس سے تیس حملے کرتی ہے، گویا ''فتح'' کا انتظار ابھی ہے۔ چنانچہ سعودی عرب کو شکست دینے کی بے چینی کا دورانیہ بھی دس بارہ برس سے کیا کم ہوگا؟ مزید چنانچہ ہوسکتا ہے کہ اس بے چینی کے بطن سے یہ وقوعہ بھی جنم لے لے کہ ایران سعودی عرب پر حملہ کر دے اور افغانستان، عراق اور شام میں موجود امریکہ ایران تعاون کا دائرہ پھیل کر سعودی عرب کی سرحدوں بلکہ اندر تک پھیل جائے۔

جنرل سلیمانی جن کو پاکستان کے بعض کالم نویسوں نے جنرل رومیل اور جنرل منٹگمری سے بھی بڑا جرنیل قرار دیا ہے، بجا طور پر بڑا قرار دیا لیکن فرق واضح نہیں فرمایا۔ اول الذکر دونوں جرنیل صحرائی جنگ کے ماہر تھے۔ موصوف آخر الذکر شاید بستانی جنگوں میں مہارت رکھتے ہیں، کا دوسطری ذکر مزید کچھ نامناسب نہ ہوگا۔ تکریت کے ناکام مشن سے پہلے آپ کو شام میں فتوحات کے لیے بلایا گیا تھا، وہاں کے سب سے بڑے شہر الیپو' حلب' کی آزادی کے لیے اس شہر کے آدھے سے زیادہ حصے لگ بھگ ساٹھ فیصد پر باغیوں کا قبضہ ہے۔

جنرل سلیمانی نے خوب سلیمانی جوہر دکھائے۔ بیرل بم کے تجربات انہی کے ذھن رسا کا نتیجہ تھے لیکن ہوایوں کہ باغیوں نے نہ صرف حلب کے کچھ مزید حصے ہتھیا لیے بلکہ آگے بڑھ کر شام کے چوتھے بڑے شہر ادلیب پر بھی قبضہ کر لیا۔ یہاں سے مایوس ہو کر جنرل موصوف نے دمشق کے جنوب میں قسمت آزمائی کی۔ وہاں بھی انکی ذات بابرکات کا سارا فائدہ باغیوں نے اٹھایا اور انکے زیر قبضہ رقبے کا دائرہ پھیل کر اسرائیلی حدود تک پھیل گیا۔

گولان کے علاقے میں شامی فوج کے زیر قبضہ آخری پٹی بھی باغیوں کے زیر نگین آ گئی۔ تو کیا سعودی عرب پر حملے کے لیے انہی جنرل سلیمانی کی خدمات حاصل کی جائیں گی؟ سعودی عرب پر حملہ شمالی سرحدوں سے کرنا ہوگا جو وسیع و عریض بے آباد صحرائی علاقہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ یہاں کم سے کم ایک لاکھ فوج آئے گی تبھی کچھ پیشرفت ہو سکے گی۔ لیکن اس سرحدی صوبے کی جغرافیائی ساخت ایسی ہے کہ ایک لاکھ فوج کے گم ہو جانے کا خطرہ زیادہ حقیقی ہے۔ چنانچہ جنرل سلیمانی کو مزید ایک لاکھ فوج لانی ہوگی، اسکے بعد پھر مزید ایک لاکھ فوج لانی ہوگی۔ پھر کہیں جا کر حفرالباطن سے ہوتے ہوئے بریدہ پہنچ پائیں گے۔ وہاں سے مدینہ جانے والی شاہراہ پر کیا ہوتا ہے، ایک قدرے آسان راستہ مدبی الانبار کے عراقی صوبے سے ہوتے ہوئے سعودی سرحد عبور کرنے کا ہے۔ پہلے عرعر اور پھر سکاکا۔ وہاں سے تبوک اور پھر مدینہ، لیکن اس راستے پر گزرنے کے لیے داعش سے اجازت لینا ہوگی۔ کیا وہ دے دے گی شاید! اور ایک بڑا سوال یہ ہے کہ اتنے بڑے لشکر آئیں گے کہاں سے اور اتنی فوج اگر سعودی عرب چلی جائے گی تو شام اور عراق کو بچانے کا سارا بوجھ کیا بیچارے امریکہ کے کندھے پر ڈال دیا جائے گا اور کیا حجازی قبائل محض خیر مقدم کی تیاری کریں گے اور سعودی فضائیہ کیا صرف منہ دیکھتی رہے گی؟

یہ پروانے کو بچانے کے لیے شہد کی مکھی کی باغ میں جانے سے روکنے سے بھی زیادہ مشکل راستہ ہوگا۔ آسان راستہ وہی ہوگا جو پہلے طے ہوا تھا۔ یعنی شمالی یمن سے سعودی صوبے نجران میں داخلہ، وہاں سے خمس مشیط اور بشا سے ہوتے ہوئے مکہ کا محاصرہ کرنا پھر سعودی عرب کے ساحلی صوبے جازان میں سے ہو کر ساحل کے ساتھ کی گھاٹیوں میں چھپتے چھپاتے جدہ کی طرف پیش قدمی کرنا، لیکن دو چار سخت مقامات اس راستے میں بھی آتے ہیں۔ ان مقامات کا ذکر اب بعد از وقت ہو گیا ہے کیونکہ جس یمنی سرحد کو عبور کر کے حوثی باغیوں نے یہ فتوحات کرنا تھیں اس سرحد پر تعینات یمنی فوج حوثیوں سے منحرف ہو کر صدر حادی سے مل گئی ہے۔ سرحد پر تعینات ان فوجیوں کی تعداد 15 ہزار ہے۔ اب ڈویژن کا نام فرسٹ ملٹری ڈسٹرکٹ ہے جسکے سربراہ بریگیڈیئر جنرل عبدالرحمٰن خلیلی ہیں۔ حوثیوں کا عدن پر قبضے کی خواہش پوری نہیں ہو سکی۔ اگرچہ اس جنگ میں عدن بری طرح تباہ ہو گیا ہے۔ حوثیوں کو انکے مضبوط گڑھ تعز کے کئی علاقوں سے نکال دیا گیا ہے۔ حوثی اب شمالی یمن کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صرف مغربی حصے تک محدود ہو گئے ہیں اور انکی میزائل سٹورتج ملیمیٹ ہو گئی ہے۔ جنگ ابھی لمبی چلے گی لیکن سرحد سے یلغار کی بازی اب الٹ گئی اور یمن اب صرف شمالی یمن ہے۔ جنوبی یمن تو القاعدستان بن چکا اور شمالی یمن ایک مہینہ قبل حوثی ری پبلک تھا اب نہیں رہا۔

اب کچھ علاقوں پر حوثی قابض ہیں تو کچھ پر صدر ہادی کی حکومت ہے۔ سچ یہ ہے کہ شمالی یمن میں خانہ جنگی اب شروع ہوگئی ہے۔ جنوبی یمن میں خاموشی ہے۔ وہاں ہر طرف القاعدہ ہی القاعدہ چل رہا ہے۔ فی الحال یہی ''ٹھوس نتیجہ'' برآمد ہو سکا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سعودی عرب کو تنہا نہ چھوڑا جائے!

13 اپریل 2015

ڈاکٹر عامر لیاقت حسین

میں حیران ہوں کہ ہماری پارلیمینٹ نے یہ کیسی قرارداد منظور کی ہے؟ ایک ایسا ملک جس نے ہر کڑے وقت میں ہمارا ساتھ دیا ہو، معاشی ضروریات کو پورا کرنے میں کوئی کسر نہ چھوڑی ہو، جہاں پاکستانیوں کی ایک بڑی اکثریت روزگار کی خاطر وطن سے دور رہ کر بھی وطن کی کمی محسوس نہ کرتی ہو اور اُس سرزمین کو اپنا دوسرا گھر قرار دیتی ہو اسے ایک ایسے مشکل وقت میں تنہا چھوڑ دینا کس قسم کی مصلحت اور کون سی سفارت کاری ہے؟ ... اِس پروپیگنڈے میں کوئی دَم نہیں ہے کہ وہاں فرقہ وارانہ فسادات ہو رہے ہیں، یہ ایک کھلی بغاوت ہے اور اِس بغاوت کے اثرات اگر حرمین شریفین تک پہنچ گئے تو خون کے دریا کے سوا مجھے کچھ اور دکھائی نہیں دیتا ہے... نجران، جازان اور عسیر، نبی کریم ﷺ کے زمانے سے ہی اس سرزمین عرب کا حصہ رہے ہیں جس میں یقیناً یمن شامل نہیں تھا بلکہ یمن ایک الگ علاقے کے نام سے معروف تھا اور بعد میں یہ سیدنا فاروقِ اعظم کے زمانے میں ایک علیحدہ اسلامی صوبہ قرار دیا گیا لہٰذا بعض افراد اپنی یہ ''دانش فروشی'' بند فرما دیں تو بہتر ہوگا کہ نجران، جازان یا عسیر پر کوئی غاصبانہ قبضہ ہے بلکہ ان کی تسلی کے لیے صحیح بخاری میں نجران کے عیسائیوں سے مباہلے کی طویل حدیث موجود ہے جس کے دوران ''آیات مباہلہ'' نازل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوئیں اور اُمت نے یہ جانا کہ ''پنجتن'' کون ہیں...

یقیناً ہر عاشقِ رسول ﷺ کی طرح مجھے بھی سعودی حکومت کی بہت ساری ''حرکتوں'' سے شدید اختلاف ہے، مجھے جنت البقیع کے انہدام پر تکلیف ہے، صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے مکانات کے نشانات مٹا دینے پر درد ہے، مقدس مقامات کے احترام میں کوتاہی برتنے پر غصہ ہے، عقیدت کے ہر انداز کو ''شرک'' اور ''بدعت'' سے تعبیر کرنے پر ناراضگی ہے... مگر... مجھے اُس خطے سے اپنی جان سے بھی بڑھ کر پیار ہے، اِس سرزمین کا کوئی بھی مقام ایسا نہیں جہاں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم یا اہل بیت اطہار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے پاک قدموں نے اپنے پُر تقدیس نشانات چھوڑ کر اسے ارضِ عظیم کا اعزاز نہ بخشا ہو... پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ حوثی باغیوں کی نادانی سے بھڑکتی ہوئی آگ کے شعلے سرزمینِ عرب تک جا پہنچیں اور ہم صرف مذمت یا اظہارِ یکجہتی کی قراردادوں پر ہی اکتفا کیے بیٹھے رہیں... تیل کا جھگڑا، اقتدار کی خواہش، برتری کے سپنے اور تاریخ کو مسخ کرنے کی تمنا... بس اِن ہی کے درمیان کہیں یمن کا تنازع چھپا ہوا ہے... البتہ تاریخ سے نابلد اور حقائق سے کوسوں دُور جنھیں ٹیلی وژن پر ''دراز گفتگو'' اور کالم نویسی میں ''دانشوری کے رنگ'' بکھیرنے کا شوق ہے وہ ایسی ایسی کوڑیاں ڈھونڈ کر لا رہے ہیں کہ جن کے سامنے خزائن عالم بھی ہیچ ہیں...

مثال کے طور پر ''اگر ہم نے سعودی عرب کی حمایت کی تو پاکستان میں فرقہ واریت کی آگ بھڑک اُٹھے گی'' یا ''یمن کے تنازع مسلکی ہے اور ہمیں اِس سے دُور رہنا چاہیے''... ''حوثی باغیوں کے ساتھ ظلم ہو رہا ہے اور وہ تو صرف جمہوریت چاہتے ہیں''... ''پاکستان کو یمن کی آگ میں نہیں کودنا چاہیے کیونکہ ایران سے ہمارے تعلقات خراب ہو جائیں گے''... ''اگر پاکستان نے سعودیہ کا ساتھ دیا تو خدشہ ہے کہ ایران ناراض ہو جائے گا''... وغیرہ وغیرہ!!

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہلے تو سب کو یہ جان لینا چاہیے کہ یمن کے حوثی قبائل مسلکی اعتبار سے شیعوں کے ''زیدیہ گروپ'' سے تعلق رکھتے ہیں اور یہ اثنا عشری شیعہ نہیں یعنی 12 ائمہ کرام پر اِن کا اعتقاد نہیں جبکہ ایران کی جانب سے ایک بار بھی یہ تاثر نہیں دیا گیا ہے کہ وہ حوثی قبائل کی حمایت کر رہا ہے... یہ ایک خالصتاً طاقت کے حصول کی خاطر کی جانے والی منظّم بغاوت ہے اور حوثیوں کو بدلتی ہوئی علاقائی صورتِ حال میں ایران کا بڑھتا ہوا اثر و رسوخ اپنے لیے معاون و مددگار نظر آ رہا ہے اِسی لیے وہ پہلے سے زیادہ بڑھ چڑھ کر حملے کر رہے ہیں حالانکہ حقیقت اِس کے برعکس ہے ... ایران اور سعودی عرب کبھی نہیں چاہیں گے کہ وہ ایک دوسرے کے آمنے سامنے آئیں کیونکہ دونوں ملکوں کو اپنی اہمیت اور خطے میں موجود مسلمانوں کے جذبات کا احساس ہے اِسی لیے وہ ''دَر پردہ'' تو ''مقاصد کی تکمیل'' کے لیے ''کارروائیاں'' جاری رکھیں گے مگر ''ظاہر'' ہوکر لڑنے سے ہمیشہ اجتناب ہی برتیں گے کیونکہ اِس صورت میں یقیناً اسلامی دنیا واضح طور پر تقسیم ہو جائے گی...

میں یہ دلیل بھی سمجھنے سے قاصر ہوں کہ اگر پاکستان سعودی عرب کی حمایت کا کھل کر اعلان کرتا ہے تو ایران کیوں ناراض ہو جائے گا؟... کیا خدانخواستہ ایران اِس بغاوت میں ملوث ہے؟... کیا ایران کی جانب سے باغیوں کو رسد فراہم کی جا رہی ہے؟... کیا ایران چاہتا ہے کہ سعودی عرب کو غیر مستحکم کیا جائے؟... ظاہراً تو بے شک ایسا نہیں ہے اور اللہ نے ہمیں ظاہر کا مکلّف بنایا ہے باطن کا نہیں!! کسی کے دِل میں کیا ہے اور کِس کی کیا نیت ہے اِس کھوج اور تجسس میں پڑنے کے بجائے گمان اگر اچھے رکھے جائیں تو زیادہ بہتر ہے...

مگر مسئلہ یہ ہے کہ ہم اللہ اور اس کے رسول کو راضی کرنے کی دوا لینے کے بجائے ''سفارت خانوں'' کو خوش کرنے کے مرض میں مبتلا ہیں اور اِسی وجہ سے آنکھیں مکمل بند ہیں، کانوں میں انگلیاں ٹھونس رکھی ہیں اور ہونٹوں پر تالے لگا رکھے ہیں... اگر سعودی عرب کی حمایت پاکستان کے لیے اِس قدر دشوار اور خطرناک ہے تو ترکی نے اپنا بحری بیڑہ سعودی عرب کی مدد کے لیے کیوں روانہ کیا؟ افغانستان نے کھل کر حمایت کا اعلان کیوں کیا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے؟ کیا ترکی اور افغانستان میں سنّی اور شیعہ آباد نہیں؟ وہاں فرقہ واریت کا خطرہ کیوں پیدا نہیں ہو رہا؟ مفروضوں کی بنیاد پر وہاں کے ''دانش ور'' تحریر و تقریر میں کیوں نہیں چلا رہے؟ ترکی کا تو سعودی عرب کے ساتھ متاثر کن تاریخی پس منظر بھی نہیں ہے بلکہ سعودی ہمیشہ سے ہی ترکوں سے شاکی رہے ہیں اور ترک روایتاً ایران کے قریب رہے ہیں پھر یہ اچانک ترکی کو کیا ہو گیا؟ کیا وہ اِتنا ''غریب ملک'' ہے کہ اُسے بھی سعودیوں نے ''تیل سے نہلا کر'' اپنا بنا لیا ہے؟

مجھے کوئی اِس سوال کا جواب بھی تو دے کہ نائن الیون سے قبل جب افغانستان میں طالبان کی حکومت قائم تھی اور جسے سعودی عرب اور پاکستان نے تسلیم کر رکھا تھا اور دوسری جانب شمالی اتحاد کو بھارت اور ایران کی کھلی حمایت حاصل تھی تو اُس وقت کسی نے یہ طوفان کیوں نہیں اُٹھایا کہ ایران کے اِس عمل سے ''فرقہ وارانہ فساد'' کا اندیشہ ہے اور بھارت کا بھی اُسی اتحاد کی جانب جھکاؤ جسے ایران کی حمایت حاصل ہے درحقیقت پاکستان کو غیر مستحکم کرنے کی سازش ہے... سچ تو یہ ہے کہ ہر ملک کی اپنی خارجہ پالیسی ہوتی ہے جس طرح سعوی عرب اور ایران اپنی اپنی پالیسیاں وضع کرنے میں آزاد ہیں اُسی طرح پاکستان کو بھی تاریخی اور زمینی حقائق سامنے رکھ کر اور عوام کی اُمنگوں کو ٹھیس نہ پہنچاتے ہوئے قوم کی ترجمان پالیسی کا اعلان کرنا چاہیے جو بدقسمتی سے اب تک نہیں ہوا ہے...

سب قومیں اپنے اپنے وطن سے محبت کرتی ہیں مگر ہمارے ہاں کچھ پالیسی ساز سعودی عرب سے محبت کرتے ہیں اور کچھ ایران سے! براہِ کرم پاکستان سے محبت کیجیے اور پاکستانی بن کر سوچیے تو شاید احساس ہو کہ ہم نے ایک ''مبہم قرارداد'' منظور کر کے اپنے دوست ملک کو کس قدر مایوس کیا ہے... ہمارا یہ اولین فرض ہے کہ یمن میں حوثیوں کی بغاوت کو کچلنے کے لیے تمام تر اختلافات اور نظریاتی فرق کے باوجود سعودی عرب کا ساتھ دیں... مسئلہ صرف صنعا پر حکومت کا نہیں ہے بلکہ صنعا تو صرف ایک ''سنگِ میل'' ہے اصل نگاہ تو مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ پر ہے... ظاہر ہے کہ امریکہ، بھارت اور برطانیہ کی ملازمت کرنے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والے ہمارے بعض دانشور یہ کیوں چاہیں گے کہ پاکستان بھی اُس مسلم بلاک میں شامل ہو جو سعودی عرب کا دفاع کرے کیونکہ اُن کی تو اولین خواہش ہے کہ مسلم ممالک کا اتحاد بننے کے بجائے سعودی عرب کو اِس قدر تنہا کر دیا جائے کہ امریکہ اور برطانیہ سعودی عرب کے اتحادی بنیں اور اپنی سرزمین کے تحفظ کے ''سراب'' میں مضطرب سعودی عرب کا بھی وہی حشر ہو جو عراق وکویت کا ہوا، جسے تیونس نے بھگتا، لیبیا نے چکھا، مصر نے سہا اور یہودی بالآخر دوبارہ خیبر تک پہنچنے کی اپنی قسم پوری کر لیں...!

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا ایران سعودی عرب کو غیر مستحکم کرنا چاہتا ہے؟

محمد یعقوب شیخ

8 مئی 2015

ڈاکٹر عامر لیاقت حسین ملک کا معروف نام ہے، تحریر و بیان میں مخصوص انداز کے مالک ہیں، عوام کے ساتھ خواص کے حلقہ میں بھی پسند کیے جاتے ہیں، سعودی عرب اور یمن کے باغیوں کے مابین ہونے والے معرکہ پر اپنے کالم سعودی عرب کو تنہا نہ چھوڑا جائے! میں جہاں انھوں نے دیار حرمین کا دفاع کیا وہاں حوثی باغیوں اور بعض پاکستانی داغیوں کی بھی خبر لی ہے جو سعودی عرب کو تنہا کرنے کا سوچ اور بول رہے تھے۔

ساتھ ساتھ انھوں نے حکومت سعودیہ کے بعض اقدامات کو حرکتوں سے تعبیر کرتے ہوئے تحریر کیا ہے کہ: مجھے جنت البقیع کے انہدام پر تکلیف ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مکانات کے نشانات مٹا دینے پر درد ہے۔ مقدس مقامات کے احترام میں کوتاہی برتنے پر غصہ ہے، عقیدت کے ہر انداز کو (شرک) اور ''بدعت'' سے تعبیر کرنے پر ناراضگی ہے۔

اس سلسلہ میں میں گذارش ہے کہ بقیع الغرقد کا انہدام نہیں توسیع ہوئی ہے اور تمام قبروں کی اونچائی حکم نبوی کے مطابق ہے۔ جس طرح سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے یہ عمل واقدام کروایا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گیا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مکانات مسجد نبوی شریف میں شامل کر دیئے گئے ہیں جو صحابہ رضی اللہ عنہم کی عزت واعزاز اور اجر وثواب میں مزید اضافے کا سبب ہیں۔

مقدس مقامات کی توسیع ہر دورِ حکومت میں ہوتی ہے اور جہاں جہاں لوگوں کی راہنمائی کی ضرورت ہوتی ہے علماء وطلباء کے ذریعے کی جاتی ہے۔ وہ ڈیوٹی پر مامور ہوتے ہیں اور لوگوں کی راہنمائی کرتے ہیں۔

نیز عقیدت کا ہر انداز شرک نہیں ہے۔ اسلام عقیدت واحترام کا درس دیتا ہے۔ لیکن! جب عقیدت کا عقیدے سے ٹکراؤ ہو جائے تو وہ شرک و بدعت کے زمرے میں آتا ہے۔ جس سے خود بچنا اور دوسروں کو بچانا انتہائی ضروری ہے۔ کیونکہ بدعت کا ارتکاب کرنا اور بدعتی کو مدینۃ الرسول میں پناہ دینا فرمان نبی کے مطابق باعث لعنت ہے۔

اور یمن کے حوثی باغیوں کے متعلق انھوں نے لکھا ہے کہ: پہلے یہ جان لینا چاہیے کہ یمن کے حوثی قبائل مسلکی اعتبار سے شیعوں کے زیدی گروپ سے تعلق رکھتے ہیں اور یہ اثنا عشری شیعہ نہیں ہیں یعنی 12 ائمہ کرام پر ان کا اعتقاد نہیں۔ جبکہ ایران کی جانب سے ایک بار بھی یہ تاثر نہیں دیا گیا کہ وہ حوثی قبائل کی حمایت کر رہا ہے۔

اس سلسلہ میں عرض ہے کہ: حوثی قبائل پہلے زیدی فرقہ سے تعلق رکھتے تھے، جب ان کے رئیس و سردار بدر الدین الحوثی آٹھ برس تک ایران کی دعوت پر وہاں قیام پذیر رہے، فکری، نظریاتی اور اعتقادی تربیت لے کر وہاں سے واپس یمن پلٹے تو ان کی کایا پلٹ چکی تھی۔ اعتقادات بدل چکے تھے، نظریات تبدیل ہو چکے تھے، تصورات وتخیلات کی جہت اور سمت زیدی فرقہ سے سمٹ کر اثنا عشری فرقہ کے لیے امادہ اور کشادہ ہو چکی تھی۔

اس کے فوت ہونے کے بعد اس کے بیٹے حسین بن بدر الدین کو امام زماں کا پیش خیمہ بنایا گیا یہ اعتقاد بھی اثنا عشریوں کا ہے۔ حسین بن بدر الدین کو روحانی شخصیت بنانے اور منوانے میں کونسی قوت وطاقت کا ہاتھ تھا؟ اس کام کا بیڑا کس نے اٹھایا، حسین بن بدر الدین

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے بغاوتی اقدامات کی عملی و عسکری مدد کرنے والی قوت کون تھی؟ اور حالیہ بغاوت جو عبد الما لک الحوثی کی قیادت میں ہوئی جس میں یمن کی منتخب حکومت کو گرایا گیا بیت اللہ پر قبضے اور سعودی عرب پر حملے کی بات کی گئی ان کو اسلحہ فراہم کرنے والی قوت و طاقت اور ملک کون ہے؟

جس کے دیئے ہوئے عطیات میں گولہ و بارود کے خزانے اور اسلحہ کے جہاز ہیں جو پنیٹا گون نے پکڑے اور میڈیا نے دنیا کو دیکھائے ہیں۔ یہ جنگ تو شیعہ سنی کی ہے ہی نہیں، یہ جھگڑا بین المسالک کا نہیں۔ یہ معرکہ تو حق و باطل کا ہے۔ پرامن اور بدامن، شریف اور شریر، حق کے داعی اور باغی کے درمیان لڑائی ہے، معرکہ ہے۔

ایران کو تو اس میں کودنے کی ضرورت ہی نہیں تھی۔ اپنے وزیر خارجہ کے ذریعے سفارتی تعلقات میں اشارتاً، کنایتاً بھی ان باغیوں کی حمایت کا دم بھرنے کی ضرورت نہیں تھی۔ لیکن! یہاں تو ہر چیز کھل کر سامنے آ گئی۔

اور ڈاکٹر صاحب کا یہ کہنا کہ ایران اور سعودی عرب کبھی نہیں چاہیں گے کہ وہ ایک دوسرے کے آمنے سامنے آئیں کیونکہ دونوں ملکوں کو اپنی اہمیت اور خطے میں موجود مسلمانوں کے جذبات کا احساس ہے اسی لیے وہ ''درپردہ'' تو مقاصد کی تکمیل کے لیے کاروائیاں جاری رکھیں گے مگر! ظاہر ہو کر لڑنے سے ہمیشہ اجتناب ہی برتیں گے کیونکہ اس صورت میں یقیناً اسلامی دنیا واضح طور پر تقسیم ہو جائے گی۔

بات درست ہے سعودیہ اور ایران کا آمنا سامنا کسی صورت امت مسلمہ کے لیے قابل قبول نہیں اور نہ ہی جنگ و جدال کی تمنا و آرزو کرنی چاہیے کیونکہ جب فوجیں ایک دوسرے پر چڑھائی کرتی ہیں تہذیبی اقدار مٹ جاتی ہیں، عزتیں مٹی میں مل جاتی ہیں، پگڑیاں اچھل جاتی ہیں، ہسپتال مریضوں اور قبرستان مردوں سے بھر جاتے ہیں۔

اور مسلمان آپس میں جھگڑا کھڑا کر دیں تو ان کی راہیں ان سے دور ہو جاتی ہیں، ہوا اکھڑ جاتی ہے، جہاں عزت خاک میں ملتی ہے وہاں رعب و دبدبہ کافور جاتا ہے۔ پھر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلمان کی حیثیت بے روح جسد خاکی کی طرح ہو جاتی ہے۔

لیکن! اس کے باوجود معاملے کو اس طرف دھکیلا جا رہا ہے، مسلمانوں کے جذبات سے کھیلا جا رہا ہے۔ درپردہ مقاصد کی تکمیل تو کسی اور دیس کی کہانی بن کر رہ گئی ہے، کاروائیاں تو کھلے عام جاری ہیں ایران مکمل سپورٹ کر کے اپنی اہمیت وعزت کو جہاں عالم اسلام میں کھو رہا ہے وہاں اقوام عالم میں اپنی پذیرائی کو کم کر رہا ہے، اور مسلمانوں کے احساسات وجذبات کی نفی بھی کر رہا ہے اور اسلامی دنیا کو تقسیم کی دلدل میں دھکیل رہا ہے۔

جبکہ چاہیے تو یہ تھا کہ ایران اسلامی بلاک کے ساتھ کھڑا ہوتا، بغاوت اور باغیوں کو کچلنے کی حمایت کرتا جس طرح ان کے وزیر خارجہ نے پاکستان آکر ''ضرب عضب'' کی حمایت کا اعلان کیا۔ اسی طرح سعودی عرب کی حمایت اور حوثی باغیوں کی بغاوت کی نفی کرتا۔

ڈاکٹر صاحب کا یہ سوال کہ کیا خدانخواستہ ایران اس بغاوت میں ملوث ہے؟

اس کا جواب خود اہل ایران یا ان کے نمائندگان دیں تو بہت بہتر ہوگا، کہ بحری بیڑے اور بارود کے ذخائر بغاوت کو کچلنے کے لیے روانہ کیے تھے یا پروان چڑھانے کے لیے؟ یمن حکومت کو گرانے کے لیے یا اس کا دفاع کرنے کے لیے؟

اس سلسلہ میں یمن کے حاکم عبد الرب منصور ہادی کا پیر 24 جمادی الثانی 1436- 13 اپریل 2015 کو شائع ہونے والا بیان کہ: حوثیوں کو روکا جانا چاہیے! کو دیکھنا ضروری ہے۔ جس میں انھوں نے کہا کہ:

میرا وطن یمن اس وقت ریڈیکل حوثی ملیشیا فورسز کے نرغے میں ہیں۔ انھیں دہشت اور تباہی کی مہم کے لیے ایرانی رجیم کی سیاسی اور عسکری حمایت حاصل ہے اور یہ ایرانی رجیم خطے میں اپنی بالادستی چاہتا ہے۔ اس میں تو کوئی کلام نہیں کہ یمن میں افراتفری ایران کی اقتدار کے لیے ہوس اور پورے خطے کو کنٹرول کرنے کے لیے خواہش کا نتیجہ ہے۔

حوثیوں کے یمنی عوام اور میری آئین کی رو سے جائز حکومت کے خلاف جارحانہ حملوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا کوئی جواز پیش نہیں کیا جا سکتا۔ یہ یمن کی خود مختاری اور علاقائی سالمیت پر بھی حملہ ہے۔ حوثی باغی ایرانی حکومت کے آلہ کار ہیں اور ایران کی حکومت کو عام یمنیوں کی قسمت سے کوئی سروکار نہیں۔ اس کو صرف خطے میں اپنی بالادستی سے مطلب ہے۔ میں تمام یمنیوں کی جانب سے طوائف الملوکی اور افراتفری کے علمبرداروں سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ وہ ہتھیار ڈال دیں اور دوسروں کی خواہشات پر چلنے سے باز آ جائیں۔

میری قوم کی تخریب اور تباہی کا سلسلہ فی الفور بند کر دیا جائے۔ اس میں کوئی تاخیر نہیں کی جانی چاہیے۔ حوثی مذاکرات کی میز پر آئیں اور وہ میدان جنگ میں اپنے ہم وطنوں کو دہشت زدہ نہ کریں۔ ایک محفوظ اور مستحکم یمن کا قیام ان کی خواہش ہونی چاہیے۔ یمنیوں کو آئین سے جڑے رہنے سے روکا نہیں جانا چاہیے۔ قومی مذاکرات کے نتیجے میں انتقال اقتدار کے عمل اور معرض وجود میں آنے والی پارلیمان سے انحراف نہیں کیا جانا چاہیے۔ اس پارلیمان میں شمال اور جنوب کی بالکل منصفانہ نمائندگی موجود ہے۔ اس کے علاوہ خلیج تعاون کونسل کے اقدام کے تحت سیاسی انتقال اقتدار کا عمل مکمل ہونا چاہیے کیونکہ اقوام متحدہ نے بھی اس اقدام کی توثیق کی تھی۔

لیکن حوثیوں اور ان کے سرپرست یمن کے دھتکارے ہوئے معزول صدر علی عبداللہ صالح نے اس نقشہ راہ (روڈ میپ) پر عمل پیرا ہونے سے ہی انکار کر دیا ہے جس سے انھوں نے ماضی میں اتفاق کیا تھا۔ مسٹر صالح کو یمن میں طوائف الملوکی کی ذمے داری قبول کرنی چاہیے اور بلا جواز خونریزی کا خاتمہ کرنا چاہیے۔

سعودی عرب کی قیادت میں ''آپریشن فیصلہ کن طوفان'' میری حکومت کی درخواست پر اور یمن کی امداد کے لیے کیا جا رہا ہے۔ اگر حوثی شہروں کو خالی نہیں کرتے اور اپنی ملیشیا کو غیر مسلح کر کے سیاسی مذاکرات کے عمل میں دوبارہ شریک نہیں ہوتے تو ہم اتحاد سے کہیں گے کہ وہ ان کے خلاف اس فوجی مہم کو جاری رکھے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تباہی کے کنارے:

دو ہفتے قبل یمن تباہی کے کنارے کھڑا تھا۔ عربوں اور بین الاقوامی بے مثال حمایت کے نتیجے میں ہم تباہی سے بال بال بچے ہیں۔ وہ بالکل واضح پیغام دے رہے ہیں: ''ایران خطے کے دوسرے ممالک کی سالمیت اور سکیورٹی کی قیمت پر اپنے توسیع پسندانہ عزائم کو پایہ تکمیل کو نہیں پہنچا سکتا۔''

ہمارے ہمسایہ ممالک جو کچھ دیکھ رہے ہیں، وہ اس کے بارے میں بالکل واضح ہیں: ''ہمارے پڑوس میں ایک مکان جل رہا ہے، اس آگ پر سب سے پہلے قابو پایا جانا چاہیے اور اس کے بعد پورے خطے کو راکھ کا ڈھیر بننے سے بچایا جانا چاہیے۔''

ہمیں میدان جنگ میں اب مسلسل بین الاقوامی حمایت کی ضرورت ہے اور لڑائی کے خاتمے کے بعد ہمیں اپنے سول اداروں کے لیے امداد درکار ہوگی تاکہ میری حکومت قیادت کے لیے دارالحکومت صنعا میں واپس آ سکے۔

آبنائے باب المندب کے دوسرے کنارے ایک مخالف حکومت قوموں کے مفاد میں نہیں ہے۔ یہ اہم آبی تجارتی گذرگاہ نہر سویز کی جانب جاتی ہے۔ اگر حوثیوں کو روکا نہیں جاتا ہے تو وہ ایران کی پشتی بانی میں ایک اور حزب اللہ بننے جا رہے ہیں اور وہ اس خطے اور اس سے ماورا علاقوں کے لوگوں کو ڈرائیں دھمکائیں گے۔ بحیرہ احمر سے گذرنے والے تیل کے ٹینکر خطرات سے دوچار ہوں گے اور القاعدہ اور دوسرے ریڈیکل گروپ فروغ پاتے رہیں گے۔

جہاں تک بات ہے سعودی عرب کو غیر مستحکم کرنے کی کیا ایران کی یہ چاہت ہے؟ اس سلسلہ میں حزب اللہ کے ایک کمانڈر کا وہ کلپ پوری دنیا کے سامنے ہے۔ جس میں اس نے سعودیوں کو کافر ملحد و بے دین کہا اور وہاں کے نظام کو کافرانہ قرار دیتے ہوئے سعودی عرب پر حملے کا اعلان کیا اور امام مہدی (سلام اللہ علیہم) کا ان الفاظ میں تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ عنقریب آنے والے ہیں ان کی قیادت و امامت میں سعودیہ کو آزاد کروایا جائے گا۔ اور اس طرح حرمین پر حملے کی بات اور جذبات عبدالمالک الحوثی نے پیش کی ہیں۔

جناب آیۃ اللہ خامنائی صاحب کے ایک معتمد اور قریبی کا بیان بھی واضح ہے کہ عراق، شام، لبنان کے بعد یمن بھی ہماری مٹھی میں ہے۔

اس مٹھی میں اور کیا کیا بند کرنا ہے، اس پنجے سے اور کس کس ملک کو دبوچنا ہے، کس کس کو غیر مستحکم کرنا ہے یہ سوال بھی ہے اور امت مسلمہ کا درد و کرب اور پریشانی بھی۔

بہر حال پاکستان کو اس بات کی پریشانی نہیں ہوئی چاہیے کہ کون کون سا ملک ناراض ہوگا، جو بات کھل کر کرنے والی ہو وہ دبے الفاظ اور مبہم جملوں میں نہیں کرنی چاہیے۔ حکمتیں بہت ہیں حکمت کی اعلیٰ ترین شکل یہ ہے کہ بات سیدھی اور صاف کی جائے، حق اور انصاف کی کی جائے، احسان فراموش کی نہ دنیا نے عزت کی ہے اور نہ ہی آخرت میں کوئی وقار ہوگا۔

لہٰذا حکومتی جماعتیں اور حزب اختلاف کی پارٹیاں بشمول تحریک انصاف، عدوا نصاف کی بات کریں اور اپنے محسن سعودی عرب کا ساتھ دیں۔ اور ڈاکٹر عامر لیاقت اپنا ذہن سعودی عرب کے متعلق مثبت اور صاف رکھے اور حوثی باغیوں کی حقیقت کو سمجھے، حوثیوں کے متعلق ایران کا موقف بالکل واضح ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا ہم پر امن حل کے نام پر طوطا چشم ہو گئے؟
ایک اَن پاپولر کالم جمہور نامہ

رؤف طاہر

11۔اپریل2015ء

پاکستان ایک بار پھر تاریخ کے فیصلہ کن موڑ پر کھڑا ہے۔ سعودی، یمن بحران پر حکومتِ پاکستان کے کسی بھی فیصلے کے اثرات بہت گہرے، بہت وسیع اور بہت دوررس ہوں گے۔ جب یہ سطور قلمبند کی جارہی ہیں، پارلیمنٹ کا مشترکہ اجلاس ایک متفقہ قرارداد کی منظوری کے ساتھ اختتام کو پہنچا جس میں یمن کی صورتِ حال کو خطے میں امن واستحکام کے لئے خطرناک قرار دیتے ہوئے اس بحران کے حل کے لئے علاقائی اور عالمی سطح پر کی جانے والی کوششوں کی حمایت کی گئی ہے۔ قرارداد میں بحران کے حل کے لئے پُر امن مذاکرات پر زور دیتے ہوئے فیصلہ کیا گیا کہ پاکستان اس بحران میں غیر جانبدار رہے گا۔ اس کے ساتھ ہی اس عزم کا اظہار بھی کہ سعودی سالمیت اور حرمین شریفین کے تحفظ کے لئے پاکستان سب سے آگے ہوگا۔ ایک روز قبل جنابِ زرداری نے اس مسئلے پر آل پارٹیز کانفرنس کا بند کمرے کا اجلاس بُلانے کی تجویز پیش کی تھی۔

بعض الفاظ ،بعض تصورات کہنے کی حد تک بہت خوبصورت ہوتے ہیں۔ مثلاً کسی اہم مسئلے پر غور وخوض اور فیصلے کے لئے پارلیمنٹ کا مشترکہ اجلاس جس میں قوم کے منتخب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمائندوں کی اجتماعی بصیرت بروئے کار آئے۔ لیکن کیا ہر مسئلہ پارلیمنٹ میں (اور اس کے کھلے اجلاس میں) زیر بحث آنا چاہئے۔ جمہوریت اور جمہوری اداروں کے تمام تر احترام کے ساتھ میں یہ ان پاپولر بات کہنے کی اجازت چاہتا ہوں کہ ضروری نہیں ہر مسئلے کو پارلیمنٹ میں زیر بحث لایا جائے اور اس پر فیصلے کے لئے پارلیمنٹ کی تائید وحمایت ضروری ہو۔ مشاورت اور وسیع تر مشاورت کی اہمیت وافادیت اپنی جگہ لیکن کچھ فیصلے حکومت کو بھی کرنا ہوتے ہیں۔ پارلیمنٹ (ایوانِ زیریں) وزیراعظم کے انتخاب کے ساتھ اپنے ایک فرض سے سبکدوش ہوا، سالانہ بجٹ کی منظوری بھی اس کے فرائض (اور اختیارات) کا اہم حصہ ہے۔ قانون سازی اور آئین میں ترمیم پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں کا ایک اور اختیار ہے لیکن کیا خارجہ پالیسی کے نازک معاملات بھی (جن میں بہت سی چیزیں کلاسیفائیڈ ہوتی ہیں) پارلیمنٹ کے کھلے اجلاس میں زیر بحث لائے جاسکتے ہیں۔ اور یہ بھی کہ کیا پارلیمنٹ کے معزز ومحترم ارکان، پراپر بریفنگ کے بغیر اس بارے میں مناسب رائے دینے کی پوزیشن میں ہوتے ہیں۔ سعودی، یمن بحران میں پاکستان کے کردار کا معاملہ بھی ایسا ہی نازک تھا۔ اِسے پارلیمنٹ میں زیر بحث لانے کا جمہوری جذبہ اپنی جگہ لیکن اس میں دو چار بہت نازک اور بہت سخت مقامات بھی آتے ہیں اور شاید یہ پراپر ہوم ورک نہ ہونے ہی کا نتیجہ تھا کہ پارلیمنٹ کے اس اجلاس میں بعض سینئر ارکان بھی کچھ ریڈ لائنز عبور کر گئے اور وہ احتیاط ملحوظ نہ رکھی جاسکی جو پاک، سعودی تعلقات کی اہمیت اور نزاکت کے باعث ضروری تھی۔ 20 مارچ کو اس بحران کے جنم لیتے ہی ملک کی سیاسی وعسکری قیادت سر جوڑ کے بیٹھی، اس میں وزارتِ خارجہ کے ذمہ داران بھی موجود تھے۔ پھر جناب وزیر دفاع ایک اعلیٰ سطحی وفد کے ساتھ (جس میں خارجہ امور اور قومی سلامتی کے لئے وزیراعظم کے مشیر جناب سرتاج عزیز اور چیف آف جنرل سٹاف، لیفٹیننٹ جنرل ندیم آصف اور ڈی جی ملٹری آپریشنز میجر جنرل عامر ریاض بھی شامل تھے) ریاض تشریف لے گئے، خادمِ حرمین الشریفین سلمان بن

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبدالعزیز سمیت اعلیٰ سعودی قیادت سے ملاقاتوں میں یہ بات بھی سامنے آئی کہ سعودی عرب کو درپیش اس نازک مرحلے پر، سعودی دوست پاکستان سے کیا توقعات رکھتے ہیں؟ نہایت اعلیٰ سطحی وفد کے اس دورے کی رپورٹ وزیراعظم (اور عسکری قیادت) کو پیش کر دی گئی۔ وزیراعظم جناب نواز شریف ترک قیادت سے مشاورت کے لئے انقرہ گئے جس کے بعد ترک صدر نے تہران کا رُخ کیا، انہوں نے ملائیشیا، انڈونیشیا اور سعودی عرب جانے کا بھی اعلان کیا۔ ایرانی وزیرخارجہ پاکستان تشریف لائے اور وزیراعظم سے ملاقات کے علاوہ جی ایچ کیو بھی گئے۔ اِدھر پاکستان میں یہ معاملہ پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس میں پیش کردیا گیا جہاں پانچ روزہ بحث ایک متفقہ قرار دار پر منتج ہوئی۔ بحران میں غیر جانبداری بھی اور اس کے ساتھ ہی سعودی عرب کی سلامتی اور حرمین شریفین کے تحفظ کے لئے سب سے آگے ہونے کا عزم بھی؟ بظاہر تو اس میں تضاد نظر آتا ہے۔ کہا جاتا ہے، غیر جانبدار کا لفظ تحریکِ انصاف کے اصرار پر ڈالا گیا۔

پارلیمنٹ کی اس قرارداد کے بعد پاکستان کا آئندہ لائحہ عمل کیا ہوگا؟ کیا حتمی لائحہ عمل کے لئے آل پارٹیز کانفرنس کا بند کمرے کا اجلاس ہوگا جس میں عسکری قیادت بھی شریک ہو، وزارتِ خارجہ بھی بریفنگ دے اور مسئلے کے تمام پہلوؤں کا جائزہ لیتے ہوئے ایسا لائحہ عمل اختیار کیا جائے جو پاکستان کے قومی مفادات سے ہم آہنگ ہو۔ پاکستان کو مشکل فیصلہ کرنا ہے لیکن قومی مفاد میں ان پاپولر فیصلے بھی کرنا پڑتے ہیں، اسی میں قیادت کا امتحان ہوتا ہے۔ 1990-91 کے عراق، کویت بحران میں پاکستان کو یہی چیلنج درپیش تھا۔ تب پاکستان میں رائے عامہ کی غالب اکثریت صدام کے حق میں تھی۔ ہر طرف صدام کی تصاویر نظر آتی تھیں، اس کی حمایت میں مظاہرے ہو رہے تھے۔ آرمی چیف جنرل اسلم بیگ بھی صدام کی ڈیفنس اسٹریٹجی کی پُرجوش حمایت کر رہے تھے۔ (حالانکہ ایک روز قبل گوجرانوالہ وہ اِسے صدام کی ناکامی اور عراق کی تباہی کا پیش خیمہ قرار دے چکے تھے)۔ ساری دُنیا ایک طرف

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھی اور صدام دوسری طرف تھا۔ ادھر ہمارے عرب دوست حیران تھے کہ پاکستانیوں کو کیا ہوا؟ کویت پر صدام کا غاصبانہ (اور احمقانہ) قبضہ خطے کے امن و استحکام کے لئے خطرے کی گھنٹی تھا جس نے سعودی عرب کے لئے بھی کئی مسائل پیدا کر دیئے تھے جس نے ہر برے بھلے وقت میں پاکستان کا ساتھ دیا تھا، آزمائش کی ہر گھڑی میں پورا اترا تھا۔ سعودی عرب (اور دیگر خلیجی ریاستوں میں) صدام کی مہم جوئی اور توسیع پسندی جن کی سلامتی کے لئے خطرہ بن گئی تھی، لاکھوں پاکستانی برسرِ روزگار تھے۔ پاکستان کی معیشت میں جن کا کردار بہت اہم بلکہ فیصلہ کن تھا۔ اِس بحران کا آغاز 2 اگست 1990 کو ہوا۔ چار روز بعد، بابائے اسٹیبلشمنٹ، صدر غلام اسحاق نے محترمہ بے نظیر بھٹو کی (پہلی) حکومت برخاست کر دی، لیکن اس کی وجوہات کچھ اور تھیں۔ ان کی حکومت قائم رہتی تو وہ بھی صدام کی احمقانہ اور تباہ کن مہم جوئی کی بجائے سعودی عرب سمیت پاکستان کے دوستوں (اور ساری دُنیا) کے ساتھ کھڑی ہوتیں۔ غلام مصطفیٰ جتوئی کی نگران حکومت تھی جب پاکستان نے سعودی عرب کے تحفظ کے لئے اپنے فوجی دستے بھیجنے کا فیصلہ کیا (اصل فیصلہ ایوانِ صدر اور ملٹری اسٹیبلشمنٹ کا تھا اور یہی پاکستان کے قومی مفاد میں تھا)۔ صدام نے کویت سے عراقی انخلاء کا اقوامِ متحدہ کا مطالبہ مسترد کر دیا تھا۔ ساڑھے چار ماہ بعد 15 جنوری 1991 کو عراق کے خلاف امریکہ کی زیرِقیادت عالمی کارروائی کا آغاز ہوا۔ اب پاکستان میں نواز شریف وزیراعظم تھے۔ پاکستانی رائے عامہ صدام کے حق میں جذباتی ہوئی جا رہی تھی۔

ہمارے عرب دوستوں کو پاکستانی رائے عامہ کی اس روش پر بھی حیرت تھی۔ تب آٹھویں ترمیم کے تحت صدر بہت بااختیار تھا۔ فوجی سربراہوں کے تقرر کا اختیار بھی اسی کے پاس تھا۔ وزیراعظم نواز شریف ایوانِ صدر پہنچے اور صدر سے مطالبہ کیا کہ وہ آرمی چیف کی اس روش کا نوٹس لیں۔ انہوں نے صدر سے صاف صاف یہ بھی کہہ دیا تھا کہ وہ یہاں نوکری کرنے نہیں آئے، منتخب وزیراعظم کی حیثیت سے پاکستان کے قومی مفادات کا تحفظ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِن کی بنیادی ذمہ داری ہے جس سے وہ روگردانی نہیں کر سکتے۔ وزیر اعظم ایک طرف اپنے عرب دوستوں (اور ساری دُنیا) کے ساتھ کھڑے تھے، دوسری طرف وہ امن مشن پر روانہ ہوئے اور اس کے لئے وار زون کے خطرات بھی خاطر میں نہ لائے۔ وزیر اعظم کے جرأت مندانہ فیصلے نے پاکستان کے قومی مفادات کو بچالیا تھا۔ اب پھر نواز شریف وزیر اعظم ہیں۔ پاکستان کے قومی مفادات پھر ایک بڑے فیصلے کا تقاضا کر رہے ہیں۔ مسئلے کے پُر امن حل کے لئے ہماری خواہش اور کوشش اپنی جگہ لیکن ہمیں اپنے دوستوں کو یہ احساس نہیں ہونے دینا چاہئے کہ جب انہیں ہماری مدد کی ضرورت تھی، ہم پرامن حل کے نام پر طوطا چشم ہو گئے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نیچاں دی اشنائی کولوں

ارشاد احمد عارف
12 اپریل 2015

یمن جنگ میں شرکت کے سوال پر ہم نے اپنے آزمودہ دوست سعودی عرب کے ساتھ وہ سلوک کیا ہے جو ایک دیہاتی سے اس کے محلے دار نے کیا تھا۔ مہمان آنے پر دیہاتی نے محلے دار سے ایک رات کے لیے چارپائی مانگی اور کہا کہ کل میں شکریے کے ساتھ واپس کر دوں گا۔ محلے دار نے معذرت کی' دیہاتی کوئی بات نہیں کہہ کر واپس مڑنے لگا تو محلے دار نے کہا "اتفاق سے چارپائی موجود نہیں لیکن اگر ہوتی بھی تو میں تمہیں ہرگز نہ دیتا۔ دیہاتی گھر واپسی تک سوچتا رہا کہ چارپائی نہیں دینی تھی' نہ دیتے مگر یہ جتلانے کی کیا ضرورت تھی کہ ہوتی بھی تو ہرگز نہ ملتی۔

سعودی عرب نے یمن تنازع میں الجھنے کے بعد پاکستان سے مدد طلب کی تو یہ ناقابل فہم اور ناقابل قبول مطالبہ نہ تھا۔ سعودی عرب 1965ء کی جنگ سے لے کر اب تک ہر مشکل وقت میں پاکستان کی مدد کرتا رہا۔ صرف پاکستان کی نہیں' پاکستان کی سیاسی و فوجی قیادت جب ابتلا کا شکار ہوئی تو سعودی عرب نے اپنا اثر و رسوخ بروئے کار لا کر اسے بحران سے نکالا۔ 1971ء کے سانحہ کے بعد شاہ فیصل کی خدمات کون سا محبّ وطن پاکستانی فراموش کر سکتا ہے۔

1998ء میں ایٹمی تجربات کے وقت پاکستان پر اقتصادی و معاشی پابندیاں لگیں تو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سعودی عرب نے دو ارب ڈالر مالیت کا تیل مفت فراہم کرنے پر آمادگی ظاہر کی تا کہ ان پابندیوں سے ہماری معیشت متاثر نہ ہو۔ 1999ء میں کارگل بحران کے موقع پر بھی سعودی ولی عہد نے اپنا اثر ورسوخ استعمال کر کے امریکی صدر کلنٹن کو بیچ میں ڈالا اور کارگل سے محفوظ پسپائی کی راہ ہموار ہوئی۔ شریف برادران کی بحفاظت جلاوطنی کا معاملہ بھی سب کے علم میں ہے۔ عیاں راچہ بیاں۔

فارسی میں کہتے ہیں ''دوست آں باشد کہ گیرد دست دوستدر پریشاں حالی و درماندگی'' دوست وہ ہوتا ہے کہ جو مصیبت اور پریشانی میں اپنے دوست کے کام آتا ہے۔ سعودی عرب نے ہمیشہ حق دوستی ادا کیا مگر ہم؟ 1990ء میں عراق نے کویت پر قبضہ کرلیا اور صدام حسین نے کویت کے دوست سعودی عرب کو بھی تاراج کرنے کا اعلان کیا تو ہم نے صدام حسین کی حمایت میں پورے ملک کی سڑکیں اور گلیاں پرجوش عوام سے بھر دیں اور یوں نظر آنے لگا کہ اگر خدانخواستہ صدام حسین نے کویت کی طرح سعودی عرب پر قبضہ کرلیا تو عراقی فوجیوں کو پھولوں کے ہار ہم پہنائیں گے۔

اس بار پھر سعودی عرب نے دست سوال دراز کیا۔ سعود الفیصل ولی عہد شہزادہ مقرن اور شاہ سلمان بن عبدالعزیز نے بہ نفس نفیس وزیر اعظم نواز شریف کو فون کر کے خواجہ آصف کے بقول بری بحری اور فضائی فوج طلب کی۔

سعودی نیوز ایجنسی نے خبر چلا دی کہ پاکستانی وزیر اعظم نے سعودی سربراہ کو مثبت جواب دیا ہماری فوجی صلاحیتیں اور دفاعی وسائل سعودی عرب کے لیے وقف ہیں۔ وزیر اعظم چاہتے تو آرمی چیف جنرل راحیل شریف کو ساتھ لے کر ریاض جاتے اور کہتے کہ حضور! یمن کی جنگ آپ خود لڑیے۔ یہ آپ کا دردسر ہے؛ البتہ ہم مقامات مقدسہ کے علاوہ آپ کے سٹریٹیجک مقامات کی حفاظت کے لیے فی الفور فوجی دستے بھیج رہے ہیں تا کہ اندرونی شورش کا کوئی امکان رہے نہ بیرونی جارحیت کا خطرہ۔ ہم احسان شناس قوم ہیں۔ دوست مشکل میں ہو تو ساتھ کھڑے ہوتے ہیں۔ پیٹھ نہیں دکھاتے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شیخ سعدی شیرازی کا قول ہے: مشکل میں کسی بزدل سے مشورہ مت کرنا ورنہ وہ تمہاری بچی کھچی ہمت کو بھی ختم کر دے گا۔ سعودی حکمرانوں نے ہم سے مشورہ نہیں مانگا تھا' مدد مانگی تھی اور یہ امداد بھی شائستگی سے مانگی گئی۔ امریکہ کی طرح کوئی دھمکی نہ فی الفور تعمیل کے لیے دباؤ مگر سعودی حکمرانوں کے زیر بار احسان پاکستانی وزیر اعظم نواز شریف نے کیا کیا؟

سعودی درخواست پارلیمنٹ کے چوراہے میں رکھ دی اور محمود خان اچکزئی سے لے کر حاصل بزنجو تک کو آنکھ سے اشارہ کیا کہ جس قدر چاہتے ہو' چاند ماری کر لو۔ سوال سعودی عرب کی فوجی امداد کا تھا مگر جواباً صرف سعودی حکمرانوں نہیں بلکہ سعودی عرب کو بھی چار دن تک بے نقط سنائی گئیں۔ کسی نے سعودی عوام سے اپیل کی کہ وہ اپنے حکمرانوں کے خلاف حوثیوں کی طرح کھڑے ہو جائیں اور کسی نے طعنہ دیا کہ اربوں ڈالر کا اسلحہ خریدنے کے باوجود سعودی ہمارے محتاج کیوں ہیں۔ سعودی عرب میں مقیم پندرہ لاکھ محنت کشوں کے مسائل و مصائب بھی یاروں کو اس موقع پر یاد آئے اور ایران سے ہماری محبت بھی عین انہی دنوں جاگی جب ایرانی قیادت خود اس مخمصے سے نکلنے کے لیے جدوجہد کر رہی ہے۔

میاں نواز شریف میڈیا سے دبتے اور کوئی ذمہ داری اپنے سر لینے سے کتراتے ہیں۔ آصف علی زرداری نے پچھلے سال پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس کا مشورہ دے کر سیاسی بحران سے نکالا تھا۔ اب بھی میاں صاحب مشکل صورتحال میں زرداری کی طرف دیکھتے ہیں؛ چنانچہ انہوں نے مشترکہ اجلاس کی تجویز پیش کی تو میاں صاحب نے فوراً مان لی۔ یہ تک نہیں سوچا کہ سعودی حکمران اور عوام پاکستان کی طرف دیکھ رہے ہیں اور انہوں نے جنگ زلزلہ سیلاب کے موقع پر پاکستان کی مدد کا فیصلہ کرتے ہوئے کبھی مشاورت میں وقت ضائع کیا نہ کسی مجبوری کا رونا رویا۔

پارلیمنٹ کی قرارداد میں کوئی ایسی بات نہیں کی گئی جس سے ریاست کی رہنمائی اور حکومت کی دستگیری کا تاثر ابھرتا ہو۔ چارپائی دینے سے انکار کا انداز نمایاں تھا۔ سعودی عرب کو پاکستان میں فرقہ واریت کا ذمہ دار اور مذہبی دہشت گردوں کا سرپرست صرف وہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شخص قرار دے سکتا ہے جو خوف خدا سے عاری اور ضمیر کی خلش سے آزاد ہو؛ البتہ جن کا مسئلہ اسلام اور مذہب ہے' وہ اپنے دل کے پھپھولے پھوڑنے میں حق بجانب ہیں کیونکہ سعودی عرب کی وجہ سے اسلام کے نام پر بننے والی یہ نیوکلیئر ریاست بار بار ڈیفالٹ سے بچی جس کا صدمہ ان مہربانوں کے لیے جان لیوا ہے۔

پارلیمنٹ کی قرارداد سے اخبارات اور چینلوں میں تو حکومت نے واہ واہ کرالی' اپوزیشن سے داد بھی وصول کرلی مگر سعودی دوستوں کو کیا جواب دے گی؟۔ اگر میاں صاحب سربراہ حکومت کے طور پر فوج سعودی عرب بھیجنے کا اعلان فرماتے ہیں تو شور اٹھے گا کہ پارلیمنٹ کو بائی پاس کیا جارہا ہے۔ سعودیوں کو یہ سمجھانا مشکل ہے کہ جس ملک میں پارلیمنٹ ہو' وہاں فیصلے حکومت نہیں اپوزیشن کرتی ہے یا میڈیا کے لال بجھکڑ۔ حکومت سعودی عرب کے دفاع اور یمن تنازع کو الگ الگ ڈیل کرتی تو آسان تھا' زمینی حقائق کے مطابق اور سعودیوں کے لیے قابل قبول مگر اب صورتحال مختلف ہے۔

اگر سعودی عرب نے خدانخواستہ ہمارے نقطہ نظر کو پذیرائی نہ بخشی تو؟ 1990ء میں اس نے یمن کی طرف سے صدام حسین کی حمایت پر ناراض ہو کر یمنی باشندوں کو نکل جانے کا حکم دیا تھا۔ اب اگر پاکستان کے انکار یا گومگو پالیسی کو غیر دوستانہ فعل قرار دے کر پندرہ لاکھ تارکین وطن کو نکل جانے کا حکم دے دیا تو ہماری آزاد خود مختار اور قومی مفادات کے حوالے سے حساس پارلیمنٹ اور ہر معاملے میں پارلیمنٹ اور میڈیا کے فیصلوں کو حرف آخر سمجھنے والی حکومت نے کیا ایگزٹ پالیسی تیار کی ہے؟ کیا اپنے قومی مفاد کے مطابق فیصلے کرنے کا اختیار صرف ہمیں حاصل ہے۔

یہ دعویٰ عبث ہے کہ مقاماتِ مقدسہ پر ہماری جان قربان' سعودی عرب کو خطرہ ہوا تو ہم فوراً مدد کو پہنچیں گے۔ فوجی امداد بچوں کا کھیل نہیں کہ ادھر فیصلہ ہوا' ادھر پہنچ گئی تیاری چاہیے' انتظامات کرنے پڑتے ہیں اور فوج بھیجنے میں وقت لگتا ہے۔ اگر واقعی ہمیں سعودی عرب کا دفاع عزیز ہے تو وزیراعظم ٹی وی پر آکر اعلان کیوں نہیں کرتے کہ یمن تنازع کا ہم حصہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں مگر مقامات مقدسہ اور دمام نجران تبوک راس المشید میں تعیناتی کے لیے ہم فوج بھیج رہے ہیں اور دیگر وسائل بھی۔ اگر خدانخواستہ سعودی سالمیت اور استحکام کو اندرونی و بیرونی خطرہ ہوا تو پاک فوج اس کا سدباب کرنے کے لیے تیار ہے۔ صرف اسی طرح سعودی عرب سے حق دوستی نبھا سکتے ہیں۔ ایران کو بھی مطمئن کیا جا سکتا ہے کہ ہم اپنے حلیف کے ساتھ ہیں مگر کسی علاقائی جنگی کھیل کا حصہ نہیں۔ آپ ہمارے دوست ہیں اور حوثی بھی ہمارے دشمن نہیں۔ آپ کو مطمئن رہنا چاہیے۔ جس طرح چین سعودی عرب اور ایران بھارت سے تعلقات بڑھاتے ہوئے یاد دہانی کراتے ہیں کہ ان روابط سے پاکستانی مفادات کو نقصان نہیں پہنچے گا' اسی طرح کی یقین دہانی ہم ایران کو بھی کرا سکتے ہیں۔

پاکستان کو ایک نیوکلیئر اسلامی ریاست کے طور پر ہرگز یہ تاثر نہیں دینا چاہیے کہ وہ دوستی کے تقاضوں اور سفارتی نزاکتوں سے بے بہرہ اور پرلے درجے کا طوطا چشم ملک ہے جو ضرورت کے وقت ہر دوست سے تعاون مانگتا ہے مگر جوابی خیر سگالی کا مظاہرہ کبھی نہیں کرتا۔ خدا نہ کرے کہ کسی مرحلہ پر ہمیں کوئی سعودی سفارت کار یا حکمران میاں محمد بخشؒ کا شعر گنگناتا نظر آئے ؎

نیچاں دی اشنائی کولوں فیض کسے نہ پایا
ککر تے انگور چڑھایا ہر گُچھا زخمایا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یمن بحران، وزیراعظم نواز شریف کا درست فیصلہ

یکم اپریل 2015

اسرار بخاری

یا مظہر العجائب' اندازوں کے کیسے تیر چلائے جارہے ہیں۔ قیاس کے گھوڑے دوڑائے جارہے ہیں اور خواہشات میں لپٹے تجزیوں کی آندھی چل رہی ہے پاکستان کی سیاسی اور عسکری قیادت میں سے کسی ایک نے بھی یمن میں حوثی باغیوں کے خلاف کارروائی کا حصہ بننے کا فیصلہ نہیں کیا صرف یہ کہا ہے کہ سعودی عرب کی سلامتی اور بالخصوص حرمین شریفین کے تحفظ میں ضرور کردار ادا کیا جائے گا مگر بعض کالموں اور تجزیوں میں یہ تاثر دیا جارہا ہے جیسے پاکستان کی تمام فوج اپنی سرحدیں غیر محفوظ چھوڑ کر سعودی عرب جاکر حوثی باغیوں سے جنگ میں شریک ہوگئی ہیں۔

جہاں تک خانہ کعبہ اور مسجد نبوی کے تحفظ کا تعلق ہے سابق صدر آصف زرداری' عمران خان' مولانا فضل الرحمٰن' سراج الحق اور الطاف حسین سمیت وہ کون سا لیڈر یا وزیراعظم نواز شریف سمیت وہ کون سا حکومتی عہدیدار ہے جس نے اس بات سے اتفاق نہ کیا ہو پھر شوروغوغا کیوں! سوچوں پر پہرے نہیں بٹھائے جاسکتے اگر کوئی سعودی عرب سے بغض رکھتا ہے اور ایران کی محبت سے سرشار ہے اگر کوئی ایران کیخلاف اور سعودی عرب کا حامی ہے تو اس میں کوئی ہرج نہیں لیکن محبت اور نفرت دونوں کے اظہار میں دونوں کی کیفیات میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اعتدال بہترین طرز عمل ہے خاتون کالم نگار کو نہ جانے کس آنکھ سے پاکستان میں پہلے سے جاری سنی شیعہ فسادات نظر آگئے۔ شیعوں اور سنیوں کے دو مختلف گروپوں کے مابین ناخوشگوار واقعات کو شیعہ سنی فسادات تعبیر نہیں کیا جا سکتا الحمدللہ پاکستان میں ایسی صورت نہیں ہے کہ شیعوں کے محلے میں رہنے والے دو چار سنی رات کو سکون کی نیند نہ لے سکیں نہ سنیوں کی آبادی میں رہنے والے چند شیعوں کے شب و روز خوف کے عالم میں بسر ہوں۔ باقی رہ گیا یمن کا معاملہ تو کل آبادی کا 25 فیصد حوثی شیعوں نے صدر حادی کے خلاف بغاوت کی اور یہ کوئی سربستہ راز نہیں ہے کہ انھیں ایران کی پشت پناہی حاصل ہے۔ چھ ایرانی جنگی جہاز خلیج عدن میں پہنچ چکے تھے تا کہ عدن کی بندرگاہ پر حوثیوں کے قبضہ کے بعد اسے مستحکم بنایا جا سکے۔ سعودی عرب کی قیادت میں فضائی حملوں کے بعد یہ جہاز واپس خلیج فارس آگئے ہیں اگر معاملات کو اس بنیاد پر دیکھا جائے گا کہ شیعہ ناراض ہو جائینگے یا سنی ناراض ہو جائیں تو پھر صورتحال کا کبھی بھی صحیح ادراک نہیں ہو سکے گا۔ پاکستان میں شاید ہی کوئی دانشور' کالم نویس یا تجزیہ نگار ایسا ہو گا جس نے کبھی یہ جملہ نہ کہا ہو کہ ہر ملک اپنے مفادات کو ترجیح دیتا ہے ملکوں کی دوستیاں اور دشمنیاں اپنے مفادات کے تابع ہوتی ہیں سوال پیدا ہوتا کہ کیا یہ حق پاکستان کو بھی حاصل ہے مفادات کے حوالے سے اگر سعودی عرب اور ایران میں کسی ایک کا انتخاب کرنا پڑے تو کونسا ملک ترجیح ہونا چاہیے۔ کیا یہ جائزہ غیر حقیقت پسندانہ ہو گا کہ کونسا ملک گذشتہ 66 برسوں میں پاکستان کو رعایتی قیمتوں پر اور اکثر اوقات مفت تیل دیتا رہا ہے ہر بحران میں سب سے پہلے اور سب سے زیادہ مالی اور سیاسی حمایت کس ملک نے فراہم کی۔ کون سا ملک پاکستان کی معیشت کو سنبھالا دینے کے لیے ٹھوس عملی اقدامات کرتا رہا ہے اگر اپنی سرحدوں کو محفوظ رکھنے اور ملکی سلامتی کو یقینی بنانے کے لیے ایران کو یہ حق حاصل ہے کہ ہمسایہ ملکوں عراق' لیبیا' شام اور لبنان میں شیعہ حکومتیں قائم کرنے یا شیعہ حکومتوں کو مستحکم کرنے کے لیے اپنی فوج ان ملکوں میں داخل کرے تو اسی بنیاد پر سعودی عرب کے بحرین اور یمن میں مداخلت کے حق سے کیسے انکار کیا جا سکتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر وسطی ایشیا کی تجارت کے حوالے سے اپنی بندرگاہ چاہ بہار کے لیے گوادر کے لیے ناپسندیدگی کے جذبات رکھے تو کیا عدن کی بندرگاہ پر حوثیوں کے قبضہ کے بعد ایرانی غلبہ اور اس کے نتیجے میں خلیج عدن پر ایرانی رسوخ کے نتیجے میں پاک چائنا اقتصادی کوریڈار کے منصوبے میں ممکنہ رکاوٹ پر پاکستان کو اپنے مفادات کے تحفظ کے لیے فیصلوں اور اقدامات کا حق نہیں ہے۔ یہ کوئی خواب وخیال کی باتیں تو نہیں ہیں کہ ایران عراق اور لیبیا میں اپنی زیر اثر حکومتیں قائم کر چکا ہے۔ شام میں ہم مسلک حکومت کے بچاؤ کے لیے زمینی اور فضائی فوج بھیج رہا ہے لبنان میں شیعہ ملیشیا حزب اللہ عملاً ایران کی ذیلی تنظیم بن چکی ہے اس صورتحال کو اردن کے شاہ عبداللہ نے ''شیعہ ہلال'' کے قیام کا نام دیا تھا شام اور عراق میں انجام دینے والا ایرانی جنرل قاسم سلیمانی حوثیوں کی رہنمائی کے لیے یمن پہنچ چکا ہے ایران میں مذہبی رہنما آیت اللہ خامنہ ای کے سب سے قریب اور پارلیمنٹ کے ممبر علی رضا فرکانی نے دعویٰ کیا ہے کہ ''تین عرب ممالک عراق، شام، لبنان ہماری جیب میں ہیں اب یمن بھی ہمارے کنٹرول میں آ گیا ہے جسکے بعد ہم سعودی عرب کی طرف بڑھیں گے یمن میں شیعہ حوثی بغاوت ایرانی انقلاب کی فطری توسیع ہے اور بہت جلد یمن کے 20 میں سے 14 صوبے کثیر سنی آبادی کے ملک میں شیعہ حوثیوں کے قبضے میں ہوں گے'' کیا اس صورتحال کو سعودی عرب اپنے لیے خطرے کی گھنٹی نہیں سمجھ سکتا اور کیا اپنی سلامتی کو درپیش خطرے کو دور کرنا اس کا حق نہیں ہے جبکہ امریکہ نے بھی اپنی سلامتی کے لیے خطرے کے پیش نظر دنیا میں کہیں حملے کا نیا تصور پیش کر دیا ہے اور عالمی سطح پر اسکی مخالفت بھی دیکھنے میں نہیں آ رہی یمن کی موجودہ صورتحال ایران کے کردار اور سعودی عرب کے اقدامات کو شیعہ سنی کی آنکھ سے نہیں دیکھنا چاہتے۔ ایران پاکستان کے شیعوں کے لیے دودھ اور شہد کی نہریں بہائے گا نہ سعودی عرب سنیوں کو نہال کر دیگا ہر ملک کے اپنے اپنے مفادات ہوا کرتے ہیں۔

وزیر اعظم نواز شریف نے یمن بحران کے حل کے لیے اسلامی ملکوں سے رابطوں کا صحیح فیصلہ کیا ہے۔ پاکستان اور ترکی نے کھل کر سعودی عرب کی حمایت کا اعلان کیا ہے اسکے باوجود وہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چین اور روس کو ساتھ ملا کر مصالحت کار کا کردار ادا کر سکتے ہیں فی الحال سعودی عرب اور ایران کے مابین براہ راست تصادم کے امکانات بہت کم ہیں لیکن تصادم سے فائدہ اٹھانے والی قوتیں بھی گھات میں ہیں اس لیے صورتحال خوفناک رخ بھی اختیار کر سکتی ہے۔

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عہد قدیم سے یمنیوں کے خانہ کعبہ پر حملے

8 اپریل 2015

اسرار بخاری

کیا یمن کے حوثیوں کا خانہ کعبہ پر قبضہ کا منصوبہ ہے؟ اس سوال نے ایسے اعلان و عزائم کے بطن سے جنم لیا ہے کہ ''حرمین الشریفین پر قبضہ کی کوشش ناکام بنا دی جائیگی۔'' فی الحال حوثیوں کی جانب سے ایسے کسی باقاعدہ اعلان یا ارادہ کا اظہار نہیں ہوا ہے لیکن ماضی کی تاریخ کے سینے میں یہ حقیقت محفوظ ہے کہ یمنیوں کی جانب سے خانہ کعبہ پر قبضہ کی کوششیں ہوتی رہی ہیں یمن کے حکمران ابرہہ کا خانہ کعبہ پر حملے کے لیے مکہ کے نواح میں وادی محسر میں پہنچنا، ابابیلوں کے ذریعہ اس کی ساٹھ ہزار فوج اور تیرہ ہاتھیوں سمیت تباہی کا قرآنی واقع تو ہر مسلمان نے پڑھ اور سن رکھا ہے مگر شاید یہ حقیقت بہت کم لوگوں کے علم میں ہوگی کہ ابرہہ کی خانہ کعبہ سے دشمنی کی وجہ مذہبی عناد کیساتھ معاشی اور اقتصادی پہلو بھی رکھتی ہے۔

زمانہ قدیم میں دین ابراہیم کے پیروکار دنیا بھر سے حج اور عمرہ کے لیے مکہ معظمہ آتے تھے جو قریش مکہ کے لیے معاشی اور اقتصادی فائدوں کا سبب بنتے یمن کے پڑوسی اس حقیقت سے دوسروں کی نسبت زیادہ آگاہ تھے ابرہہ نے سوچا اگر خانہ کعبہ یمن میں ہو تو حج و عمرہ کے لیے آنیوالوں کا رخ اس جانب ہونے سے قریش کو حاصل تمام معاشی و اقتصادی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فائدے اس کی جھولی میں آ گریں گے۔ اس مقصد کے لیے اس نے ''القلیس'' کے نام سے عظیم الشان کلیسا تعمیر کیا اور شاہ حبش کو خط لکھا کہ ''عربوں کا رخ حج کعبہ سے اس کلیسا کی طرف موڑے بغیر نہ رہوں گا۔'' اس اعلان نے یمن میں موجود عربوں میں اشتعال پیدا کردیا اور ایک عرب نے کلیسا میں گھس کر رفع حاجت کر دی اور اس طرح ابرہہ کو جواب میں خانہ کعبہ کو ڈھانے کا بہانہ مل گیا اس کا مقصد حجر اسود، رکن یمانی اور نقوش پا حضرت ابراہیم علیہ السلام کو وہاں سے لا کر اس کلیسا میں رکھنا تھا اور کلیسا میں خانہ کعبہ جیسی چوکور عمارت بھی تعمیر کی گئی تھی یمن کے دو سرداروں ذونفر اور نفیل بن حبیب نے اس کا راستہ روکنے کی کوشش کی مگر وہ شکست کھا گئے تاہم ربِ کعبہ کی قوت کے سامنے نہ ٹھہر سکا اور عبرتناک انجام سے دوچار ہوا۔

ابرہہ کے اس انجام سے برسوں پہلے حسان بن عبد کلال حمیری نے بھی خانہ کعبہ کے معاشی اور اقتصادی پہلوؤں کے طمع کا شکار ہو کر دوسرے قبائل کے ساتھ حجر اسود کو نکال کر اپنے علاقے میں کعبہ تعمیر کرنے کا منصوبہ بنایا تھا تاکہ حج وعمرہ کرنیوالے ادھر کا رخ کرینگے اور ساتھ ہی اسے عرب کی سیاست اور تجارتی فوائد حاصل ہونگے مگر اسے مکہ میں داخلے کی جرأت نہ ہوئی' تاہم اس نے مکہ آنیوالے قافلوں کو لوٹنا شروع کر دیا۔ حضور نبی کریم ﷺ کے جد امجد نفر بن مالک نے مکہ کے قبائل اسد' کنانہ' جذام' خزیمہ اور مضر کے لوگوں کے ساتھ حسان بن عبدالکلال حمیری کے لشکر پر حملہ کیا اور شکست فاش دیکر گرفتار کر لیا جو فدیہ دیکر تین سال بعد قید سے رہا ہوا۔ مگر یمن واپس جاتے ہوئے راستے میں مر گیا۔

1979ء میں یمن سے مسلح افراد نے نجد کے بعض' لوگوں سے ملکر خانہ کعبہ پر قبضہ کیا۔ انکے سرغنہ جو ہیمان بن محمد بن سیف بن سیف العتوبی نے مسلمانوں سے کہا کہ وہ انکے لیڈر محمد بن عبداللہ القحطانی کی پیروی کریں جو مہدی ہے۔ سعودی فوج نے ان کا بھی صفایا کر دیا تھا۔ 1987ء میں خانہ کعبہ پر باقاعدہ قبضہ کر لیا گیا مگر سعودی فوج نے یہ کوشش ناکام بنا دی۔ ان مسلح افراد کے سرغنہ محمد حسن علی محمدی نے گرفتاری کے بعد اعتراف کیا تھا کہ انھیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خانہ کعبہ پر قبضہ کرنے اور دھماکہ خیز آتش گیر مادہ سے تباہ کرنے کا مشن سونپا گیا تھا۔ یمنیوں کی جانب سے حرص و ہوس کی بنیاد پر خانہ کعبہ پر قبضہ کا سلسلہ صدیوں پر پھیلا ہے۔ خلیج عدن ملکہ سبا کے دور سے مشرق و مغرب کے درمیان تجارتی راہداری رہی ہے۔ انکی بندرگاہوں سے چین کا ریشم' مالا بار کے گرم مصالحے' ہندوستان کے کپڑے اور تلواریں' افریقہ سے زنگی غلام' بندر' شتر مُرغ کے پر اور ہاتھی دانت' شام' مصر' روم اور یونان کی منڈیوں میں لے جایا جاتا تھا۔ خود یمن سے لوبان' عود' عنبر اور دیگر خوشبودار چیزیں برآمد کی جاتیں۔ سیرت انسائیکلوپیڈیا کے مطابق اس تجارتی راہداری پر یمنیوں کی اجارہ داری اس لیے تھی کہ وہ بحیرہ احمر کی موسمی ہواؤں' زیر آب چٹانوں اور لنگر اندازی کے مقامات سے آگاہ تھے۔ 575ء میں کسریٰ نوشیروان نے ایران کی جیلوں میں سنگین جرائم میں قید 800 افراد کو وہرز کی سربراہی میں یمن پر قبضہ کے لیے بھیجا اور وہ مقامی یمنی جو رنوشیروان سے مل گئے تھے' انکے ساتھ ہو گئے۔ ابرہہ کا بیٹا مسروق مقابلے کے لیے نکلا مگر شکست کھا گیا اور نوشروان نے یمن کو فارس کا صوبہ بنا دیا۔ تب سے یمن کے بعض قبائل ایران کے زیر اثر ہیں۔ حوثیوں کی موجودہ بغاوت کیا قدیم تاریخ کی کڑی ہے۔ اگر یمن پر حوثی اور زیدی قبائل کا قبضہ ہوا تو یمن کی بندرگاہ عدن اور ایران کی بندرگاہ چاہ بہار مشترکہ تجارتی راہداری بن کر مشرق و مغرب میں تجارتی اجارہ داری کی راہ ہموار کر سکتی ہے۔ گوادر کے پوری طرح فنکشنل ہونے کے بعد اگرچہ دوبئ پر بھی اثر پڑیگا مگر زیادہ اندر ہونے کی وجہ سے چاہ بہار زیادہ متاثر ہوگی اور اسے حاصل معاشی و اقتصادی فائدوں کا رخ پاکستان کی جانب ہو جائیگا اس لیے یہ سنیوں اور شیعوں کا مسئلہ نہیں' اپنے اپنے ملکی مفادات کا معاملہ ہے جسے مسلکی اختلافات کا رنگ دیا جا سکتا ہے جبکہ پاکستان کی سیاسی اور عسکری قیادت جس میں سنی اور شیعہ دونوں شامل ہیں' انکے فیصلے مسلکی نہیں ملکی مفاد کی بنیاد پر ہونگے اس لیے اسے سعودی عرب کی محبت اور ایران سے عداوت کا رنگ نہ دیا جائے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایران کا چار نکاتی فارمولہ، ایک جائزہ!

19 اپریل 2015

اسرار بخاری

یمن کے موجودہ بحران کے حل کے لیے ایران نے جو چار نکاتی فارمولہ پیش کیا ہے اسے سعودی عرب اور خلیجی ممالک نے تو مسترد کیا ہی ہے ترکی کے صدر طیب اردوان نے بھی تہران کے حالیہ دورہ میں ایرانی صدر حسن روحانی سے ملاقات میں اسے قبول نہیں کیا جبکہ پاکستان نے حوثیوں کو باغی قرار دیکر اس فارمولے سے عدم اتفاق کیا ہے۔ مصالحتی فارمولہ ہمیشہ تنازعہ کے فریقین کے لیے کچھ دو کچھ لو کی ضمانت مہیا کرتا ہے یہی چیز اسے فریقین کے لیے قابل قبول بناتی ہے۔ ایرانی فارمولہ کا عمیق جائزہ لیا جائے مکمل طور پر اس کا توازن حوثیوں کے حق میں ہے۔ اس فارمولے کا پہلا نکتہ یہ ہے کہ پانچ ماہ کے لیے جنگ بندی کر دی جائے اور جو علاقہ حوثیوں کے قبضے میں ہے اسے پانچ ماہ کے لیے حوثیوں کے زیر قبضہ تسلیم کیا جائے۔ اس نکتہ کے ذریعہ حوثیوں کی حیثیت کو بڑی مہارت کے ساتھ ایک جنگی فریق کی حیثیت دلانے اور زیر کنٹرول علاقے کو متنازعہ علاقہ کی پوزیشن دلانے کی کوشش کی گئی ہے یہی وجہ ہے سعودی عرب، خلیجی ممالک ترکی اور پاکستان نے اسے تسلیم نہیں کیا ہے کیونکہ وہ حوثیوں کو جنگی فریق نہیں بلکہ باغی سمجھتے ہیں اور باغیوں سے کسی عالمی ضابطے وقانون کے تحت مصالحانہ گفتگو نہیں کی جاتی۔ شاید بعض جبینیں شکن آلود ہو جائیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بعض کے ذائقہ میں تلخی گھل جائے مگر بڑے ادب کے ساتھ ایرانی حکمرانوں سے سوال کیا جاسکتا ہے کہ اگر کل ایران میں آبادی کا 30 فیصد سنی جن کے لیے پورے ایران میں ایک مسجد بھی نہیں ہے، بغاوت کر دیں حکومت کیخلاف ہتھیار اُٹھالیں تو کیا ایران خود اپنے فارمولے کا ایسی صورت میں بھی اطلاق کریگا بالیقین کہا جاسکتا ہے کہ ہرگز نہیں کریگا بلکہ اس بغاوت کو کچلنے کے لیے پوری طاقت بروئے کار لائے گا۔ پاکستان میڈیا بالخصوص الیکٹرانک میڈیا یہ تاثر دے رہا ہے کہ حوثیوں کیخلاف اتحاد میں سعودی عرب اور خلیجی ممالک ہی شامل ہیں جبکہ اس اتحاد میں مصر، الجزائر، اردن، مراکش، سوڈان، صومالیہ، جبوتی، موریطانیہ بھی شامل ہیں جبکہ انڈونیشیا اور ملائیشیا نے کھل کر اس اتحاد کی حمایت کی ہے۔ ترکی اور پاکستان اگرچہ عملاً فی الحال اس اتحاد کا حصہ نہیں بنے مگر دونوں ممالک نے بہت کھل کر حوثیوں کو باغی قرار دیا ہے۔

پاکستان کے وزیرخزانہ اسحاق ڈار نے نہ جانے کیوں ڈنڈی مارنا ضروری سمجھا ہے۔ انھوں نے کہا سعودی عرب نے صرف ایک بار مفت تیل دیا ہے مگر یہ نہیں بتایا کہ ایٹمی دھماکے کرنے پر عالمی پابندیاں لگیں تو مفت تیل مسلسل تین سال تک دیا گیا تھا اور عالمی اقتصادی پابندیوں کی پرواہ نہ کرتے ہوئے پاکستان کی اقتصادی امداد جاری رکھی۔ کیا ایسی صورت میں ایران کی جانب سے بھی ایک لٹر تیل مفت دیا گیا تھا؟ جتنی مرضی تحقیق کر لی جائے جواب نفی میں ہے۔ بہت محترم عبداللہ حسین ہارون نے تاریخ سے انصاف نہیں کیا۔ انھوں نے 65ء اور 71ء کی جنگوں کے حوالے سے لکھا ہے کہ ''ان دونوں جنگوں میں چین، ایران، ترکی اور انڈونیشیا نے پاکستان کا کھل کر ساتھ دیا اور اسے امداد فراہم کی لیکن خلیج تعاون کونسل میں شامل کوئی ملک پاکستان کی حمایت کرنیوالے ممالک کی صف میں نظر نہیں آیا۔ تاریخی ریکارڈ درست کر لینا چاہیے۔ چین، ترکی اور انڈونیشیا نے بہت کھل کر سفارتی سطح پر بھرپور امداد دی تھی۔ چین نے جب نیفا کے محاذ پر بھارتی فوج کو شکست دی تو چین کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیغام تھا پاکستانی فوج اس موقع سے فائدہ اٹھا کر کشمیر پر قبضہ کر لے مگر امریکہ کی خشمگیں نگاہوں کے باعث جنرل ایوب خان یہ جرا?ت نہ کر سکے۔ 71ء کی جنگ کے حوالے سے ایرانی امداد کا پردہ اس وقت شام میں پاکستان کے سفیر ڈاکٹر ایس ایم قریشی کے ان چشم کشا انکشافات نے چاک کر دیا ہے ایرانی حکومت نے دوسری جنگ عظیم کا زنگ آلود اسلحہ بھی پیسوں میں دینے کی بات کی تھی جبکہ سعودی عرب سے رابطہ کیا گیا تو یہ جواب ملا کہ ''ہماری دفاعی ضرورت کا اسلحہ چھوڑ کر باقی سب مفت لے جاؤ'' ڈاکٹر قریشی نے 1977ء میں بطور ایڈیشنل سیکرٹری خارجہ اس وقت کے سیکرٹری خزانہ غلام اسحاق خان سے کہا ہے کہ صرف 120 ملین ڈالر کا زرمبادلہ رہ گیا ہے کچھ مدت کے لیے ایٹمی پروگرام بند کر دینا چاہیے تو غلام اسحاق خان نے انھیں تسلی دی ایٹمی پروگرام کی فکر نہ کریں اس کے لیے سرمایہ سعودی عرب فراہم کر رہا ہے۔ اسی طرح ملائیشیا سے پام آئل خریدنے کے لیے سعودی عرب نے 500 ملین ڈالر دیئے تھے یہ سب کچھ فراموش کر کے اسحاق ڈار کو صرف ڈیڑھ ارب ڈالر ہی کیوں یاد رہے کیا ملک میں ایک طبقہ کی جانب سے فساد کی دھمکی یا خدشہ کے باعث ہر مشکل میں کام آنیوالے دوستوں کو ناراض کر دیا جائے حال ہی میں پاکستان کی سمندری حدود میں پچاس ہزار مربع میل اضافے کے لیے رائے شماری میں سعودی عرب اور خلیجی ریاستوں نے پُرجوش حمایت کی، بھارت نے شدید مخالفت کی جبکہ رائے شماری کے وقت ایران کا نمائندہ غیر حاضر ہو گیا کیونکہ اپنے بعض مفادات کے تحت ایران بھارت کی ناراضی کا متحمل نہیں ہوسکتا۔ ایران کے مقابلے میں سعودی عرب اور خلیجی ممالک سے پاکستان اور اہل پاکستان کو حاصل ہونیوالے فائدہ کا اندازہ 2014ء میں حاصل شدہ زرمبادلہ سے کیا جاسکتا ہے۔ سعودی عرب، 14 ارب 73 کروڑ ڈالر، بحرین 318 ملین ڈالر، قطر 329 ملین ڈالر، کویت 681 ملین ڈالر جبکہ متحدہ عرب امارات، دبئی، شارجہ، عمان وغیرہ سے 15 ارب 83 کروڑ 70 لاکھ ڈالر جبکہ اسکے مقابلے میں ایران سے چند سو روپے کا زرمبادلہ حاصل نہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوا جبکہ ایران میں پاکستانیوں کے لیے روزگار کے مواقع بھی نہیں ہیں جبکہ پاکستان سے ہزاروں کی تعداد میں شیعہ زائرین کے ذریعہ ایران کو بڑی مقدار میں پاکستانی زرمبادلہ حاصل ہو رہا ہے۔ ایران کی جانب سے پاکستان مسلسل الزامات کی زد میں رہتا ہے حالیہ دورہ میں بھی ایرانی وزیر خارجہ ظریف نے الزام عائد کیا کہ پاکستان کی جانب سے دہشت گرد ایران میں آ کر کارروائیاں کرتے ہیں مگر وہ کوئی ثبوت پیش نہ کر سکے۔ جند اللہ اور جیش العدل دونوں ایرانی سنیوں کی تنظیمیں ہیں اور جو ایران کے اندر ہی ہیں۔ حرفِ آخر یہ خود ایران جن کو باغی قرار دیکر شام اور عراق میں بمباری کا نشانہ بنائے ہوئے ہے کیا ان سے بھی ایران کے چار نکاتی فارمولے پر امن کی بات کی جا سکتی ہے۔ پاکستان میں چند مخصوص اقلیتی طبقے کو چھوڑ کر مجموعی طور پر نہ تو ایران مخالف اور نہ ہی شیعوں سے نفرت کی فضا ہے۔ ایران اپنی پالیسیوں پر نظر ثانی کرے یہ اُمتِ مسلمہ پر احسان ہوگا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایران، سعودی عرب مخاصمت اور پاکستان

19 اپریل 2015

نعیم قاسم

تمام تر خرابیوں کے باوجود پاکستان آج بھی عالم اسلام کا مضبوط قلعہ ہے اور دنیا میں پہلی اسلامی قوت اور چھٹی بڑی پیشہ وارانہ امور کی حامل فوج رکھنے کا اعزاز اس کو حاصل ہے۔ مگر بدقسمتی سے مشرق وسطیٰ میں ایران اور سعودی عرب کی چپقلش خصوصاً یمن میں دونوں ممالک کا ایک دوسرے کے ساتھ پراکسی جنگ میں مبتلا ہونے سے پاکستان ایک امتحانی صورت سے گزر رہا ہے۔ پاکستان کی رائے عامہ منقسم دکھائی دے رہی ہے۔ ایرانی مسلک سے ہم آہنگ سیاستدانوں، دانشوروں اور ریٹائرڈ عسکری ماہرین کا خیال ہے کہ پاکستان کو یمن کے معاملے میں غیر جانبدارانہ کردار ادا کرنا چاہیے مگر جونہی پارلیمنٹ میں پاکستان غیر جانبدارانہ ثالثی کی آواز بلند ہوئی تو سعودی عرب اور متحدہ عرب امارات کے وزراء کی جانب سے شدید ترین غیر سفارتی ردعمل سامنے آیا، جسکے جواب میں ہمارے وزیر داخلہ چودھری نثار صاحب نے بھی جواب آں غزل بلند کرنے میں دیر نہ لگائی۔ سعودی عرب اور مشرق وسطیٰ کے تمام ممالک جن کی تعداد اکیس کے قریب ہے انکی متحد افواج اور فضائیہ یمن کے خلاف کارروائی کر رہی ہے وہاں بقول ان کے موقف کے حوثی باغیوں نے منصور ہادی کی حکومت کا زبردستی تختہ الٹا ہے اور سعودی عرب اور اسکے اتحادی باغیوں کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سرکوبی کے لیے یمن کی آئینی اور قانونی حکومت کا ساتھ دے رہے ہیں لہٰذا پاکستان کو کھل کر عرب ممالک کا ساتھ دینا چاہیے اور فوراً اپنے زمینی دستوں کے علاوہ، فضائیہ اور بحری جہازوں کو سعودی عرب اور گلف کونسل کے ممالک کی فوجیوں کی مدد کے لیے روانہ کرے۔ جبکہ ایران باغیوں کی حمایت اور انھیں اسلحہ فراہم کرنے سے باز رہے۔ جبکہ ایران کی حکومت کا موقف ہے۔ یہ یمن کی خانہ جنگی فریقین کا اندرونی معاملہ ہے لہٰذا انکے درمیان مسلم ممالک کو ثالثی کا کردار ادا کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ چونکہ منصور ہادی کو عبداللہ صالح کی حکومت کے ختم ہونے پر عارضی طور پر نگران صدر بنایا گیا تھا اور اسکا کام صرف یہ تھا کہ متحارب فریقین کے باہمی اختلافات ختم کرا کے وہاں پر غیر جانبدارانہ انتخابات کے ذریعے اقتدار حقیقی عوامی نمائندوں کے سپرد کرتا مگر وہ سعودی عرب اور امریکہ کے مفادات کے تحفظ کے لیے اپنے اقتدار کو طول دیتا گیا جس پر وہاں سیاسی مخالفین نے اسکے خلاف بغاوت کی ہے۔ اگرچہ پاکستان بڑی مشکل صورتحال میں گرفتار ہے۔ اور وہ کسی بھی صورت میں اس پوزیشن میں نہیں ہے کہ بیک وقت سعودی عرب اور ایران سے اپنے تعلقات کو خراب کرے کیونکہ پاکستان میں اثنائے عشری مسلک کے مسلمانوں کی اکثریت کے دل سعودی عرب کی بجائے ایران کی حکومت کیساتھ دھڑکتے ہیں کیونکہ ان کے لیے ولایت فقیہ کے منصب پر امامت پر فائز شخصیت ایران میں موجود ہے۔ مگر دوسرے طبقہ فکر کے مطابق سعودی عرب نے ہمیشہ ہر دکھ اور سکھ میں پاکستان کا ساتھ دیا ہے۔ سعودی عرب اور امارات کے ممالک میں تیس لاکھ پاکستانی روزگار کے سلسلے میں مقیم ہیں اور تقریباً 10 ارب ڈالرز کی بیرونی ترسیلات صرف خلیجی ممالک کے پاکستانی پاکستان روانہ کرتے ہیں۔ جہاں اس زرمبادلہ سے پاکستان کی معیشت کو استحکام ملتا ہے۔ وہاں تقریباً 3 کروڑ سے زائد پاکستانیوں کی سانس کی ڈوری اسکے ساتھ بندھی ہوئی ہے۔ چنانچہ اب ان معروضی حالات کا جائزہ لینے کے بعد شہباز شریف اعلیٰ ترین وفد کے ساتھ فوراً سعودی عرب گئے اور پاکستان کی پوزیشن سعودی حکمرانوں کے سامنے واضح کی اور پارلیمنٹ کی قرارداد میں غیر جانبداری کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الفاظ اور ثالثی کرنے کی بات کو واپس لیتے ہوئے دوٹوک الفاظ میں سعودی عرب کو اپنی حمایت کا یقین دلایا اور جمعرات کی سہ پہر وزیراعظم ہاؤس اسلام آباد میں ہونے والے اعلیٰ سطح اجلاس میں یمن کی صورتحال پر غور کرنے کے بعد سلامتی کونسل کی قرارداد کی روشنی میں سعودی عرب اور خلیج تعاون کونسل کی حمایت میں اپنا کردار ادا کرنے کا عندیہ دیا ہے۔

پاکستان کے سعودی عرب کے ساتھ تعلقات ہمیشہ ہی برادرانہ رہے ہیں۔ عالمی سطح پر دونوں ممالک نے ہمیشہ مفاہمت اور دوستی کا رویہ اپنایا اور ہمیشہ عالمی فورمز پر پاکستان کے کشمیر کے بارے میں موقف کی مکمل تائید کی۔ شاہ فیصل مرحوم نے کشمیر کے مسئلہ پر ہمیشہ زور دار موقف اپنایا 1962ء میں جب وہ مسند اقتدار ہوئے تو انھوں نے پہلے ہی پالیسی بیان میں کشمیریوں کے حق خود ارادیت کی بھرپور وکالت کی۔ سعودی اخبارات نے جہاں کشمیر میں کشمیری مسلمانوں کی امداد کرنے کے لیے تمام مسلمان اقوام کو مدد کی اپیل کی 1965ء اور 1971 کی جنگوں کے دوران پاکستان کو سعودی عرب کی مکمل سیاسی، سفارتی، فوجی اور اقتصادی حمایت حاصل رہی اور سعودی عرب نے ہندوستان کی پاکستان کے خلاف جارحیت کو ہمیشہ اپنے خلاف حملہ تصور کیا اور ہمیشہ سخت ترین الفاظ میں اسکی مذمت کی۔ پاکستان اور سعودی عرب میں باہمی تعلقات میں گرمجوشی کی بڑی وجہ ذوالفقار علی بھٹو کی 1974ء میں اسلامی ممالک کے اتحاد کے لیے اسلامی سربراہی کانفرنس کا انعقاد ہے۔ شاہ فیصل اسلامی یک جہتی اور اتحاد امہ کے لیے ذوالفقار علی بھٹو کی لگن سے بے حد متاثر ہوئے۔ اور انھوں نے پاکستان کی سالمیت اور آزادی کے تحفظ کو امت مسلمہ کے تناظر میں پہلے سے کہیں بڑھ کر محسوس کیا۔ ایٹمی دھماکوں کے بعد پاکستان پر عائد اقتصادی پابندیوں کو بالائے طاق رکھتے ہوئے سعودی عرب نے پاکستان کو ادھار تیل کی فراہمی کو ممکن بنایا جو اس مشکل گھڑی میں پاکستان کے لیے نعمت غیر مترقبہ سے کم نہ تھا۔ دوسری طرف پاکستان اور ایران کے تعلقات میں کبھی گرمجوشی اور کبھی سرد مہری رہی۔ وجہ یہ ہے کہ جب امریکہ اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایران کے اختلافات بڑھے تو پاکستان ہمیشہ امریکی بلاک میں ہی رہا اور عرب بھی ہمیشہ سے امریکی بلاک میں رہا۔ جسکی وجہ سے پاکستان اور ایران کے باہمی تعلقات میں شہنشاہ ایران جو کہ امریکہ کا حلیف تھا کے دور میں تو دونوں ممالک کے باہمی تعلقات خاصے مربوط رہے مگر 1979ء میں امام خمینی نے اسلامی جمہوریہ ایران کی بنیاد رکھی تو امریکہ اور مغربی ممالک سے سیاسی اور فوجی روابط ختم کردیئے۔ اور زاہدان ریڈیو نے پاکستان کے خلاف امریکی ایجنٹ ہونے کا الزام عائد کردیا۔ تاہم بعد میں 1986ء میں ایران کے صدر خامنہ ای پاکستان کے سرکاری دورے پر آئے جس پر تجدید تعلقات کے لیے موثر اقدامات اٹھانے کا اعلان کیا گیا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ 1965ء اور 1971ء کی جنگوں میں ایران نے اپنے سارے وسائل پاکستان کے لیے وقف کردینے کا اعلان کیا اور اقوام متحدہ کے فورم پر بھی ایران نے پاکستان کے حق میں آواز اٹھائی۔

ایران اور سعودی عرب دونوں ہی پاکستان کے دایاں اور بایاں بازو ہیں۔ ہمارے لیے کسی طرح بھی ممکن نہیں ہے کہ ہماری حکومت اور اسٹیبلشمنٹ کا کسی ایک ملک کی طرف اسقدر جھکا ہو کر دوسرا ملک ہمارے ساتھ ناراض ہوجائے۔ اس وقت ہماری خارجہ پالیسی کا امتحان ہے۔ کاش ہمارے پاس آغا شاہی یا صاحبزادہ یعقوب علی خاں جیسا زیرک خارجہ امور کا ماہر ہو۔ کوئی ذوالفقار علی بھٹو جیسا خارجہ امور کا وژن رکھنے والا لیڈر ہو جو اپنے ذاتی مفادات کی پرواہ نہ کرتے ہوئے برادر مسلم ممالک کے درمیان توازن برقرار رکھے اور دونوں ممالک کو کسی صورت میں یہ محسوس نہ ہو کہ پاکستان غیر منصفانہ طور پر اپنی حمایت کسی ایک پلڑے میں رکھ رہا ہے۔ میری ذاتی رائے میں اگر پاکستان اس مسئلے پر ایرانی قیادت سے براہ راست بات کرے اور پاکستان کی ذاتی مجبوریوں اور معاشی مشکلات ذکر کرے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ ایرانی قیادت وسیع القلبی کا مظاہرہ کرتے ہوئے پاکستان کو یمن کے معاملے پر اپنے ملکی مفادات پر برا نہیں منائے گی۔ اس طرح بعض قبائل معاشرت کے عرب اپنے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

احسانات کے بدلے سہی کھری کھری سنانا شروع کر دیتے ہیں

تقدیر کے قاضی کا یہ فتویٰ ہے ازل سے
ہے جرم ضعیفی کی سزا مرگ مفاجات

نوٹ: سعودی عرب سے پاکستان کا تعلق صرف سیاسی یا اقتصادی ہی نہیں بلکہ دینی اور اعتقادی بھی ہے، ہمارے حرمین شریفین کی سرزمین سعودی عرب ہے۔ محبتوں کا مرکز، نمازوں کی جہت، حج وعمرہ کی ادائیگی کی جگہ اللہ تعالیٰ نے وہی بنائی ہے۔

سعودی عرب کا پاکستان سے تعلق ایثار وقربانی اور جذبہ خیر وخواہی کا ہے۔ جس کی مثال تلاش کرنے سے بھی نہیں ملتی۔ انھوں نے کسی بھی دور میں پاکستان کو ایجنٹ قرار دیا، حملہ کیا اور نہ ہی مشکل گھڑی میں اکیلا وتنہا چھوڑا۔ آج جب سعودی عرب پر مشکل گھڑی آئی ہے تو اس نے امریکہ، یورپ، ناٹو فورسز اور اقوام متحدہ کو نہیں اپنے دوست پاکستان کو آواز دی ہے۔ اس پر لبیک کہنا فرق بھی ہے اور قرض بھی۔

(قاری محمد یعقوب شیخ)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سعودی عرب کی مدد کیوں؟

www.KitaboSunnat.com

13 اپریل 2015

حبیب اکرم

پاکستان سے باہر پاکستانیوں کی سب سے بڑی تعداد سعودی عرب میں مقیم ہے۔ اس ملک میں رہنے والے پچیس لاکھ سے زائد پاکستانی ہر سال پانچ ارب ڈالر کے قریب زرِمبادلہ کی صورت میں پاکستان بھجواتے ہیں۔ یہ رقم پاکستان کو بیرونِ ملک پاکستانیوں سے آنے والی ترسیلات زر کا ایک تہائی حصہ ہے۔ سعودی عرب کے علاوہ متحدہ عرب امارات، کویت، عمان، بحرین اور قطر میں مجموعی طور پر پندرہ لاکھ پاکستانی اپنے روزگار پر لگے ہیں۔ ان لوگوں کی طرف سے بھیجی جانے والی رقوم بھی شامل کی جائیں تو صرف جزیرہ نمائے عرب سے پاکستان کو ملنے والا زرمبادلہ سات ارب ڈالر بنتا ہے۔ گویا پاکستان کو ہر سال آنے والی ترسیلات زر کا نصف صرف اس خطے سے آتا ہے۔ واضح رہے کہ زرمبادلہ بھیجنے میں برطانیہ اور امریکہ میں کام کرنے والے پاکستانیوں کا نمبر سعودی عرب اور متحدہ عرب امارات کے بعد آتا ہے۔ صرف عرب سے آنے والی رقوم کی اہمیت کا اندازہ اس سے لگائیے کہ جتنی رقم ہمیں ہر سال یہاں سے آتی ہے اتنی کے لیے ہم کئی ماہ تک کشکول لے کر آئی ایم ایف کے دروازے پر کھڑے رہے تھے تو کہیں جا کر اس نے کئی شرطیں منوا کر قسطوں میں عنایت کی تھی۔ ہمارے پاکستانی بھائیوں کی طرف سے آنے والی یہ رقم اگر بند

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو جائے تو خدانخواستہ پاکستانی روپے کا جو حشر ہو گا' اس کا صرف تصور ہی کیا جا سکتا ہے۔ ان ملکوں کے ساتھ پاکستان کے معاشی تعلقات صرف یہیں تک محدود نہیں کہ ہمارے کارکن وہاں کام کرتے ہیں اور پیسہ بھیجتے ہیں بلکہ اس سے کچھ آگے بڑھ کر ہیں۔ 1998ء میں پاکستان نے ایٹمی دھماکہ کیا تو پوری دنیا نے ہم پر معاشی پابندیاں لگا دیں' لیکن سعودی عرب نے تیل کی خریداری میں رعایتیں دے کر ہمیں ایک بار پھر اپنے پاؤں پر کھڑا کر دیا۔ 2005ء کے زلزلے میں، 2010ء کے سیلاب میں اور پھر 2013ء کے معاشی بحران میں جب پاکستانی روپیہ مسلسل نیچے جا رہا تھا' تو یہ سعودی عرب ہی تھا' جو ہماری امداد کے لیے آیا۔ اتنے گہرے اور وسیع معاشی مفادات کے باوجود اگر ہم یمن کے بحران میں عرب ملکوں کا ساتھ دینے سے گریز کریں گے' تو پھر ہماری بے وقوفی دنیا کے لیے ضرب المثل ہو گی۔

معاشی کے علاوہ اس مسئلے کا ایک انسانی پہلو بھی ہے اور وہ یہ کہ خدانخواستہ یمن میں بھڑکائی گئی آگ میں سعودی عرب اور اردگرد کے بعض دوسرے ملک جھلسنے لگے تو چالیس لاکھ پاکستانیوں کو اس خطے میں سے نکالنے کا کام کون کرے گا؟ ابھی صرف تین ہزار پاکستانیوں کو یمن سے نکالنے کا مسئلہ درپیش ہے اور ہماری پوری ریاستی مشینری ایڑی چوٹی کا زور لگا کر ان کی بحفاظت واپسی کو یقینی بنا رہی ہے۔ اس سے پہلے عراق کویت جنگ سے متاثر ہونے والے پاکستانیوں کا مسئلہ آج تک حل نہیں ہو سکا۔ جب سوال لاکھوں پاکستانیوں کا ہو گا تو کیا کسی حکومت میں اتنی صلاحیت ہے کہ وہ اس معاملے سے نمٹ سکے؟ یہ درست ہے کہ ان ملکوں میں مقیم پاکستانیوں کے جان و مال کی حفاظت کی ذمہ داری وہاں کی حکومتوں نے نبھانی ہے لیکن کسی بحران کی صورت میں پاکستان کو اپنے شہریوں کے تحفظ کے لیے سرگرم ہونا ہو گا اور اس سرگرمی میں ہمیں کیا کچھ کرنا پڑے، اس بارے میں کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ اپنے شہریوں کی حفاظت اور عرب سے وابستہ ہمارے معاشی مفادات دو اتنے اہم عوامل ہیں جن کو کسی صورت بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ ان مفادات کے ہوتے ہوئے سعودی عرب کی سلامتی کی ضمانت اتنی ہی اہم ہے جتنی خود ہماری اپنی سلامتی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس مسئلے کا تیسرا پہلو ہماری داخلی پالیسی سے تعلق رکھتا ہے۔ وہ اس طرح کہ سعودی عرب محض ایک مسلمان ملک ہی نہیں بلکہ اس کی سرزمین حرمین شریفین کی وجہ سے دنیا بھر کے مسلمانوں میں مقدس بھی سمجھی جاتی ہے۔ حرمین کی حفاظت کے لیے تو دنیا بھر کے مسلمان اپنی جان لڑا دینے کے لیے ہر وقت تیار رہتے ہیں لیکن اس فرض کی ادائیگی وقت پڑنے پر پاکستان کو ہی کرنا پڑتی ہے اور ماضی میں یہ فرض ادا کرنے سے پاکستانیوں نے کبھی انکار بھی نہیں کیا۔ یہ دلیل کہ پاکستان کو صرف مکہ معظّمہ اور مدینہ منورہ کو خطرہ لاحق ہونے کی صورت میں حرکت میں آنا چاہیے، بنیادی طور پر لاعلمی پر مبنی ہے۔ حفاظت کا مطلب یہ ہے کہ نہ صرف یہ دونوں مقدس شہر محفوظ رہیں بلکہ ان کو جانے والے راستے بھی مسافروں کے لیے پرامن ہوں۔ سعودی عرب کی سرحدوں سے معمولی سی چھیڑ چھاڑ بھی ان شہروں تک مسلمانوں کی رسائی مشکل بنا سکتی ہے' اس لیے ان دونوں شہروں کی حفاظت کے معنی سعودی عرب کی جغرافیائی اور سیاسی وحدت کی ضمانت میں پوشیدہ ہیں۔ پاکستان نے جب یہ ذمہ داری اپنے سر لے رکھی ہے تو پھر یہ اس کی ادائیگی کا وقت ہے نہ کہ غور وخوض کے نام پر اس کو ٹالنے کا۔

اس معاملے کا چوتھا پہلو ہمارے حریفِ ازلی بھارت سے جڑا ہوا ہے۔ پاکستان کے عرب ملکوں سے مضبوط رشتوں کی وجہ سے بھارت کو کبھی مشرقِ وسطیٰ میں مداخلت کا موقع نہیں ملا۔ اس مشکل وقت میں بھارت یقیناً اپنی خدمات پیش کر کے اس خطے میں اپنی پوزیشن بہتر بنا سکتا ہے۔ اگر ایک بار ایسا ہو گیا تو پاکستان کے لیے اپنا کھویا ہوا مقام دوبارہ حاصل کرنا ممکن نہیں ہوگا اور اس صورت میں عرب میں تیل کے وسائل کا رخ بھی بھارت کی طرف ہو جائے گا کیونکہ عرب ممالک پھر اسی طاقت کی حمایت کریں گے' جو ان کے تحفظ کی ضامن ہو سکتی ہے۔ ایک بار بھارتی فوجی قوت کو عرب وسائل کی مہمیز لگ گئی تو پھر یہ جنوبی ایشیا میں بھی ناقابل شکست طاقت بن کر ابھرے گی۔ اگر پاکستان نے فوری طور پر اس معاملے میں مثبت ردِ عمل کا اظہار نہ کیا تو بحران گہرا ہونے کی صورت میں امریکہ سعودی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عرب کے سامنے بھارت کو ایک متبادل قوت کے طور پر پیش کرے گا اور بھارت اپنے مسلمان شہریوں پر ایک دو ڈویژن کمزور سی فوج کھڑی کر کے حرمین کی حفاظت کے لیے اس معاملے میں بھی کود پڑے گا۔ یہ معاملہ سامنے کے حقائق سے ابھی کچھ دور نظر آتا ہے لیکن ہمیں یاد رکھنا چاہیے کہ جب افغانستان میں امریکہ کو پاکستان کی مدد پڑی تھی تو بھارت نے بھی اس معاملے میں کودنے کی پوری کوشش کی تھی۔

پاکستان کی خارجہ پالیسی کی بنیاد یہ اصول رہا ہے کہ طاقت کے زور پر مسلمان ملکوں کی سرحدیں تبدیل نہیں کی جاسکتیں۔ اس اصول کی روشنی میں ہمیں جہاں مشرقِ وسطٰی کی سیاسی سرحدوں کے احترام میں اپنا کردار ادا کرنا ہے، وہاں یمن کے مسئلے میں کردار ادا کرنے والے ممالک کو سمجھانے کی کوشش بھی ہونی چاہیے۔ مسلمانوں کے مسلکی اختلافات کو سیاسی حربے کے طور پر استعمال کرنا ایسی چال ہے جو الٹائی بھی جاسکتی ہے۔ ان ممالک کی طرح ہمیں اپنے ملک کے تمام طبقات کو یہ سمجھانا ہے کہ پاکستانی ریاست کی پالیسیاں فرقہ وارانہ بنیادوں پر نہیں بلکہ مفادات اور اسلامی نظریات کے تابع رہیں گی اور اگر کوئی فرقہ وارانہ بنیادوں پر ریاست کا بازو مروڑنے کی کوشش کرے گا تو اس کے ساتھ وہی سلوک ہوگا جو ضربِ عضب میں طالبان کے ساتھ ہو رہا ہے۔

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرارداد: کمزوری کا اظہار یا طاقت کا اعلان؟

13 اپریل 2015

حبیب اکرم

جیسے ہی پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس میں وزیر خزانہ اسحٰق ڈار نے سعودی یمن تنازعے پر پاکستانی ردعمل پر مبنی قرارداد پیش کی تو کراچی سے میرے صحافی دوست سید عمران شفقت کا فون آ گیا۔ ان کی آواز خوشی سے لرز رہی تھی اور پوچھ رہے تھے: ''حبیب صاحب، کیا پاکستان کی پارلیمانی تاریخ میں خارجہ پالیسی پر اس طرح کی قرارداد کبھی منظور ہوئی ہے؟'' میں نے کوشش کی کہ کوئی مثال یاد کرسکوں، کچھ انفرادی تقریریں تو ذہن میں آ گئیں لیکن کوئی باقاعدہ بحث یا قرارداد یادداشت میں نہیں ابھری۔ میں نے پوچھا: ''شاہ جی آپ کو کوئی یاد ہے؟'' تو وہ نیم یقین سے بولے کہ اس طرح کی بحث اور یہ قرارداد پاکستان کی تاریخ میں پہلا واقعہ ہے۔ اس کے بعد ہارون الرشید صاحب سے پوچھا کہ پاکستان کی سیاسی تاریخ کے شاہد و حافظ ہیں تو انھوں نے بھی عمران شفقت کی ہی تائید کی لیکن ساتھ یہ بھی کہا کہ ''یہ بات صرف یادداشت کی بنیاد پر کہہ رہا ہوں، ممکن ہے پارلیمانی ریکارڈ میں اس طرح کا کوئی مباحثہ اور قرارداد موجود ہو۔'' یہ قرارداد اپنی نوعیت کی پہلی قرارداد ہے یا نہیں اس کا فیصلہ تو محققین کر لیں گے لیکن یہ طے ہے کہ ہمارے جمہوری ادارے ابھی نازک ترین معاملات پر مکالمہ کرکے انھیں سلجھانے کی صلاحیت سے عاری نہیں ہوئے اور ہماری افواج بھی اپنی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اندرونِ ملک مصروفیات کے باوجود پاکستان کی بین الاقوامی کمٹمنٹ کو پوری طرح نبھانے کی اہلیت رکھتی ہیں۔ عزت سے زندہ رہنے کا یہی جذبہ ہے کہ ہماری پارلیمنٹ نے خطے میں ایک طاقتور فریق کے طور پر آگے بڑھنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس قرارداد میں یمن کے اندرونی معاملے پر غیر جانبدار رہنے کا اظہار ہو یا سعودی عرب کی سلامتی کے لیے سب کچھ کر گزرنے کا اعلان، دونوں پاکستان کی طاقت اور اہمیت کے دلائل ہیں جنھیں پاکستان کے دوستوں کے ساتھ ساتھ دشمنوں کو بھی سمجھنے کے لیے کچھ وقت لگے گا۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ ایک بہت عمدہ کام کرکے ہم نے حسبِ عادت اسے بھی اپنے لیے شرمندگی کا باعث بنا لیا ہے۔

اندازہ لگائیے کہ پاکستانی طاقت کی مظہر اس بارہ نکاتی قرارداد کی جو تفسیر میڈیا پر کی جارہی ہے، اس سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ یمن حوثیوں کی لگائی ہوئی آگ میں جلتا رہے گا ،ایک ملک اس پر تیل چھڑک چھڑک کر آخرکار پورے خطے کو اس میں جھونک دے گا اور پاکستان خاموشی سے تماشا دیکھتا رہے گا کیونکہ اس قرارداد میں پاکستان کے غیر جانبدار رہنے کا اعلان کردیا گیا ہے۔ یہ تشریح اگر درست ہے تو پھر اسی دستاویز کا دسواں نکتہ بے معنی ہوجاتا ہے جس میں واضح طور پر کہا گیا ہے کہ سعودی عرب کی سرزمین کی حفاظت کے لیے پاکستان سعودیہ کے شانہ بشانہ کھڑا ہوگا۔ اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ جب ہم نے سعودی عرب کے ساتھ ''شانہ بشانہ'' کھڑے ہونے اور اس کی سرحدوں کی حفاظت کا عزم کرلیا ہے تو اس کے لیے فوری طور پر کچھ کرنے کی گنجائش بھی پیدا ہوجاتی ہے، مثال کے طور پر سعودی یمن سرحد پر گشت، پاک بحریہ کا یمنی ساحل کے قریب قریب گشت تاکہ کوئی حوثیوں کو سمندری راستے سے ہتھیار نہ بھیج سکے، اور فضائی حدود کی حفاظت کے لیے کچھ لڑاکا طیارے بھیجنا ایسے اقدامات ہیں جن کی اجازت بالواسطہ طور پر پارلیمنٹ نے حکومت کو دے دی ہے۔ یہ سب کچھ کرنا اس لیے بھی ضروری ہے کہ خدانخواستہ سعودی عرب پر حملے کی صورت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں ہماری فوج وہاں موجود نہ ہوئی تو یہ بنیادی طور پر پارلیمنٹ کے منظور کردہ اہداف کی نفی تصور ہوگی اور ویسے بھی کسی ملک کی حفاظت کے لیے اس پر حملے کا انتظار کرنا اول درجے کی بے وقوفی سے کم نہیں۔ پاکستان کے بعض ادارے بہت ہوشیار نہ سہی لیکن اتنے غبی بھی نہیں کہ یہ نکتہ سمجھ نہ سکیں۔

قرارداد کے غیر مواثر ہونے کا تاثر غالباً اس لیے پیدا ہوا ہے کہ اس کے ابتدائی نکات کی زبان سیاسی وسفارتی ہے، جبکہ آخری چند نکات ہیں جو حکومت کو سعودی عرب میں فوج اتارنے اور کسی حد تک یمن میں مداخلت کی رخصت دیتے ہیں۔ اس کے علاوہ ہماری وزارت خارجہ میں بیٹھے ہوئے سفارتکاروں کو یہ خیال بھی نہیں آیا کہ خارجہ پالیسی متعین کرنے والی اس اہم دستاویز کے حوالے سے صحافیوں کو ایک آف دی ریکارڈ بریفنگ دیتے تاکہ وہ تبصرہ کرتے ہوئے محتاط رہتے۔ اس حوالے سے جب کچھ نہ کیا گیا تو وہ تاثر جو کسی وجہ سے پاکستانی صحافیوں میں بنا تھا، وہی عالمی میڈیا پر چلا گیا جس کی بنیاد پر متحدہ عرب امارات کے وزیر مملکت برائے امور خارجہ نے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے کہہ ڈالا کہ پاکستان کو اپنے مبہم موقف کی بھاری قیمت چکانا پڑے گی۔ دوسری ناسمجھی جو وزارت خارجہ نے دکھائی وہ یہ تھی کہ اس نے خلیج تعاون کونسل میں شامل ملکوں کے سفیروں کو فوری طور پر اعتماد میں نہیں لیا اور نہ ان ملکوں میں متعین پاکستان کے سفیروں کو ہدایت کی کہ وہ اپنی میزبان وزارتِ خارجہ کو اس میں دی گئی گنجائشوں کے بارے میں آگہی دیں۔ یہ ہماری وزارتِ خارجہ اور ہمارے سفیروں کی نالائقی کے سوا کچھ بھی نہیں کہ سعودی یمن تنازعے سے نمٹنے کے لیے اپنا جاندار موقف اپنے ان دوستوں پر بھی واضح نہیں کر سکے جن کے لیے ہم ہر حد تک جانے کا تہیہ کیے ہوئے ہیں اور الٹا ان کے سامنے شرمندہ ہو رہے ہیں۔ اس صورت حال سے نکلنے کا فوری حل یہ ہو سکتا ہے کہ ہم اپنے ڈیڑھ پونے دو مشیر خارجہ کو فوری طور پر اپنے دوست ملکوں کے پاس بھیجیں تاکہ وہ اس قرارداد کے بارے میں ان کی غلط فہمیاں دور کر سکیں۔ اس کے علاوہ سعودی عرب، عرب امارات، قطر اور خطے کے دیگر ممالک کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صحافیوں کو بھی پاکستان بلانے کا انتظام کیا جائے تاکہ وہ یہاں کا ماحول اور سوچ صحیح طریقے سے اپنے ملکوں میں پیش کریں۔ یہ کام کرنے کے لیے حکومت کو محض ارادے کی ضرورت ہے، پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس کی نہیں۔

سعودی عرب کی مدد اور یمن کے حوالے سے پاکستانی ترجیحات کے حوالے سے پالیسی کا تعین ایک بات ہے اور اس پر عمل دوسری بات۔ پالیسی کی تشکیل میں تمام سیاسی جماعتوں کا شامل ہونا ایک جمہوری تقاضا تھا جو پورا ہوگیا۔ اب اس پالیسی پر عمل کا مرحلہ درپیش ہے اور اس پر پوری پارلیمنٹ نہ سہی، پارلیمانی پارٹیوں کے سربراہوں کو اعتماد میں لینا حکومت کے لیے ضروری ہے، کیونکہ اس قرارداد کی روح کے مطابق ہمیں سعودی عرب فوج بھیجنا ہوگی۔ ایسے اقدامات کے لیے سابق صدر آصف علی زرداری ذہنی طور پر حکومت کا ساتھ دینے کے لیے تیار نظر آتے ہیں۔ عمران خان اگرچہ اپنے مخصوص انداز میں ان دونوں اقدامات کی مخالفت کرتے نظر آتے ہیں لیکن انھیں معاملات کی اُونچ نیچ سمجھائی جاسکتی ہے اور وہ اتنے ان گھڑت نہیں کہ خارجہ امور کی نزاکتوں کو سمجھ نہ پائیں، ویسے بھی سراج الحق ان کی اتالیقی میں مہارت حاصل کر چکے ہیں، وہ خان صاحب کو عالمی سیاست کے عملی تقاضے بخوبی سمجھا سکتے ہیں۔ وزیراعظم کے سعودی شاہی خاندان سے تعلقات کے پیشِ نظر یہ توقع تو نہیں کہ وہ عملی اقدامات کی ضرورت سے لاعلم ہوں گے لیکن یہ خدشہ ضرور ہے کہ وہ ملکی سیاست میں اٹھنے والے طعنہ آمیز سوالوں سے ڈر کر کہیں بروقت عمل سے گریز کر جائیں۔ انھیں یہ یاد رکھنا چاہیے کہ سعودی عرب صرف انہی کا دوست نہیں پاکستان کا دوست ہے اور پاکستان دوستی کا حق ادا کرنے کے لیے تیار ہے۔ تاریخ نے پاکستان کو اور وزیراعظم کو دنیا کے سینٹر اسٹیج پر آنے کا ایک نادر موقع فراہم کیا ہے، کسی بھی بنیاد پر اس سے فائدہ نہ اٹھانا ایک حماقت تو ہوسکتی ہے دانش مندی قطعاً نہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تین اہم خبروں میں سے ایک خبر

8اپریل 2015
علامہ ابتسام الٰہی ظہیر

گزشتہ دنوں تین اہم خبریں زیر بحث رہیں۔ پہلی خبر یمن، سعودی عرب تنازعہ ہے۔ اس تنازعہ کے حوالے سے ملک کی مختلف جماعتیں مختلف نقطہ ہائے نظر کی حامل ہیں۔ مسلم لیگ (ن)، مسلم لیگ (ق)، جمعیت علمائے اسلام (ف)، جمعیت علمائے اسلام (س)، جماعۃ الدعوۃ اور بعض دیگر جماعتوں کا یہ موقف ہے کہ پاکستان کو مشکل کی گھڑی میں سعودی عرب کا ہر صورت میں ساتھ دینا چاہیے۔ اس کے بالمقابل تحریک انصاف، ملی یکجہتی کونسل اور جماعت اسلامی کا موقف یہ ہے کہ پاکستان کو تنازعہ میں ثالث کا کردار ادا کرنا چاہیے۔ جبکہ بعض شیعہ اور بریلوی مکاتب فکر کی تنظیمیں ایک الگ موقف رکھتی ہیں۔

میرا اس تنازعہ کے بارے میں موقف یہ ہے کہ دنیا بھر میں جہاں کہیں بھی خانہ جنگی ہو اس کے تدارک کے لیے پہلی کوشش تو یہی ہونی چاہیے کہ مذاکرات کے ذریعے جنگ بندی کروائی جائے لیکن اگر ایسی صورت ممکن نہ ہو تو اپنے قومی مفاد کو مدنظر رکھ کر فیصلے کرنے چاہییں۔

سعودی عرب پاکستان کا دیرینہ دوست ہے اور اس نے ہر مشکل گھڑی میں پاکستان کا ساتھ دیا ہے۔ پاکستان کی معاشی معاونت کے حوالے سے بھی سعودی عرب کی ایک لمبی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تاریخ ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ دنیا بھر کے مسلمانوں کی حرمین شریفین کی وجہ سے سعودی عرب کی سرزمین سے گہری روحانی اور دینی وابستگی ہے۔ اس لیے اگر پاکستان فریقین کے درمیان صلح کروانے پر قادر نہیں ہوتا تو پاکستان کو قومی اتفاق رائے کے ساتھ سعودی عرب کا ساتھ دینا چاہیے۔ جو عناصر سعودی عرب کے خلاف سخت موقف رکھتے ہیں انھیں اس امر پر غور کرنے کی ضرورت ہے کہ اگر مسلح بغاوت افغانستان، قبائلی علاقہ جات اور شام میں قابل قبول نہیں تو پھر اسے یمن میں بھی درست قرار نہیں دیا جا سکتا۔ پاکستان کا قومی مفاد حوثی قبائل سے نہیں بلکہ سعودی عرب سے وابستہ ہے اور اس مسئلے کو تعصب کی بجائے اصولی بنیادوں پر طے کرنا چاہیے۔ اگر آج ریاست پاکستان نے سعودی عرب کا ساتھ نہ دیا تو کل حکومت اور ریاست پاکستان کے اہم معاملات میں سعودی عرب سے تعاون کی توقع نہیں رکھ سکے گی۔ گو ملی یکجہتی کونسل نے اس تنازعہ میں پاکستان کے ثالث بننے کی سفارش کی ہے لیکن میں نے ملی یکجہتی کونسل کی مجلس عاملہ کے اجلاس میں بھی مشورہ دیا تھا کہ اگر صلح کرانا ممکن نہ ہو تو پاکستان کو اپنے قومی مفاد میں درست فیصلہ کرتے ہوئے دیکھنا چاہیے کہ متنازعہ فریقین میں کون سا فریق پاکستان کا معاون اور دوست رہا۔

نوٹ: دوسری خبر کا تعلق تحریک انصاف کی اسمبلی میں واپسی اور تیسری خبر کم عمری کی شادی کے حوالے سے ہے۔ لہٰذا موضوع کے متعلق پہلی خبر ہے جس میں علامہ ابتسام صاحب نے اپنا نقطۂ نظر پیش کر دیا ہے۔ (قاری محمد یعقوب شیخ)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امامِ کعبہ کی عوامی سفارت کاری

26 اپریل 2015

نجم ولی خان

جامعہ اشرفیہ میں امام کعبہ حضرت خالد الغامدی نے بہت ہی مہربان ہو کے میرا ہاتھ تھاما، میں نے ان سے کہا کہ ہماری پارلیمنٹ نے اپنے سعودی بھائیوں کے ساتھ غیر جانبدار رہنے کی ایک قرارداد منظور کی تھی، میں بطور صحافی آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ پاکستانی قوم کسی طور بھی غیر جانبدار نہیں ہے، وہ یمن میں طاقت کے زور پر جائز حکومت کے خاتمے کو غلط اور حرمین شریفین کے تحفظ کو اپنے ایمان کا حصہ سمجھتی ہے، پارلیمنٹ کی طرف سے غیر جانبداری کا موقف پاکستانیوں کی ترجمانی نہیں اور اب تو پاکستان کی حکومت نے بھی اس سے علیحدگی اختیار کر لی ہے، امام کعبہ مسکرائے، یہ ان کی طرف سے اس یقین دہانی پر دلی خوشی کا اظہار تھا کہ پاکستانی اپنے سعودی بھائیوں کے ساتھ کھڑے ہیں، یہ یقین دہانی ابھی کچھ دیر پہلے ہی ایک سیمینار کی صورت میں مہتمم جامعہ اشرفیہ حضرت مولانا فضل الرحیم نے بھی کروائی تھی اوراس سے قبل وزیراعظم نواز شریف، آرمی چیف جنرل راحیل شریف کے ہمراہ سعودی عرب کے دورے میں بھی کروا چکے ہیں۔

سیاسی نابالغوں کے اصرار پر پارلیمنٹ کی قرارداد میں شامل ہونے والے 'غیر جانبدار' کے لفظ نے پاکستان اور پاکستانیوں کو جونقصان پہنچایا تھا میرے خیال میں اس کا آہستہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آہستہ ازالہ ہو رہا ہے۔ غیر جانبداری کے لفظ نے کچھ معصوم پاکستانیوں کو مسحور بھی کیا مگر وہ یہ بھول گئے کہ حق اور باطل کی لڑائی میں غیر جانبدار رہنا بھی جرم ہے۔ میرے خیال میں یہی وہ وجہ ہے کہ امام کعبہ کو کعبے کے تحفظ کے لیے عوامی سفارت کاری کی ذمہ داری سرانجام دینا پڑی۔

مجھے کہنے دیجیے، وہ سعودی عرب نہیں بلکہ اللہ کے گھر کے سفیر کے طور پر مملکت خداداد کے دورے پر ہیں، میں نے سوچا کہ میرے دیوبندی بھائی تو نسبت کے قائل نہیں، یہ خوبی تو بریلویوں کو بھاتی مگر خانہ کعبہ سے نسبت اتنی بڑی شے ہے کہ اسے نظرانداز نہیں کیا جا سکتا۔ ان پر پھولوں کی پتیاں نچھاور ہو رہی تھیں، لوگ ان کی گاڑی اور نشست کے آگے پیچھے دیوانہ وار ہو رہے تھے، مجھے سیمینار میں شرکت کی دعوت پرانے دوست مجیب الرحمان انقلابی نے دی اور ہردم مسکرانے والے حافظ اسعد عبید کے بہت ہی مہربان بھائی حافظ عبدالرشید کی مہربانی سے امام کعبہ سے ملاقات کا اعزاز بھی حاصل ہوا۔ مجھے بار بار احساس ہو رہا تھا کہ مجمع ڈسپلن کی پابندی نہیں کر رہا مگر ان میں سب سے آگے تو ہمارے میڈیا کے دوست تھے۔

میڈیا پروفیشنلز کو ایک طرف رہنے دیجیے اب تو ہر شخص کے ہاتھ میں سمارٹ فون کی صورت ایک کیمرہ موجود ہے اور ہر شخص ہی یہ چاہ رہا تھا کہ وہ امام کعبہ کی ایک ایک جنبش اور ایک ایک لفظ کو اپنے کیمرے میں قید کر لے۔ جامعہ اشرفیہ اپنی گنجائش سے بھی زیادہ نمازیوں سے بھری ہوئی تھی، باہر سڑک پر بھی دریاں اور صفیں بچھی ہوئی تھیں، اس سے ایک روز پہلے امام کعبہ کی امامت میں نماز جمعہ ادا کرنے کے خواہش مندوں نے پاکستان کی سب سے بڑی اور دنیا کی ساتویں بڑی مسجد کو بھی کھچا کھچ بھر دیا تھا۔ میں نے دیکھا کہ امام کعبہ مسلمانوں میں اخوت کا بیان کرتے ہوئے جذباتی ہو رہے تھے، انھوں نے کہا کہ وہ عرب بھی ہیں اور پاکستانی بھی ہیں، انھوں نے خود کو پاکستانی کہہ کر میرا مان اپنے سعودی دوستوں پر بڑھا دیا اور جب انھوں نے اپنے رب کے حضور یہ دعا کی کہ جنت میں ہم اور وہ رسول

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سب اکٹھے ہوں تو ان کی آنکھیں بھیگ گئیں، لفظ ٹوٹنے اور رکنے لگے۔ مجھے یقین ہو رہا تھا کہ اتنی پرخلوص دعا کبھی رد نہیں ہو سکتی۔ جب انھوں نے حرمین شریفین کے تحفظ کی بات کی تو میرے خیال میں کون سا ایسا مسلمان ہو گا جو امام کعبہ کے اس مؤقف کو رد کرے گا، سابق صدر رفیق تارڑ نے حکیم الامت کا ایک شعر یاد دلایا جسے مولانا فضل الرحیم نے اپنی تقریر کا حصہ بنالیا......

دنیا کے بت کدوں میں پہلا وہ گھر خدا کا
ہم اس کے پاسباں ہیں وہ پاسباں ہمارا

امام کعبہ فرماتے ہیں کہ اسلام میں تشدد اور دہشت گردی کی گنجائش نہیں تو سو فیصد درست کہتے ہیں، وہ اتنی ہی درست نشاندہی کرتے ہیں کہ دشمن پروپیگنڈا کرتے ہوئے اسلام کو تشدد اور نفرت کے مذہب کے طور پر پیش کر رہے ہیں حالانکہ اسلام تو نام ہی امن اور سلامتی کا ہے۔ امام کعبہ سے بڑھ کے ہمارے لیے راہ نما کون ہو سکتا ہے، کوئی بھی نہیں، کچھ عاقبت نااندیش کعبہ کی امامت کو سعودی حکمرانوں کی قیادت کے ساتھ سیاسی طور پر جوڑ دیتے ہیں، میں اگر لمحے بھر کے لیے ان کا مؤقف مان بھی لوں کہ سعودی حکمران اس طرح کے جمہوری طور پر منتخب حکمران نہیں ہیں جس طرح برطانیہ، امریکہ اور ہندوستان کے ہیں تو کیا میں اس کے ساتھ یہ بھی مان لوں کہ میرے رب نے اپنے گھر کی کنجیاں ان لوگوں کے حوالے کر رکھی ہیں جو اس کے اہل نہیں ہیں، میری توبہ، میں تو ایسا سوچ بھی نہیں سکتا، کعبۃ اللہ کی امامت سو فیصد ایک دینی معاملہ ہے جسے سیاست کے ساتھ نہیں جوڑا جا سکتا، میں کعبے کے امام کی نافرمانی اس لیے نہیں کر سکتا کہ کچھ دنیاداروں کی نظر میں وہ جمہوری طور پر منتخب حکمرانوں کے نامزد کردہ نہیں، میرے پاس واضح دلیل ہے کہ میرا دین اسلام ہے، جمہوریت نہیں۔

میں سیاسی نظام کے طور پر تو جمہوریت کی حمایت کر سکتا ہوں مگر اسے دین کے طور پر اختیار نہیں کر سکتا۔ اپنے گھر میں میرے رب نے جسے مسند عطا کر دی، میں اس پر انگلی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اٹھانے والا کون ہوتا ہوں۔ یہ جہان میرے رب کا ہے اور اسی نے فیصلہ کرنا ہے کہ کسے کہاں بٹھانا ہے، اطیعوا اللہ و اطیعو الرسول واولی الامر منکم، کچھ یہ بھی کہتے ہیں کہ سعودی عرب اور سعودی حکمرانوں کو درپیش خطرات کو خانہ کعبہ اور روضہ رسول کو لاحق خطرات کے طور پر پیش نہیں کرنا چاہیے۔ میں نہیں جانتا کہ سعودی عرب کو درپیش خطرات واقعی خانہ کعبہ کو بھی درپیش خطرات ہیں یا نہیں مگر میں ان سرحدوں پر بدامنی نہیں برداشت کر سکتا، جن کے اندر میرے رب کا امن اور سلامتی والا گھر ہے، میرے رب کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا آنکھوں اور روح کو ٹھنڈک بخشنے والا روضہ ہے۔

مجھے یاد آیا کہ اس سے پہلے خانہ کعبہ کے سب سے سینئر امام حضرت عبدالرحمان السدیس بھی تشریف لائے تھے تو اس وقت پنجاب کے وزیراعلیٰ چودھری پرویز الٰہی تھے، ان کی مہربانی سے میری حضرت عبدالرحمان السدیس سے بھی ان کی رہائش گاہ پر ملاقات ہوئی تھی۔ میرے دل میں حافظ اسعد عبید، حافظ عبدالرشید اور مجیب الرحمان انقلابی کے لیے شکریئے کے جذبات موجزن ہونے لگے کہ اگر وہ مجھے یاد نہ رکھتے تو میں حضرت خالد الغامدی کی زیارت نہ کر پاتا، میں سوچنے لگا کہ اگر امام کعبہ کی مصروفیات کو حکومت پنجاب خود ترتیب دیتی تو زیادہ بہتر ہوتا۔ وزیراعلیٰ پنجاب شہباز شریف نے امام کعبہ کو عشائیہ دیا اور اس عشائیے میں اپنے خاندان کے لوگوں اور پیاروں کو مدعو کر لیا حالانکہ یہ لوگ تو اپنی بے پناہ دولت کی وجہ سے حرم کی زیارت کرتے ہی رہتے ہیں۔ یہ اہم موقع تھا اور حکومت پنجاب کو لاہور جیسے شہر میں دانشوروں ،کالم نگاروں اور سینئر صحافیوں کے ساتھ کم از کم ایک نشست ضرور رکھنی چاہیے تھی، آن دی ریکارڈ سوال جواب چاہے نہ ہوتے، اسے ایک بریفنگ ،ظہرانے یا عشائیے کا ہی نام دے دیا جاتا۔

امام کعبہ خالد الغامدی یہاں حکمرانوں کے ساتھ پبلک ریلیشننگ سے کہیں زیادہ سعودی عرب میں حرمین شریفین کے ایشو پر غیر جانبداری کے تاثر اور خیال کی نفی کے لیے تشریف لائے اور یہی وجہ ہے کہ وہ نمازوں کی امامت کر رہے اور ہر مقام پر ہزاروں، لاکھوں کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کامیابی کے ساتھ اپنا پیغام پہنچا رہے ہیں۔ اگر حکومت اپنی ذمہ داری کا احساس کرتی تو بہت سارے کالم نگار اور اینکر پرسن ان کی بات کو اپنے کالموں اور پروگراموں کے ذریعے آگے بڑھا رہے ہوتے، رائے عامہ ہموار کر رہے ہوتے۔ یہ حکومت کی کمزوری اور غلطی کا نتیجہ ہے کہ امام کعبہ کو یہاں حرمین شریفین کے تحفظ کے لیے عوامی سفارت کاری کرنا پڑ رہی ہے۔ امام کعبہ کی جامعہ اشرفیہ جیسے تاریخی ادارے میں آمد اور نماز کی امامت اس ادارے کے مہتممین کے لیے اعزاز کا باعث ضرور ہے مگر اصل میں جامعہ اشرفیہ والے حکمرانوں کی وہ ذمہ داری ادا کر رہے ہیں جس میں انھوں نے کوتاہی کا مظاہرہ کیا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یمن تنازع۔ پاکستان کی سفارتکاری کا امتحان

15 اپریل 2015

اشتیاق بیگ

یمن تنازع پر پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس میں منظور کی جانے والی متفقہ قرارداد اور خلیجی ملک کے وزیر خارجہ کے جارحانہ بیان نے صورتحال کو گمبھیر بنا دیا ہے جسے مزید خراب ہونے سے بچانے کے لیے گزشتہ دنوں سعودی وزیر مذہبی امور ہنگامی دورے پر پاکستان پہنچے جنھوں نے پارلیمنٹ کی قرارداد کو پاکستان کا داخلی معاملہ قرار دیا اور امید ظاہر کی کہ مشکل وقت میں پاکستان، سعودی عرب کا ساتھ دے گا جس کے بعد وزیراعظم نواز شریف کو بھی یہ واضح موقف اختیار کرنا پڑا کہ خلیجی ممالک پارلیمنٹ کی قرارداد کو سمجھ نہ سکے، سعودی عرب اسٹریٹجک اتحادی ہے جس کے ساتھ کندھے سے کندھا ملا کر چلیں گے اور پاکستان اپنے دوستوں اور اسٹریٹجک پارٹنرز کو مشکل وقت میں تنہا نہیں چھوڑے گا۔

یمن تنازع پر پارلیمنٹ کا غیر جانبدار رہنے کا فیصلہ یقیناً آسان فیصلہ نہ تھا کیونکہ فوج بھیجنے کی درخواست ایسے ملک کی جانب سے کی گئی تھی جس کے پاکستان پر بے شمار احسانات ہیں۔ ہم وہ دن کبھی نہیں بھول سکتے جب 1998ء میں ایٹمی دھماکے کے بعد پاکستان پر اقتصادی پابندیاں عائد کردی گئی تھیں اور ایسی مشکل صورتحال میں سعودی عرب وہ واحد ملک تھا جس نے عالمی پابندیوں کے باوجود پاکستان کی ہر طرح سے مدد کی تھی۔ اسی طرح کچھ ماہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قبل جب پاکستان کے زرمبادلہ کے ذخائر انتہائی نچلی سطح پر آ گئے تھے، سعودی عرب نے کسی شرائط کے بغیر پاکستان کو ڈیڑھ ارب ڈالر کی گرانٹ دی جبکہ سعودی عرب و خلیجی ممالک میں 30 لاکھ سے زائد پاکستانی روزگار سے وابستہ ہیں۔ تجزیہ نگاروں کے مطابق حکومت نے پارلیمنٹ میں یمن تنازع کو غیر سنجیدہ طریقے سے ہینڈل کیا اور تنازع پر پاکستان کے غیر جانبدار رہنے کی غلط طریقے سے تشریح کی گئی، اگر قرارداد میں یہ واضح کر دیا جاتا کہ پاکستان کے غیر جانبدار رہنے کا تعلق یمن یا سعودی عرب سے ہے تو یہ ابہام نہ پیدا ہوتا اور نہ ہی وزیراعظم کو مذکورہ بیان دینے کی ضرورت پیش آتی۔

پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس سے قبل حکومت نے وزیر دفاع کی قیادت میں اعلیٰ سطحی وفد جس میں چیف آف جنرل اسٹاف سمیت مسلح افواج کے سینئر نمائندے بھی شامل تھے، کو سعودی عرب بھیجا جس سے یہ تاثر ابھرا کہ پاکستان، سعودی عرب کے دفاع کے لیے پرعزم ہے۔ پارلیمنٹ کے اجلاس کے پہلے دن وزیر دفاع خواجہ آصف نے پارلیمنٹ کو صرف یہ بتایا کہ سعودی عرب نے پاکستان سے فوج، لڑاکا طیارے اور بحری جہاز مانگے ہیں جس کی انھوں نے

کوئی تفصیلات پیش نہیں کیں کہ آیا برادر ملک کو پاکستانی افواج اپنے دفاع کے لیے چاہیے یا حوثی باغیوں کے خلاف کارروائی کے لیے جبکہ وزیراعظم نواز شریف نے بھی پارلیمنٹ میں اپنی مختصر تقریر میں یمن تنازع پر کوئی وضاحت پیش نہیں کی اور پارلیمنٹ میں جو تقریریں ہوئیں، وہ بھی سطحی معاملات کی تھیں۔

وزیر دفاع نے سعودی درخواست کو پارلیمنٹ میں جس انداز میں پیش کیا، اس سے یہ تاثر ابھرا کہ سعودی عرب، پاکستان کے دفاعی ساز و سامان کا محتاج ہے حالانکہ دنیا جانتی ہے کہ سعودی عرب کے پاس پاکستان سے زیادہ دفاعی ساز و سامان موجود ہیں اور سعودی عرب گزشتہ سال 6 ارب ڈالر سے زائد کا اسلحہ خرید کر اسلحہ خریدنے والے ممالک میں سرفہرست ہے۔ یہ بات قابل غور ہے کہ سعودی درخواست پر پارلیمنٹ میں مختلف جماعتوں کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اراکین کا سخت ردعمل دیکھنے میں آیا جس سے سعودی عرب میں یہ تاثر ابھرا کہ پاکستان کی پارلیمنٹ میں (ن) لیگ ہی وہ واحد جماعت ہے جو سعودی عرب کی حمایتی ہے جبکہ دیگر جماعتیں مخالف ہیں۔ شاید حکومت سعودی عرب کو یہی پیغام دینا چاہتی تھی کہ وہ سعودی عرب کی مدد کے لیے تیار ہے مگر دیگر جماعتیں راستے میں رکاوٹ بنی ہوئی ہیں۔ واضح ہو کہ سعودی عرب میں پہلے ہی یہ تاثر پایا جاتا ہے کہ پیپلز پارٹی حکومت ایران اور (ن) لیگ حکومت سعودی نواز ہے۔

قرارداد کی منظوری کے بعد یہ خیال کیا جارہا تھا کہ برادر ملک ہونے کے ناطے پاکستان کی مشکلات کو سمجھا جائیگا مگر دوست ممالک کے لیے یہ قرارداد غیر متوقع تھی جس سے انھیں شدید مایوسی ہوئی اور خلیجی ملک کے وزیر خارجہ کا یہ سخت بیان سامنے آیا کہ ''یمن تنازع پر پاکستان وترکی کا جھکاؤ ایران کی جانب ہے اور پاکستان کو یمن تنازع پر متضاد ومبہم رائے کی بھاری قیمت چکانا پڑے گی۔'' خلیجی ملک کے وزیر کے مذکورہ بیان پر پاکستان کے دفتر خارجہ نے خاموشی اختیار کیے رکھی تاہم چوہدری نثار وہ واحد حکومتی وزیر تھے جنھوں نے سخت ردعمل کا اظہار کرتے ہوئے بیان کو پاکستان کی توہین اور عوام کی عزت نفس کی ہتک کے مترادف قرار دیا۔ بیان پر پاکستان کے عوام میں بھی ردعمل دیکھنے میں آیا جن کی بے شمار ای میلز اور ٹیلیفون کالز مجھے موصول ہوئیں۔ ایک ای میل میں تحریر تھا کہ ''پاکستان 180 ملین افراد کا نیوکلیئر ملک ہے جس کے عوام کسی ملک کے وزیر کی دھمکی سے مرعوب ہونے والے نہیں۔

ای میل میں مزید تحریر تھا کہ مڈل ایسٹ کی ریاستوں کی ترقی میں پاکستان کے محنت کشوں کا خون پسینہ شامل ہے، اگر کوئی یہ سمجھتا ہے کہ وہ ان پاکستانیوں کو وطن واپس بھیجنے کی دھمکی دے کر پاکستانی عوام کو مرعوب کرلیں گے تو یہ ان کی غلط فہمی ہے کیونکہ پاکستان کے محنت کش خالی پیٹ بھی اپنا سینہ تان کر عزت سے جینا جانتے ہیں، ان دھمکیوں سے وہ پاکستانی سیاستدان مرعوب ہوں گے جنھیں یہ ڈر ہے کہ کہیں ان کی کرپشن سے حاصل کی گئی دولت جو ان ریاستوں کے بینکوں میں موجود ہے اور رئیل اسٹیٹ میں کی گئی سرمایہ کاری ان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ہاتھ سے نہ نکل جائے۔ واضح ہو کہ پاکستانی امراء اور سیاستدانوں نے ایک خلیجی ملک کے رئیل اسٹیٹ میں 20 ارب ڈالر سے زائد کی سرمایہ کاری کر رکھی ہے اور یہ پاکستانی گزشتہ سال خلیجی ملک میں 2 ارب ڈالر کی سرمایہ کاری کر کے دوسرے نمبر پر رہے تھے جس پر میں گزشتہ ماہ کالم بھی تحریر کر چکا ہوں۔

یمن تنازع پر ثالثی کے لیے وزیراعظم پاکستان کے دورہ ترکی اور ترک صدر کے دورہ ایران کے بعد گزشتہ دنوں ایرانی وزیر خارجہ پاکستان تشریف لائے جنھوں نے یمن میں جنگ بندی پر زور دیا لیکن ہمارا برادر ملک ایسا کرنے پر راضی نہیں کیونکہ یمن کے صدر منصور الہادی کی جمہوری حکومت کا تختہ الٹنے والے حوثی باغیوں جنھیں ایران کی پشت پناہی حاصل ہے اور ایران انھیں روزانہ 3 بحری جہازوں کے ذریعے اسلحہ فراہم کر رہا ہے، کو وہ یمن پر برسراقتدار نہیں دیکھنا چاہتا، اگر ایسا ہوا تو یمن میں ایران کا اثر و رسوخ بڑھ جائے گا جس سے سعودی عرب کی سلامتی کو خطرات لاحق ہوں گے۔ سعودی عرب نے مشکل وقت میں ہمیشہ پاکستان کا ساتھ دیا ہے۔ یمن تنازع پر بحث کے لیے زیادہ اچھا ہوتا کہ پارلیمنٹ کا ان کیمرہ اجلاس بلا کر متفقہ قرارداد منظور کی جاتی تاکہ اراکین پارلیمنٹ کی تقاریر سے دوست ملک کی دل آزاری نہ ہوتی تاہم موجودہ صورتحال میں اچھی سفارتکاری یہ ہے کہ سعودی عرب کی توقعات بھی پوری ہو جائیں اور پاکستان، یمن تنازع پر غیر جانبدار بھی رہے جو سفارتکاری کا اصل امتحان ہے۔ حکومت پاکستان کو چاہیے کہ وہ یہ باور کرائے کہ پاکستان نے تاریخی طور پر ہمیشہ خود کو امت مسلمہ کے تنازع سے الگ رکھا ہے بالخصوص ایسے تنازعات جن میں فرقہ واریت کے عنصر شامل ہوں کیونکہ ایسے تنازعات میں شامل ہونے سے فرقہ واریت کی آگ پاکستان میں بھی پھیل سکتی ہے۔

حکومت یہ بھی واضح کرے کہ پارلیمنٹ کی قرارداد سعودی عرب و اتحادی ممالک کے خلاف ہرگز نہیں اور اگر یمن تنازع کی وجہ سے سعودی عرب کی خودمختاری و سلامتی کو نقصان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہنچنے کا خطرہ محسوس کیا گیا تو پاکستان، سعودی عرب کا بھرپور دفاع کرے گا۔

نوٹ: یہ بات نہیں بھولنی چاہیے کہ سعودی عرب ہمارا برادر اسلامی ملک ہے۔ جس نے ہر مشکل گھڑی میں ہمارا ساتھ دیا ہے۔ اور ایسا ہی گہرا تعلق دیگر عرب ممالک کے ساتھ ہے۔ UAE کے وزیر خارجہ کے بیان کو دھمکی نہیں بلکہ شکوہ تصور کیا جائے تو زیادہ بہتر ہوگا۔

یہ انھوں نے ایک نیوکلیئر ملک کو دھمکی نہیں اس سے شکوہ کیا ہے، اور انہی اظہار شکوہ کا تو حق دیا جائے۔

اس بیان کو دھمکی سے تعبیر کرنے والا بھی ایک مخصوص طبقہ ہے۔ جو یہ بھی کہتا ہے۔ کہ پاکستان نے سعودی عرب کا ساتھ دیا تو فرقہ واریت کی آگ پاکستان میں پھیل جائیگی۔

جبکہ یہ جنگ فرقہ وارانہ ہے ہی نہیں۔

سوچنے کی بات یہ ہے کہ اگر ایران حوثی باغیوں کی مدد کرتا ہے تو پھر فرقہ وارانہ لڑائی کا خطرہ نہیں.....؟ (قاری محمد یعقوب شیخ)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مشترکہ اسلامی فوج کی تشکیل۔ وقت کی اہم ضرورت

22 اپریل 2015

اشتیاق بیگ

یمن کے حالیہ تنازع میں خلیج کے عرب ممالک میں یہ سوچ پیدا ہوئی کہ دیگر اسلامی ممالک اُن کے ساتھ نہیں اور عرب ممالک کی سیکورٹی صرف عربوں کی ذمہ داری ہے جس کی غمازی خلیجی ملک کے وزیر خارجہ کے اس بیان سے بھی ہوئی جس میں انھوں نے پارلیمنٹ میں منظور ہونے والی قرارداد کے بعد کھلے الفاظ میں یہ موقف اختیار کیا کہ ''خلیج عرب اس وقت خطرناک جنگ میں ہیں اور ان کی اسٹریٹجک سیکورٹی خطرے کے دہانے پر ہے، ایسی صورتحال میں لیبیا سے لے کر یمن تک کی سیکورٹی کی ذمہ داری عرب ریاستوں کی ہے لیکن اسلام آباد، انقرہ کے لیے خلیجی ممالک کے بجائے تہران زیادہ اہم ہے۔'' شاید یہی وہ سوچ تھی جس کی بناء پر پاکستان اور ترکی، یمن کے معاملے پر ثالثی کا کردار ادا کرنے کے لیے تیار تھے لیکن خلیجی ممالک آمادہ نظر نہ آئے اور انھوں نے او آئی سی کا اجلاس بلانے کے بجائے عرب لیگ کا اجلاس بلانے کو ترجیح دی۔

مصر کے شہر شرم الشیخ میں منعقد کیے گئے عرب ممالک کے سربراہان کے مشترکہ اجلاس میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ عرب ممالک کے 40 ہزار فوجیوں پر مشتمل ''عرب فوج'' تشکیل دی جائے جس کی اولین ترجیح تمام عرب ممالک کی سلامتی کو یقینی بنانا ہو، یہ فوج عارضی نہیں بلکہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مستقل بنیاد پر قائم کی جائے جو رضا کارانہ طور پر عرب ممالک کی منشاء کے مطابق کسی بھی جگہ کارروائی کر سکے۔'' عرب ممالک کی مشترکہ فوج کی تشکیل کے لیے رواں ہفتے مصر کے دارالحکومت قاہرہ میں تمام عرب ممالک کے فوجی سربراہان کا اجلاس منعقد ہو رہا ہے جس میں مذکورہ تجاویز کو حتمی شکل دی جائے گی۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ یمن میں پراکسی جنگ جاری ہے جس میں ایک برادر عرب ملک اور ایران ایک دوسرے کو نیچا دکھانے میں مصروف ہیں لیکن حالیہ دنوں میں یمن کے تنازع نے مزید شدت اختیار کر لی ہے اور یمن پر عرب اتحادی افواج کے حملوں میں تیزی آگئی ہے جس پر ایران نے دھمکی دی ہے کہ ''اگر یمن میں فوجی کارروائی بند نہ کی گئی تو ایران، سعودی عرب کے خلاف فوجی کارروائی سے بھی گریز نہیں کرے گا۔'' موجودہ صورتحال میں اس امکان کو رد نہیں کیا جا سکتا کہ دو اسلامی ممالک کے مابین ہونے والی یہ جنگ کسی وقت بھی بڑی جنگ میں تبدیل ہو سکتی ہے جو پورے خطے کو اپنی لپیٹ میں لے سکتی ہے۔ اسلامی ممالک کی قیادت کو چاہیے کہ وہ اپنے اختلافات کو اتنا نہ بڑھائیں کہ یہ جنگ کسی بڑی جنگ میں تبدیل ہو جائے کیونکہ یمن میں جو کچھ ہو رہا ہے، اگر یہ اسی طرح جاری رہا تو پھر یہاں امریکہ و یورپی طاقتیں داخل ہو سکتی ہیں جو یمن کے ہمسایہ ممالک کے لیے مزید خطرناک صورتحال اختیار کر سکتی ہیں۔ غیر عرب ممالک کو عربوں سے ہمیشہ یہ شکایت رہی ہے کہ وہ پہلے عرب اور بعد میں مسلمان کہلانا پسند کرتے ہیں اور عرب ممالک کے مفادات ان کی اولین ترجیح ہوتی ہے۔

ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ یمن تنازع کے حل کے لیے سعودی عرب اور اتحادی ممالک او آئی سی کا ہنگامی اجلاس طلب کرتے اور پاکستان و ترکی جیسے اہم ممالک ثالثی کا کردار ادا کرتے ہوئے مسئلے کا سیاسی حل تلاش کرتے مگر شاید عرب اور اتحادی ممالک کو یہ گوارہ نہ تھا جنھوں نے او آئی سی کے بجائے عرب لیگ کا اجلاس بلانے کو ترجیح دی۔ دکھ اور افسوس کی بات یہ ہے کہ یمن کا بحران ہو یا شام و عراق میں جاری لڑائی، لیبیا ہو یا کوئی اور مسلمان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ملک، نقصان صرف مسلمانوں کا ہو رہا ہے اور 56 اسلامی ممالک کی تنظیم او آئی سی کسی بھی معاملے میں اپنا فعال کردار ادا کرنے سے قاصر اور بے بس دکھائی دیتی ہے۔

میں پہلے بھی اپنے کالم میں تحریر کر چکا ہوں کہ یمن تنازع عالمی طاقتوں کی سازش ہے تاکہ مسلمانوں کو سنی، شیعہ، عرب و غیر عرب میں تقسیم کر کے ان کی بڑھتی ہوئی طاقت کو ختم کیا جاسکے لیکن افسوس کہ مسلمان عالمی طاقتوں کی سازشوں کو سمجھنے سے قاصر ہیں اور مغرب کے بچھائے گئے جال میں پھنستے جا رہے ہیں، مسلمان ایک طرف عالمی طاقتوں سے بے تحاشہ اسلحہ خرید رہے ہیں تو دوسری طرف اس ہی اسلحے کو دوسرے مسلمانوں کے خلاف استعمال کر رہے ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ پاکستان اور ترکی یمن تنازع کے حل کے لیے او آئی سی کا ہنگامی اجلاس طلب کریں اور مشترکہ عرب افواج کی تشکیل کے بجائے نیٹو کی طرز پر اسلامی ممالک پر مشتمل دفاعی فوج کی تشکیل کی تجویز پیش کریں جو اسلامی ممالک میں امن کے قیام کو یقینی بنانے، تصفیہ طلب امور کو نمٹانے اور اسلامی ممالک کے درمیان تنازعات حل کرانے میں KeeperPeace کا کردار ادا کرے۔ امریکہ، برطانیہ، فرانس، کینیڈا اور دیگر مغربی ممالک اپنے مفادات کے تحفظ کے لیے جب نیٹو کی شکل میں فوج قائم کر سکتے ہیں تو اسلامی ممالک کو بھی چاہیے کہ وہ اپنی مشترکہ فوج تشکیل دیں۔

دنیا میں اس وقت 56 اسلامی ممالک ہیں جن کی آبادی تقریباً ڈیڑھ ارب ہے جبکہ ان ممالک کے پاس ایک کروڑ سے زائد تربیت یافتہ فوجی ہیں۔ یہ اسلامی ممالک اپنے دفاع پر ہر سال اربوں ڈالر خرچ کرتے ہیں لیکن اگر وہ مشترکہ فوج تشکیل دیں اور اپنے دفاعی بجٹ کا صرف 10 فیصد حصہ مشترکہ فوج پر خرچ کریں تو اسلامی ممالک کی مشترکہ فوج، دنیا کی سب سے بڑی اور مضبوط فوج بن کر ابھرے گی جس کے پاس نہ صرف اسلامی جذبہ بھی ہوگا بلکہ جدید تکنیک اور مہارت بھی ہوگی۔ اسلامی فوج کی تشکیل یقیناً دشوار گزار مرحلہ ہوگا جس میں کئی پیچیدگیاں درپیش ہیں لیکن اگر یہ ممکن ہوگیا تو اس سے نہ صرف مسلمانوں کے مابین فرقہ واریت کے اثرات کو زائل کرنے میں مدد ملے گی بلکہ مسلمانوں میں باہمی اخوت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وبھائی چارگی پیدا ہو گی۔

سابق وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو کا شمار اسلامی دنیا کے اُن لیڈروں میں ہوتا ہے جنھوں نے او آئی سی کی تشکیل میں اہم کردار ادا کیا تھا۔ وقت آ گیا ہے کہ پاکستان، او آئی سی کی پرامن فوج کی تشکیل میں اہم کردار ادا کرے کیونکہ ایٹمی طاقت ہونے کے باعث پاکستان اسلامی فوج کی تشکیل و پیشہ وارانہ تربیت میں اہم کردار ادا کرسکتا ہے۔ موجودہ صورتحال میں ضرورت اس بات کی ہے کہ مسلمان اپنی تمام تر توانائیاں مشترکہ دشمن کے خلاف استعمال کریں نہ کہ انھیں باہمی جھگڑوں کی نذر کیا جائے۔ اگر اسلامی ممالک مشترکہ فوج کی تشکیل کے لیے متحد ہو جائیں تو ہم عالمی طاقتوں پر انحصار کرنے کے بجائے فلسطین و کشمیر جیسے مسائل خود ہی حل کر سکتے ہیں بلکہ تمام اسلامی ممالک کا تحفظ یقینی بنا سکتے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

”اے خاصہ خاصانِ رُسل وقت دعا ہے“

16 اپریل 2015

سردار محمد اسلم سکھیرا

یمن بحران اسلامی دنیا میں عدم استحکام' انتشار کا باعث بن سکتا ہے۔ جلد سے جلد اقدامات کیے جائیں۔ یہ فرمان تھا ترکی کے صدر جناب اردگان کا اور انھوں نے مزید فرمایا کوئی ایک نظریہ کسی دوسرے ملک پر مسلط کرنے کی کوشش کی گئی تو مسلم امہ ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو جائیگی۔ بطور مسلمان مختلف نظریات رکھے جا سکتے ہیں۔ انڈونیشیا، ملائشیا، سعودی عرب جانے کو تیار ہوں۔ او آئی سی بھی کردار ادا کرے۔ سعودی عرب، ترکی، ایران مل کر سفارتی حل کی کوشش کریں۔

یہ تھے خیالات ترکی کے صدر کے۔ ہمارے وزیراعظم نواز شریف صاحب فرماتے ہیں کہ یمن بحران مسلم ممالک کے لیے خطرناک ہے،فوری حل نکالا جائے۔

ان خیالات کا اظہار ہمارے وزیراعظم نے ایرانی وزیرخارجہ محمد جواد ظریف کے ساتھ ملاقات میں کیا۔ کیری صاحب امریکہ کے فارن منسٹر فرماتے ہیں ایران نے خطے کو غیر مستحکم کرنے کی کوشش کی تو امریکہ دیکھتا نہیں رہے گا، حوثیوں کے لیے ایران کی حمایت سے بخوبی آگاہ ہیں۔ ایرانی پروازیں آرہی ہیں' ہم نے ان کا سراغ لگایا۔ اتحادیوں کی حمایت جاری رکھیں گے۔ پاکستانی پارلیمنٹ کے جوائنٹ سیشن کی قرارداد کیمطابق

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پاکستان یمن، سعودی عرب جنگ میں فریق نہیں بنے گا، لیکن اگر خانہ کعبہ یا روضہ رسول کو خطرہ ہوا تو پاکستان ہر قسم کی مدد کریگا۔ اس قرارداد کی یو اے ای کے منسٹر نے دھمکی دی ہے کہ اس کے سنگین نتائج بھگتنے کے لیے پاکستان تیار رہے۔ چودھری نثار نے اس دھمکی کی مذمت کی ہے۔ پاکستان کے سیاستدانوں کے خیال میں پاکستان کو غیر جانبدار رہ کر جنگ میں ثالثی کا کردار ادا کرنا چاہیے۔ میاں محمد نواز شریف کے ترکی کے دورے میں ترکی کے صدر سے مشاورت اور ایران کے منسٹر کا پاکستان آ کر پاکستانی حکمرانوں سے مشورہ کرنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ سیکرٹ ڈپلومیسی شروع ہو چکی ہے۔ میاں نواز شریف انڈونیشیا' ملائشیا جانے کے لیے بھی پر تول رہے ہیں۔ ادھر ترکی کے صدر کی بھی یہی خواہش ہے کہ وہ ملائشیا' انڈونیشیا کا دورہ کریں۔ خواجہ آصف نے تو جلد بازی میں یہ بھی کہہ دیا ہے کہ دو چار دن کی بات ہے' جنگ میں سیز فائر ہو جائیگی۔ یہ ہے چیس بورڈ اب دیکھنا یہ ہے کہ اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے۔ یمن سعودی عرب کشمکش خاصی پرانی ہے۔ امریکہ نے مسلم ممالک کے ریسورسز پر قبضہ کرنے کی کوششیں تو کر کے دیکھ لی ہے۔ عراق کی جنگ میں ماسوائے تیل پر قبضہ کرنے کے عراق کو تقسیم کرنے اور شیعہ سنی لڑائی کرانے میں امریکہ کامیاب نہیں ہو سکا۔ لیبیا پر بھی تسلط نہیں کر سکا ماسوائے قذافی کو مروا دیا۔ لبنان میں بھی حزب اللہ سے شکست کھائی۔ مصر میں بھی ماسوائے حکومت بدلنے کے اور کوئی کامیابی نہیں ہوئی۔ افغانستان میں بھی ناکامی مقدر بنی۔ شام میں بھی ایسا ہی ہوا۔ اسکے بعد خیال تھا کہ امریکہ بہادر اب خاموشی سے اپنی اکانومی کو درست کریگا اور دوسرے ملکوں کے معاملات میں دخل اندازی نہیں کریگا' لیکن امریکہ خاموش تماشائی نہیں بنا۔ اب پالیسی جو بنائی گئی ہے وہ یہ ہے کہ مسلمان ملکوں کو آپس میں لڑا کر اسلحہ بھی بیچا جائے اور سعودی عرب اور گلف سٹیٹس کا جو پیسہ امریکہ میں جمع ہے اس کو بھی ہڑپ کیا جائے جس کی مالیت کھربوں میں ہے اور مسلمان ملکوں کو مذہبی تفرقوں میں تقسیم کر کے آپس میں لڑا کر کمزور کیا جائے۔ یہ غالباً نئی امریکی پالیسی ہے۔ امریکہ کی ایران کے ساتھ خاصی دشمنی چل رہی تھی' لیکن یکلخت ایران کے ساتھ نیوکلیئر معاہدے ہو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہے ہیں اور جو ایران کیخلاف پابندیاں لگائی گئی تھی وہ بھی ختم ہونے کے آثار نظر آتے ہیں۔ ادھر سعودی عرب کے ساتھ کچھ عرصہ سے تعلقات میں سرد مہری پائی جاتی تھی۔ اب یکلخت اسکی مدد یمنی جنگ میں کرنے کے لیے بھی امریکہ تیار ہے۔ میرے خیال میں لارنس آف عریبیہ کی رائے کو زندہ کرکے دوبارہ عالم اسلام کو آپس میں مذہبی تفرقہ بازی کے لیے تیار کیا جا رہا ہے۔ حوثی کوئی خاص تعداد میں یمن میں نہیں ہیں' لیکن جو نقشہ بنایا جا رہا ہے شیعہ کو ایران سعودی عریبیہ کیخلاف اسلحہ سے مدد کر رہا ہے۔ آغاز میں تو بات

اتنی تھی کہ سابق حکمران ہادی نے معاہدہ کیا تھا کہ وہ جمہوریت لائے گا جو نہیں لا سکا۔ اس کیخلاف حوثیوں نے جنگ جاری کی ہوئی ہے۔ انکا کہنا ہے کہ اس نے وعدہ خلافی کی ہے۔ عرب لیگ کے حکمران سب اکٹھے ہیں۔ انھیں کہا جا رہا ہے کہ اگر یمن میں جمہوری روایت قائم ہوگئی تو ساری مڈل ایسٹ Kingdom کو خطرہ لاحق ہوگا۔ سعودی عرب اور ایران کے درمیان کشمکش کافی دیر سے چل رہی ہے۔ حزب اللہ حوثیوں کی طرف سے یمن میں لڑ رہی ہے۔ جو ایرانی اسلح اور امداد سے چل رہی ہے۔ اخباری اطلاعات کیمطابق ایرانی اسلحہ سمندری جہازوں کے ذریعہ یمن کے باغیوں کو پہنچایا جا رہا ہے۔ سعودی عرب نے ایرانی جہازوں کو اپنی حدود میں داخل ہونے سے بھی روک دیا ہے۔ امریکہ کی پالیسی بظاہر جو نظر آ رہی ہے وہ اسلامی دنیا کو آپس میں مذہبی تفرقہ سے لڑا کر کمزور کرکے اسلامی ملکوں کی نئی حد بندی کرنا اور انکے وسائل پر قبضہ کرنا ہے۔ سعودی عرب کے وزیر صاحب جو پاکستان تشریف لائے ہیں۔ پاکستان سے سعودی عریبیہ کو توقع ہے کہ ہر قسم کی مدد سعودی عرب کو مہیا کریگا۔ اس میں کوئی شک وشبہ کی گنجائش نہیں کہ سعودی عریبیہ نے پاکستان کی ہر مشکل گھڑی میں مدد کی۔ 1965ء اور 1971ء کی جنگ سے لیکر ہر کرائسز میں سعودی عریبیہ نے پاکستان کی مدد کی۔ کبھی مفت تیل دیا گیا اور کبھی کم قیمت پر تیل دیا گیا ہے۔ جب فوجی حکومت نے میاں نواز شریف کو شکنجہ میں جکڑا تو سعودی حکومت نے میاں نواز شریف اور انکی فیملی کی جان بخشی کرائی اور مہمان بنا کر سعودی عرب رکھا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مڈل ایسٹ میں پاکستانی مزدور گیارہ ارب ڈالر کی remittance کے ذریعہ بھجواتے ہیں اور یورپ کی remittance تین یا چار ارب سے زیادہ نہیں۔ اگر پاکستان عرب لیگ کیساتھ یمن کی لڑائی میں ساتھ دیتا تو یو اے ای کے منسٹر کی دھمکی کے مطابق ان پاکستانیوں کو اگر نوکری سے فارغ کر دیا جائے تو 11 ارب ڈالر کی remittance سے پاکستان محروم ہو جائیگا اور مزدور نوکری سے محروم ہو جائینگے۔ اگر پاکستان سعودی عریبیہ کی جنگ میں فریق بنا ہے تو ایران کیساتھ مخاصمت کی وجہ سے بھارت اور ایران مل کر بلوچستان میں تخریب کاری شروع کرا کر پاکستان میں ایسٹ پاکستان کے المیہ کے 1971ء جیسے حالات پیدا کر سکتے ہیں۔ دوسرے عالم اسلام کو مذہبی تفرقہ بازی کی جنگ میں جھونک کر عالم اسلام میں بھیانک نتائج نکلیں گے۔ امریکہ بہادر کی خواہش یہ ہے کہ ہر صورت عالم اسلام میں آپس میں لڑائی کرا کر اسلامی ملکوں کے ٹکڑے کیے جائیں۔ انکے وسائل پر قبضہ کیا جائے اور اسرائیل مسلمانوں کے ملکوں کو روندتا چلا جائے۔ بین الاقوامی حالات کو اگر گہری نظر سے دیکھا جائے تو پاکستانی پارلیمنٹ کا ریزولیوشن درست تھا' لیکن پاکستان کا دامن چھڑانا بھی اتنا آسان نہیں۔ ایک طرف سعودی حکومت کی توقعات پاکستان سے بہت زیادہ ہیں اور وہ یہ توقع نہیں کر سکتے کہ پاکستان سعودی عریبیہ اور مڈل ایسٹ Kingdom کو بے یارو مددگار چھوڑ دے گا۔ اگر پاکستان انکا ساتھ نہیں دیتا تو پاکستان میں سعودی عرب کے حامی حلقے ہڑتالوں کا سلسلہ شروع کرا دینگے۔ ایران' بھارت سے مل کر بلوچستان میں تخریب کاری شروع کرا دینگے۔ پاکستانی فوج بھارت کے بارڈر' افغانستان کے بارڈر کے علاوہ دہشت گردوں کی بیخ کنی پر مامور ہے۔ اس کے لیے بیرون ملک جنگ میں حصہ لینا مشکل ہوگا اور اگر یہ رسک پاکستان نے لے لیا تو امریکہ بہادر آسانی سے سعودی عریبیہ جنگ سے نکل کر اسے پاکستانی جنگ کا نام دے دیگا۔ اس صورت میں ایران دوسری طرف ہوگا جس کا نتیجہ عالم اسلام میں مذہبی جنگ تفرقہ بازی کی شروع ہو جائیگی جسکے بھیانک نتائج نکلیں گے۔ پاکستان کے وزیراعظم کو چاہیے کہ ترکی کے صدر کے ساتھ مل کر ایران کے صدر،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انڈونیشیا' ملائشیا اور اسلامی کانفرنس کا اہتمام کریں، عالم اسلام کی بقاء کا واسطہ دیکر اس جنگ کو ختم کر دیں۔ اس وقت یہ ایک چنگاری امریکہ نے تیل میں پھینکی ہے۔ پیشتر اسکے یہ بھانبڑ بن کر عالم اسلام کو تباہ و برباد کر دے' اس آگ کو ٹھنڈا کر دینا چاہیے۔ ایران کے وزیر اور ترکی کے صدر کی پاکستان میں آمد سے ظاہر ہوتا ہے کہ معاملات کی سنگینی کا عالم اسلام کے حکمرانوں کو ادراک ہے اور انکی نیک نیتی کے ساتھ دخل اندازی سے سب عالم اسلام کو اس بھیانک صورت سے سرخرو کرنے میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔ بارگاہِ ایزدی میں بھی استدعا ہے اس مشکل کی گھڑی میں مسلمانوں کو عقل دے کہ آپس میں نہ الجھیں اور اسلام میں تفرقہ بازی سے باز رہیں......

اے خاصہ خاصان رُسل وقت دعا ہے
امت پہ تیری آ کے عجب وقت پڑا ہے

امریکی فارن سٹر کا کہنا کہ ایران نے خطے کو غیر مستحکم کرنے کی کوشش کی تو امریکہ دیکھا نہیں رہیگا، حوثیوں کے لیے ایران کی حمایت سے بخوبی آگاہ ہیں۔ ایرانی پروازیں آ رہی ہیں، ہم نے ان کا سراغ لگایا۔

اس بیان کے بعد کوئی چیز مخفی نہیں رہی کہ کون باغیوں کی مدد کر رہا ہے، کون عالم اسلام کے امن کو تباہ کر رہا ہے، کون امت مسلمہ میں خون ریزی چاہتا ہے۔ کس کے جہاز اور افراد باغیوں کی مدد کے لیے رواں دواں ہیں۔

کیا اب بھی پاکستان کو سعودیہ کے ساتھ کھڑا نہیں ہونا چاہیے؟ رہی بات ایران سے مخاصمت کی اور ایران و انڈیا کا مل کر بلوچستان میں کاروائی کرنے کی اور تخریب کاری کی آگ لگانے کی تو وہ پہلے کونسی کمی کر رہے ہیں۔ اس کا شواہد تو منظر عام پر ہیں۔

نوٹ! لیکن! سعودی عرب سے ایسی توقعات نہیں ہیں کہ وہ کسی کافر ملک کے ساتھ ملکر پاکستان کو غیر مستحکم کریگا، ایسا سوچنا بھی گناہ ہے۔ (قاری محمد یعقوب شیخ)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یمن کا تنازع

6 اپریل 2015

نصرت مرزا

مٹی اور دھول سے اٹے ہوئے ملک مگر تیل کی گزرگاہ پر واقع یمن انتہائی اسٹرٹیجک اہمیت کا حامل ہے۔ یہ ملک افغانستان کی طرح حملہ آوروں کے لیے ایک دلدل ثابت ہوتا رہا ہے جہاں سنگلاخ پہاڑ، غاروں کا سلسلہ اور چھپنے کے لیے عجیب وغریب جگہیں ہیں۔ وہ اس وقت خانہ جنگی کا شکار ہے خلیجی ممالک اس پر بمباری کر رہے ہیں، یہ بمباری حوثی قبائل پر ہو رہی ہے جن کا ایران نے حزب اللہ کے طرز پر تربیت دی ہے اور یہ مسلکی طور پر شیعہ تو ہیں مگر 12 اماموں کو نہیں بلکہ صرف 5 اماموں کو مانتے ہیں، جن میں 4 وہ ہیں جن کو اثناعشری شیعہ بھی مانتے ہیں۔ یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ، حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور حضرت زین العابدین رضی اللہ عنہ، اس کے بعد حوثی حضرت زین العابدین کے ایک صاحبزادے حضرت زید کو امام مانتے ہیں اور اثناعشریوں کے مطابق امامت حضرت زین العابدین کے دوسرے صاحبزادے حضرت امام محمد باقر کو ملی۔ یہاں وہ اثناعشری شیعہ سے الگ ہو جاتے ہیں اور سُنّیوں کے قریب، حوثیوں نے یمن کے کثیر علاقے پر سینکڑوں سال حکومت کی ہے اور اس وقت بھی ان کی حکومت تھی جب 60 سال پہلے قومی انقلاب آیا۔ یہ پہاڑوں پر رہنے والے جنگجو لوگ ہیں، ان کی بغاوت کی وجہ تو عرب بہار بنی، اس تحریک کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بنیاد امریکہ نے القاعدہ کو دبانے کے لیے عرب اقوام میں ڈالی۔ حوثیوں نے 30 سال تک حکومت کرنے والے علی عبداللہ صالح اور اس کے ایک بیٹے کے خلاف کرپشن، اُن کی اقربا پروری اور حوثیوں کے خلاف امتیازی سلوک کی وجہ سے بغاوت کی، اس بغاوت میں حاشید قبیلہ پیش پیش رہا اور اسی قبیلے کے ایک جنرل علی محسن الاحمر نے جو آرمی ڈویژن کے سربراہ تھے بغاوت کر دی تھی تو علی عبداللہ صالح نے حکومت اپنے نائب صدر منصور ہادی کے حوالے کر دی۔ علی عبداللہ صالح اور منصور ہادی دونوں حوثی ہیں اور دونوں سعودی عرب کے قریب تھے، اب علی عبداللہ صالح حوثیوں سے مل گئے ہیں ان کی حمایت یافتہ فوج اس وقت یمن کے ایئرپورٹ اور فوجی اڈے پر قابض ہے جبکہ عرب اتحادی افواج وہاں ہی بمباری کر رہی ہیں، حوثیوں کے دو بڑے مقاصد ہیں، ایک تو یہ کہ ملک میں اچھی حکومت قائم ہو اور حکمراں سکہ بند زیدی حوثی ہو۔ انھوں نے اس سلسلے میں یمن کے دیگر قبائلیوں کو بھی اپنے ساتھ ملالیا ہے۔ یمن میں 14 قبائل آباد ہیں، جن میں ازد، باقل، بارق، بنو، ہمدان، بنو حارس، بنو جدام، بنولقم، بنو حج حمیدہ، ماخل، کوہ تاتانات، سباعین، حاشید اور حوثی شامل ہیں، شمالی یمن میں تقریباً 40 فیصد کی آبادی حوثیوں پر مشتمل ہے، باقل قبیلہ پہلے حوثیوں کے ساتھ حمایت میں یکسو نہیں تھا مگر بعد میں اُن کے قبیلے نے بھی حمایت کا اعلان کر دیا۔ جس وقت منصور ہادی نے عنان حکومت سنبھالی اس وقت یمن کا سیاسی، معاشی، فوجی، انتظامی ڈھانچہ ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہوگیا تھا۔ فوج بھی بٹ گئی تھی، کچھ علی عبداللہ صالح کے ساتھ تھی اور کچھ حاشید قبیلے کے ساتھ اور کچھ منصور ہادی کے حمایتی تھے۔ حوثی سخت قسم کا زیدی ازم کا نظام لاگو کرنا چاہتے ہیں، جو نہ شیعوں کو پسند ہوگا اور نہ سُنّیوں کو۔ ماضی میں سعودی یمن کو اپنے زیر اثر علاقہ سمجھتے تھے اور اسی طرح ان قبائل کی مدد کر کے کنٹرول کرتے تھے، جہاں غربت انتہا کی ہے اور پانی کی کمی ہے، ان دونوں چیزوں کو فراہم کرنا صرف سعودی عرب کے بس میں ہے، جبکہ نہ ایران اس پوزیشن میں ہے اور نہ ہی امریکہ۔ امریکہ نے یہاں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سارے حالات کا جائزہ لے کر دھماکہ خیز منصوبے بنا رکھے ہیں، ایک تو وہ پورے عرب ممالک کے نئے نقشے کو جنم دینا چاہتا ہے اور دوسرے وہ مسلم ممالک میں فرقہ وارانہ کشیدگی پیدا کرنا چاہتا ہے۔ اس طرح یہ دونوں منصوبے اس وقت رو بہ عمل ہیں۔ ان میں سے ایک کو پین ون یا کرنل پیٹر رالف منصوبہ اور دوسرا عظیم تر مشرق وسطیٰ منصوبہ کہلاتا ہے، جو انٹرنیٹ پر دیکھے جاسکتے ہیں، ان نئے نقشہ جات میں جس طرح کی سرح بندی کی گئی ہے وہ بھی دیکھی جاسکتی ہے، حوثیوں نے تحریک انصار الاسلام کے نام سے تحریک شروع کی ہوئی ہے جس کا موٹو امریکہ کے خلاف ہے، وہ داعش اور القاعدہ کے بھی سخت مخالف ہیں اور سعودی عرب کے تو بہت ہی مخالف ہیں۔ وہ ایران کے بھی دوست نہیں ہیں مگر حالات و واقعات نے اُن کو ایران سے مدد لینے پر مجبور کر دیا ہے۔ ایران نے اُن حوثیوں کو حزب اللہ کی طرز پر منظم کر دیا ہے۔ اسٹریٹر نامی ایک تھنک ٹینک نے لکھا ہے کہ حوثی اس وقت وہاں کھڑے ہیں جہاں حزب اللہ 1980ء میں تھی، تاہم وہ حوثیوں کو مالی امداد اس مقدار میں نہیں دے سکتا جس مقدار میں حوثیوں کو حکومت چلانے کے لیے ضرورت ہے اور پانی کی فراہمی کے لیے بھی وہ بہت زیادہ کردار ادا نہیں کرسکتا، دوسری طرف خلیجی ملکوں کو ایران کی وجہ سے کئی ممالک میں ہزیمت اٹھانا پڑی ہے۔ ایک تو عراق ایران کی طرف مکمل طور پر مڑ گیا ہے دوسرے اس نے ان کی منشاء کے خلاف بشار الاسد کی حکومت کو قائم رکھا ہوا ہے۔ بحرین میں حکمرانوں کو دباؤ میں لیا ہوا ہے، چوتھے سعودی عرب کے مشرقی صوبے میں بھی ایران کا اثر ورسوخ بڑھ رہا ہے مگر تاریخ میں کبھی ایران کے عرب ممالک پر حملے کی خبر نہیں ملتی۔ سعودی امریکہ اور ایران کے درمیان ایٹمی معاہدے سے ناخوش ہیں جبکہ ایران یمن میں اثر ورسوخ قائم کرنے کا بھی خواہاں ہے، یہ بھی سعودی باہمی کا باعث ہے۔ اب وہ امریکہ کو شک کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ اسی وجہ سے امریکہ کو سعودیوں نے فضائی حملے کی پیشگی اطلاع نہیں دی۔ عالمی سطح پر پریشانی یہ ہے کہ دُنیا بھر کے ہزاروں جہاز ہر سال عدن کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بندرگاہ سے ہو کر گزرتے ہیں، چین کے تو 50 فیصد خام تیل بحر احمر سے گزرتا ہے۔ دُنیا کو خوف یہ ہے کہیں باغی ''باب المندب'' جو بحر احمر میں داخلے کا راستہ ہے بند نہ کر دیں۔ اس سے ساری دُنیا مسائل کا شکار ہو جائے گی۔ اسی وجہ سے تیل کی قیمتیں بڑھ گئی ہیں۔

جس سے سعودی عرب، کویت، روس اور ایران کو خصوصی فائدہ ہوگا۔ چین اس خطہ کو بہت اہمیت دیتا ہے، پاکستان اگرچہ سعودی عرب کی امداد کا ایک معاہدے کے تحت پابند ہے مگر وہ بھی بہت محتاط رویہ اختیار کر رہا ہے۔ روس تا حال خاموش ہے اور امریکہ بظاہر سعودیوں کے ہمراہ ہے۔ پاکستان یہ کہتا ہے کہ وہ سعودی عرب کی سرحدوں کی حفاظت کرے گا مگر یمن میں فوج لڑنے کے لیے نہیں بھیجے گا۔ ایران چاہتا ہے کہ حوثیوں کے خلاف فضائی حملے بند ہو جائیں اور اس کا سیاسی حل نکالا جائے اور اس کے اثر ورسوخ کو مانا جائے۔ ایران یہ بھی نہیں چاہتا ہوگا کہ یمن کا بحران اتنا آگے بڑھ جائے کہ اس کے خلیجی پڑوسیوں سے تعلقات خراب ہو جائیں۔ اس لیے اُن کے وزیر خارجہ نے خلیجی ممالک کا دورہ کیا ہے اور پاکستان کے وزیراعظم نے ترکی کا، امریکہ نے حوثیوں کے لیے یمن میں القاعدہ کے خلاف بمباری کر کے راستہ صاف کیا۔ یمن سے سعودی عرب امریکہ کے لیے بظاہر ان دو منصوبوں جن کا ذکر میں نے اوپر کیا یا جہازوں کے لیے راستہ کھلا رکھنے کے اور کوئی مفاد نہیں ہے۔ سعودی عرب بظاہر اپنے آپ کو محفوظ بنانے، داعش اور القاعدہ کے حملوں سے بچنے کے لیے اس صورتحال کو لیور کے طور پر استعمال کر رہا ہے۔ اور اپنا کردار بڑھانا چاہتا ہے وہ آبنائے عرب میں استحکام لانا چاہتا ہے۔

میرے خیال میں سعودی عرب کو اپنے نئے تصور کو عملی جامہ پہنانے اور امریکہ کو اپنے دو منصوبوں کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کی کوشش میں بہت نقصان ہوگا۔ دُنیا کے مفاد میں یہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں ہے کہ یہ جنگ زیادہ دیر تک جاری رہے اور انسانی المیہ جنم لے اور حوثی بھی زیادہ دیر تک اس طرح نہیں لڑ سکتے، اس لیے حوثیوں کے ساتھ صلح کر لی جائے۔ وہ بھی حوثیوں کو منا کر اس طرح کی زبردستی نہیں جس طرح کی پہلی عالمی جنگ میں Treaty of Vevsasile میں جرمنی پر زبردستی کا معاہدہ تھونپا گیا تھا۔

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یمن کی خانہ جنگی اور مسلم امہ کا کردار

6 اپریل 2015

ڈاکٹر مرزا اختیار بیگ

22 مئی 1990 کو شمالی و جنوبی یمن کے انضمام سے جمہوریہ یمن وجود میں آیا اور یہیں سے یمن میں ترقی کا نیا دور شروع ہوا جس کے بعد یمن کی منڈیاں بین الاقوامی سرمایہ کاروں کے لیے کھول دیا گئیں اور اسی طرح تیل، گیس، پورٹ اینڈ شپنگ، بینکنگ اور ٹیلی کمیونی کیشن کے شعبوں میں بیرونی سرمایہ کاری سے یمن نے معاشی ترقی حاصل کی لیکن آج یہی ملک تقریباً 25 سال بعد خانہ جنگی کی لپیٹ میں ہے جس سے پوری دنیا بالخصوص مسلم امہ اور خطے کے ممالک کو شدید تشویش لاحق ہے۔ یمن کی خانہ جنگی سے ذریعہ معاش کے حصول کے لیے یمن میں مقیم تقریباً 3 ہزار پاکستانی بھی شدید متاثر ہوئے ہیں جن کی وطن واپسی کے لیے میں یمن کے اعزازی قونصل جنرل کی حیثیت سے پاکستان میں موجود ان کے اہل خانہ سے کئی ہفتے سے مسلسل رابطے میں ہوں۔ یمن سے پاکستانی محصورین کو وطن واپس لانے میں یمن میں پاکستان کے سفیر ڈاکٹر عرفان شامی کی کوششوں پر میں اُنہیں خراج تحسین پیش کرتا ہوں جو یمن کے دارالحکومت صنعا کے پر خطر راستوں سے 600 پاکستانیوں جن میں سے تقریباً 140 پاکستانیوں نے صنعا میں اپنے کاروبار کی وجہ سے شروع وطن واپس آنے سے انکار کر دیا تھا، صنعا سے لے کر بذریعہ روڈ الحدیدہ ایئرپورٹ پہنچے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ڈاکٹر عرفان شامی یمن میں گزشتہ چند سالوں سے بحیثیت سفیر تعیناتی کے دوران انتہائی فرض شناسی سے خدمات انجام دے رہے ہیں۔ صنعا سے الحدیدہ کے سفر کے دوران انھوں نے مجھے فون پر بتایا کہ الحدیدہ کا راستہ انتہائی پرخطر ہے اور ان کے قافلے کو حوثی قبائلیوں نے صنعا کی سرحد پر روک رکھا ہے جس پر مجھے نہایت تشویش ہوئی لیکن کچھ دیر بعد یہ خبر آئی کہ ڈاکٹر عرفان شامی کی نہایت ذمہ دارانہ انداز میں حوثی قبائلیوں کو سمجھانے اور وزیراعظم نواز شریف کی ڈاکٹر عرفان شامی سے ٹیلیفون پر بات چیت کے بعد قبائلیوں نے پاکستانی قافلے کو صنعا سے باہر جانے کی اجازت دے دی۔ ڈاکٹر عرفان شامی نے بتایا کہ رات بھی سفر کے بعد جب ہم الحدیدہ پہنچے تو قافلے میں شریک لوگوں کو پاکستانی سفارتخانے کے زیر اہتمام چلنے والے پاکستان انٹرنیشنل اسکول میں ٹھہرایا گیا جہاں سے اگلے روز اُنہیں الحدیدہ ایئرپورٹ پہنچایا گیا۔ پی آئی اے کی پرواز PK-7002 جب ایئرپورٹ پہنچی تو وہاں موجود پاکستانیوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی جنھوں نے تالیاں بجا کر طیارے کا استقبال کیا۔ روانگی سے قبل طیارے کے دروازے بند ہونے کے بعد یہ اطلاع آئی کہ مزید 5 پاکستانی ایئرپورٹ پہنچے ہیں تو طیارے کے کیپٹن محسن نے ان پاکستانیوں کو دوبارہ دروازے کھول کر طیارے میں سوار کیا۔ 503 پاکستانیوں کو لے کر طیارہ جب رن وے پر دوڑنے لگا تو پھر یہ اطلاع دی گئی کہ ابھی ابھی مزید 2 پاکستانی ایئرپورٹ پہنچے ہیں لیکن متوقع فضائی حملوں کے پیش نظر کنٹرول ٹاور نے طیارے کو مغرب سے قبل یمن کی حدود سے نکلنے کی ہدایات دی تھیں لہٰذا پائلٹ کو ان دونوں پاکستانیوں کو ایئرپورٹ پر مجبوراً چھوڑنا پڑا جس کا کیپٹن محسن کو بہت افسوس ہوا۔

دو راتیں جاگنے کے باوجود یمن کے محصور پاکستانیوں کی وطن واپسی کی خوشی میں، میں انھیں لینے ایئرپورٹ پہنچا۔ میرے ساتھ پی آئی اے کے چیئرمین نصیر جعفر اور مینجنگ ڈائریکٹر شاہنواز رحمٰن عملے سمیت ان پاکستانیوں کے استقبال کے لیے موجود تھے۔ ایئرہوسٹس سینکڑوں پھولوں کے ہار اور پاکستانی پرچم لیے کھڑی تھیں جو ہم نے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہر آنے والے مسافر کو خوش آمدید کہتے ہوئے دیئے۔ اس موقع پر وطن پہنچنے والے پاکستانی سربسجود ہو کر پاکستان زندہ باد کے نعرے اور ہمیں گلے لگا کر دعائیں دے رہے تھے۔ یہ منظر دیکھ کر وہاں موجود لوگوں کی آنکھیں اشکبار ہو گئیں۔ طیارے سے سب سے آخر میں یمن میں پاکستان کے سفیر ڈاکٹر عرفان شامی اترے جو اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے مجھے گلے لگا کر رونے لگے۔ مجھے ان پاکستانیوں کی وطن عزیز پہنچ کر خوشی سے دمکتے چہرے ہمیشہ یاد رہیں گے۔ دوسرے مرحلے میں یمن میں مقیم دیگر پاکستانیوں کو وطن واپس لانے کے لیے پی آئی اے کا دوسرا ایئربس طیارہ PK-7003ء جبوتی سے جمعہ کو 176 پاکستانیوں کو لے کر اسلام آباد اور کراچی پہنچا۔ اس کے علاوہ پاکستان نیوی کے دو بحری جہاز عدن پورٹ پہنچ چکے ہیں جہاں سے مزید پاکستانیوں کو وطن واپس لایا جائے گا جبکہ صنعا کی جیل میں قید 11 پاکستانیوں جن میں سے 6 کا تعلق بلوچستان، 4 کا سندھ اور 1 کا خیبر پختونخوا سے ہے، کی وطن واپسی کے لیے میری درخواست پر اسلام آباد میں یمن کے قائم مقام سفیر عبداللہ عبید نے یمنی وزارت خارجہ سے بات کی ہے اور میں ان کی واپسی کے لیے پر امید ہوں۔

یمن کا دارالخلافہ صنعا ایک تاریخی شہر ہے جبکہ یمن کا دوسرا بڑا شہر عدن خطے میں سب سے بڑے جدید کنٹینر ٹرمینل پورٹ کی حیثیت سے مشہور ہے۔ پاکستان اور یمن کی باہمی تجارت تقریباً 200 ملین ڈالر سالانہ سے زائد ہے۔ یمن میں داؤدی بوہری برادری کی اہم زیارتیں ہیں اور پاکستان میں یمن کے 100 سے زائد طلباء میڈیکل، انجینئرنگ اور دیگر شعبوں میں اعلیٰ تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ یمن میں پاکستان کے مابین کئی دہائیوں سے برادرانہ اور دوستانہ تعلقات قائم ہیں جبکہ سعودی عرب عالم اسلام کا روحانی مرکز ہونے کے باعث پاکستان اور دنیا بھر کے مسلمانوں کے لیے خصوصی اہمیت کا حامل ملک ہے۔ سعودیہ اور یمن کے تنازع میں پاکستان کو غیر جانبدار رہتے ہوئے مصالحت کا کردار ادا کرنا چاہیے کیونکہ پاکستان، افغان جنگ کے نتائج ابھی تک بھگت رہا ہے۔ یمن کی صورتحال پر جماعت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلامی کے امیر سراج الحق سمیت مختلف سیاسی جماعتوں کے قائدین نے فون پر مجھ سے اپنی تشویش کا اظہار کیا جبکہ جاپان اور دیگر ممالک کے سفارتکار مجھ سے مسلسل رابطے میں رہے۔ گزشتہ روز جاپانی سفارتخانے کے فرسٹ سیکریٹری تاکاشی میاتا یمن کے معاملے پر مجھ سے بات چیت کرنے کے لیے اسلام آباد سے خصوصی طور پر کراچی آئے تھے۔ میں ان تمام رہنماؤں بالخصوص یمن سے واپس آنے والے پاکستانیوں کے خاندانوں کا مشکور ہوں جنھوں نے پاکستانیوں کی وطن واپسی اور یمن کے بحران کے حل کے سلسلے میں میری کاوشوں کو سراہا۔

مجھے خوشی ہے کہ یمن کے مسئلے پر بے شمار ٹی وی انٹرویوز میں میری دی گئی تجویز کہ یمن کے مسئلے کو پارلیمنٹ میں زیر بحث لایا جائے اور اس کا سفارتی حل نکالنے کے لیے پاکستان ثالثی کے بجائے مصالحتی کردار ادا کرے۔ میں نے حکومت کو تجویز دی تھی کہ سعودی عرب اور یمن کے تنازع کو پارلیمنٹ میں پیش کیا جائے اور اس پر ملک کی تمام سیاسی جماعتوں کی آل پارٹیز کانفرنس بلائی جائے تاکہ باہمی اتفاق رائے سے اس اہم مسئلے پر فیصلہ کیا جاسکے۔ مجھے خوشی ہے کہ میری تجویز پر عمل کیا گیا اور وزیراعظم نے پارلیمنٹ کا مشترکہ اجلاس آج طلب کیا ہے۔ مجھے خوشی ہے کہ میری دوسری تجویز پر وزیراعظم نواز شریف نے عمل کرتے ہوئے ترکی کا دورہ کیا اور ترکی کے وزیراعظم کے ساتھ یمن کے بحران پر اہم بات چیت کی۔ یہ بات بھی انتہائی خوش آئند ہے کہ یمن کے مسئلے پر ایران نے مصالحت کی پیشکش کی ہے اور اس سلسلے میں ایرانی وزیر خارجہ جواد ظریف 8 اپریل کو اسلام آباد پہنچ رہے ہیں۔ ان مثبت کاوشوں کو دیکھتے ہوئے مجھے یقین ہے کہ ان شاء اللہ یمن کے بحران کا کوئی سیاسی حل جلد نکل آئے گا۔ مغرب کی ہمیشہ سے یہ کوشش رہی ہے کہ مسلمانوں کو باہم متصادم کرکے ان کی طاقت کو تقسیم کیا جائے۔ عراق اور شام پہلے ہی فرقہ وارانہ جنگ کی لپیٹ میں ہیں لیکن اگر خدانخواستہ یمن کی خانہ جنگی فرقہ وارانہ بنیاد پر شدت اختیار کر لیتی ہے تو یہ آگ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یمن سمیت خطے کے دیگر ممالک کو بھی اپنی لپیٹ میں لے سکتی ہے لہٰذا اس وقت مسلم امہ کے اتحاد کی اشد ضرورت ہے تاکہ معاملے کو مذاکرات اور افہام وتفہیم کے ذریعے حل کیا جائے جس کے لیے پاکستان اور ترکی بڑے بھائیوں کا کردار ادا کرسکتے ہیں۔ یمن کے سفارتخانے نے سیاحتی دورے پر آئے ہوئے یمنی باشندوں جو فضائی سہولتیں بند ہونے کی وجہ سے یمن واپس نہیں جاسکے ہیں، سے درخواست کی ہے کہ وہ اسلام آباد میں یمن کے سفارتخانے اور کراچی میں یمن قونصلیٹ کو اپنی معلومات فراہم کریں تاکہ ان کی سعودی عرب، اردن یا کسی تیسرے ملک کے راستے یمن واپسی یقینی بنائی جاسکے۔ میں ان تمام پاکستانیوں جن کے خاندان کے افراد اب تک یمن میں محصور ہیں، سے بھی درخواست کرتا ہوں کہ وہ اپنے عزیزوں کی واپسی کے لیے میری ای میل drbaig@thebaigs.com پر ان کی معلومات فراہم کریں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پاکستان پر سعودی عرب کے احسانات
پاک سعودیہ تعلقات، دوراہے پر

رانا شفیق پسروری

15 اپریل 2015ء

سعودی عرب ہمارے لئے حجازِ مقدس کی پاک سرزمین ہونے کے باعث اور حرمین شریفین کے حوالے سے ہمیشہ سے ہی عقیدت و احترام کا محور اور ایمان و اسلام کا مرکز ٹھہرا ہے۔صرف جذبۂ ایمانی و محبت کے باعث نہیں بلکہ اپنی سچی دوستی، مخلصانہ بھائی چارے اور بے شمار احسانات کے باعث دُنیا بھر کے ممالک میں پاکستان اور پاکستانیوں کے سب سے زیادہ قریب رہا ہے۔کوئی سا بھی مرحلہ اور کوئی سا بھی موقع ہو، سعودی عرب نے ہمیشہ پاکستان کے کندھے کے ساتھ کندھا ملائے رکھا۔سعودی عرب کے حکمران ہوں یا عوام الناس' ہر کوئی پاکستان کی خوشی میں خوش اور اس کے غم میں غمگین ہوتا ہے۔سعودی عرب سے پاکستان کا صرف سفارتی تعلق ہی نہیں بلکہ اوپر سے لے کر نیچے تک، ہر سطح اور ہر شعبہ حیات سے متعلق عوام و خواص کا وہ تعلق خاطر ہے جس کی جڑیں اسلامی جذبۂ اخوت سے مضبوط تر ہیں اور اس کا ہر فرد پاکستان پر اپنی محبتیں نچھاور کرتا دکھائی دیتا ہے۔ افغان مہاجرین کا بوجھ ہو یا سیاچن گلیشیر کی لڑائی، ایٹمی طاقت کا حصول ہو یا الیف 16 طیاروں کی خرید، کوئی بھی مرحلہ ہو یا کوئی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اہم معاملہ' سعودی عرب نے ہمیشہ، سب سے بڑھ کر پاکستان کا ساتھ نبھایا۔

شاہ فیصل مرحوم تو برملا پاکستان کو اپنا مُلک اور اسلام کا قلعہ قرار دیتے تھے۔ جب مشرقی پاکستان بنگلہ دیش بنا تو شاہ فیصل شہید ہی تھے جو دھاڑیں مار مار روتے تھے اور فرماتے تھے' آج میرا کوئی بیٹا مر جاتا تو مجھے اتنا دُکھ نہ ہوتا جتنا پاکستان کے ٹوٹنے کا ہوا ہے۔ جب پاکستان نے ایٹمی دھماکہ کیا تو سعودی عرب کے عام لوگ بھی خوشی سے اچھلنے اور نعرہ ہائے تکبیر بلند کرنے لگے تھے جیسے وہ خود ایٹمی طاقت بن گئے ہیں۔ ایٹمی دھماکوں کے بعد امریکہ و دیگر ممالک نے پاکستان پر معاشی پابندیاں لگائیں تو سعودی عرب نے پاکستان کے لئے اپنے خزانوں کے مُنہ کھول دیئے اور عرصہ دراز تک پاکستان کو مفت تیل دیتا رہا۔ پاکستان اور پاکستانیوں کے ساتھ سعودی عرب کا حسن سلوک ایسا ہمہ جہتی اور اتنا بھرپور ہے کہ اس کا احاطہ کسی کے لئے ممکن نہیں، نہ اس کا شمار ہوسکتا ہے اور نہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

شاہ عبداللہ مرحوم جب ولی عہد تھے' وہ پاکستان آئے تو ان کے اعزاز میں شالیمار باغ لاہور میں ایک شاندار استقبالیہ دیا گیا۔ وہاں انہوں نے بے تکلفانہ انداز میں کہا تھا' پاکستان ہمارا دوسرا گھر ہے۔ کچھ اِسی طرح کے جذبات شاہ سلمان بن عبدالعزیز کے تھے جب یہ ولی عہد تھے۔ سقوط ڈھاکہ کے بعد مشرقی پاکستان (بنگلہ دیش) میں پھنسے ہوئے پاکستانیوں کو پاکستان میں لا کر بسانے کے لئے سعودی عرب کے ادارے رابطہ عالم اسلامی نے 15 ملین ڈالر کی خطیر رقم سے رابطہ ٹرسٹ قائم کیا جس کے چیئرمین موجودہ وزیراعظم میاں محمد نواز شریف تھے جبکہ اس کے ممبران میں چودھری شجاعت حسین، میاں شہباز شریف، راجہ ظفر الحق اور مجید نظامی جیسی شخصیات تھیں۔ اس رابطہ ٹرسٹ کے تحت میاں چنوں اور دیگر علاقوں میں بستیاں قائم کر کے کتنے ہی پاکستانیوں کو لا کر بسایا گیا۔

آزاد کشمیر اور سرحد میں جب تباہ کن زلزلہ آیا تو اس وقت سعودی ٹی وی نے سعودی عوام کو اعانت کے لئے پکارا تو شاہ فہد مرحوم کی بیوہ نے اپنا سارا زیور امدادی فنڈ میں جمع کروا دیا۔ شاہ عبداللہ مرحوم نے اپنی جیب خاص سے 2 کروڑ ریال، ولی عہد اور سابق

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بادشاہ سلطان بن عبدالعزیز نے ایک کروڑ ریال اور سابق وزیر داخلہ نائف بن عبدالعزیز نے50لاکھ ریال پہلی جنبش کے طور پر دیئے۔اس کے بعد یہ سلسلہ ایسا چلا کہ ایک دن میں 80 کروڑ ریال کی خطیر رقم تک جا پہنچا۔ ریاض کا سٹیڈیم امدادی سامان سے بھر گیا۔ یہ سامان اور رقوم پاکستان کے سیلاب متاثرین تک پاکستان کی وفاقی وصوبائی حکومتوں اور سعودیہ کی معاون تنظیموں کے ذریعے پہنچایا گیا اور پھر اُس وقت کے سعودی سفیر بنفسِ نفیس ایک رضا کار کی طرح اپنے پاکستانی بھائیوں کے دُکھ بانٹ رہے تھے۔ دیکھنے والے اُن کے کیچڑ سے لتھڑے لباس اور اُن کی انتھک جدوجہد کو دیکھتے تو انہیں احساس ہوتا کہ سعودی عرب کے خواص لوگوں کی محبت کا یہ عالم ہے تو عوام کی محبت کا عالم کیا ہوگا؟ پھر اسی سعودی سفیر نے کہا تھا کہ اہلِ پاکستان کو ہمارا شکریہ ادا کرنے کی ضرورت نہیں، پاکستان ہمارا اپنا وطن ہے جس کی خدمت کرنا ہم پر واجب ہے۔ پاکستان اور اہلِ پاکستان پر جب بھی کڑا وقت آیا' سعودی عرب نے پاکستان سے محبت کا اظہار کرتے ہوئے اپنے خزانوں کے مُنہ کھول دیئے۔ ابھی 2014ء میں پاکستان کو سعودی عرب کی طرف سے ڈیڑھ ارب ڈالر کا تحفہ ملا جس سے پاکستانی معیشت کو سہارا ملا اور ڈالر 112 سے 98 روپے پر آ گیا۔ یہ سعودیہ کی پاکستان اور اہلِ پاکستان سے مُنہ بولتی محبت کا ثبوت ہے۔ اس بے لوث دوست اور محسن مُلک کو اب پاکستان کی معاونت کی ضرورت پڑی ہے تو ہم چوں چرا میں کیوں پڑیں، ہمیں کھل کر سعودی عرب کا ساتھ دینا چاہیے۔ وزیراعظم محمد نواز شریف نے اہلِ پاکستان کے جذبات کی ترجمانی کرتے ہوئے خوب کہا ہے کہ ہم اپنے برادر مُلک سعودی عرب کے کندھے سے کندھا ملا کر کھڑے ہوں گے۔

اور اگر حکومتِ پاکستان نے کہنے کے باوجود کندھے سے کندھا نہ ملایا اور دوستی کو صرف باتوں سے نبھانے کی کوشش کی تو (خاکم بدہن) تنہائی کے اس دور میں ایک بے لوث دوست، مخلص محسن اور ہمدرد مُلک کی دوستی سے ہاتھ دھو کر واقعتاً تنہا ہو جائیں گے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سعودی عرب کے گرد گھیرا تنگ کرنے کی سازشیں

حبیب اللہ سلفی

برائے رابطہ: 0321-4289005

29 مارچ 2015

سعودی عرب نے یمن میں حوثی باغیوں کی بغاوت کچلنے کے لیے ''فیصلہ کن طوفان'' نامی آپریشن شروع کر رکھا ہے اور سعودیہ کی قیادت میں امارات، کویت، بحرین اور مراکش کے جنگی طیارے اس آپریشن میں حصہ لے رہے ہیں۔ سعودی عرب کو پاکستان، ترکی، مصر، اردن اور سوڈان کی بھی مکمل حمایت حاصل ہے۔ یمن میں حوثی باغیوں کیخلاف کی جانے والی بمباری میں درجنوں باغی مارے گئے اور ان کے زیر قبضہ ملٹری ایئربیس تباہ ہو گیا ہے۔ اسی طرح سرکاری فوج نے فضائی بمباری شروع ہونے کے چند گھنٹوں بعد ہی باغیوں کے زیر کنٹرول عدن میں بین الاقوامی ہوائی اڈے پر دوبارہ قبضہ کر لیا ہے۔ حوثی باغیوں نے 22 ستمبر 2014 کو یمن کے دارالحکومت صنعا پر قبضہ کیا اور پچھلے ایک ہفتہ سے جنوبی شہر عدن کی جانب پیش قدمی کا آغاز کر رکھا تھا۔ چند دن قبل اس شہر کا محاصرہ اور یمنی صدر عبدالربو منصور ہادی کے کمپاؤنڈ پر طیارے سے تین میزائل داغے گئے تاہم فضائی دفاعی نظام کے ذریعہ اس کا رخ موڑ دیا گیا اور انھیں کوئی نقصان نہیں پہنچا جس کے بعد وہ وہاں سے محفوظ مقام کی جانب چلے گئے۔ یمنی صدر نے اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کو ایک خط لکھا تھا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس میں حوثی باغیوں کے خلاف مدد کی اپیل کی گئی۔ اسی طرح عرب لیگ اور خلیج تعاون کونسل سے بھی مدد طلب کی گئی جس پر خلیج تعاون کونسل (جے سی سی) میں شامل چھ میں سے پانچ ملکوں سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بحرین، قطر اور کویت نے یمنی صدر کی اپیل پر حوثی باغیوں کے خلاف کاروائی کا فیصلہ کیا۔ واشنگٹن میں سعودی سفیر عادل الجبیر کا کہنا ہے کہ یمن میں صدر منصور ہادی کی قانونی حکومت بچانے کے لیے یہ قدم اٹھایا گیا ہے اور انہی کی درخواست پر یہ کارروائی کی جارہی ہے۔ یمن کی صورتحال اس وقت یہ ہے کہ وہاں کے سابق صدر علی عبداللہ صالح کے بیٹے احمد علی صالح کو ایران نواز حوثی باغیوں کی مکمل حمایت حاصل ہے اور سرکاری فورسز بھی دو حصوں میں تقسیم ہو چکی ہیں۔ ایک گروہ حوثیوں کا ساتھ دے رہا ہے جبکہ یمنی صدر عبدالربو منصور ہادی کے حامی حوثی باغیوں کے خلاف برسر پیکار ہیں جنھیں جنوبی اور وسطی یمن سے تعلق رکھنے والے مسلح قبائل کی حمایت بھی حاصل ہے۔ سعودیہ کے ایک سو لڑاکا طیارے اس وقت حوثیوں کیخلاف جنگی مہم میں شریک ہیں۔ اسی طرح سعودی فوجیوں کو بھی یمن کے ساتھ ملنے والے سعودی عرب کے سرحدی علاقے میں تعینات کیا گیا ہے اور ڈیڑھ لاکھ کی تعداد میں فوجی یمن آپریشن میں حصہ لے رہے ہیں۔ سعودی عرب نے جنوبی ایئرپورٹس پر پروازیں بند کر دی ہیں اور کہا جارہا ہے کہ فضائی حملوں کے بعد زمینی کاروائی کی بھی ضرورت پیش آسکتی ہے۔ پورے سعودیہ میں سکیورٹی الرٹ کر دی گئی ہے۔ کویت نے تیل تنصیبات کی سکیورٹی بڑھا دی ہے۔ 4 مصری جنگی جہاز خلیج عدن جانے کے لیے نہر سویز میں داخل ہو گئے ہیں جو وہاں کارروائیوں میں حصہ لیں گے۔ غیر ملکی ذرائع ابلاغ کی جانب سے دعویٰ کیا گیا ہے کہ حوثی باغیوں کے لڑاکا طیارے اس کے ایک حامی ملک کے پائلٹ اڑا رہے ہیں اور سعودی عرب کی سرحد سے ملحقہ علاقہ میں مسلح ملیشیا کی جانب سے بھاری ہتھیاروں کے ساتھ فوجی مشقیں کی جارہی ہیں۔ اس تناظر میں اگر ساری صورتحال کا جائزہ لیا جائے تو حالات بہت زیادہ گھمبیر دکھائی دیتے ہیں۔ اس پورے خطہ میں یہ آگ امریکہ اور اس کے اتحادیوں کی جانب سے لگائی گئی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس نے عراق میں شیعہ سنی لڑائی جھگڑے کا جو فتنہ کھڑا کیا وہ یہی ماحول پورے عرب میں بنانا چاہتا ہے۔ پہلے عراق اور شام میں یہ کھیل کھیلا گیا اور اب یمن میں فسادات کی آگ بھڑکا دی گئی ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ صرف یمن کا اندرونی مسئلہ ہے اس لیے سعودی عرب اور دیگر ملکوں کو وہاں حملے نہیں کرنے چاہئیں لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ حوثی باغی جو یمن کی آئینی و قانونی حکومت کے خلاف مسلح کاروائیاں جاری رکھے ہوئے ہیں' انھوں نے یمنی دارالحکومت صنعا پر قبضہ کر لیا اور پھر عدن کی جانب پیش قدمی کرتے ہوئے یہ کہنا شروع کر دیا کہ وہ صرف یہاں تک محدود نہیں رہیں گے بلکہ اگلا ہدف ان کا سعودی عرب ہے تو پھر سعودیہ اور اس کے حامی ممالک کس طرح اس صورتحال سے لاتعلق رہ سکتے ہیں۔ خلیجی ممالک اس بات سے بھی خبردار کر چکے ہیں کہ سعودی عرب کی سرحد سے ملحقہ علاقوں میں بھاری ہتھیاروں کے ساتھ فوجی مشقیں بند کی جائیں اگر اس کے باوجود سرحدوں پر خطرات کھڑے کیے جاتے ہیں تو کیا سعودی عرب اور دیگر خلیجی ممالک کو ایسا کرنے والے باغیوں کی بغاوت کچلنے اور اپنے ملک کے دفاع کا پورا حق حاصل نہیں ہے۔ جہاں تک ایران اور سعودی عرب کے مابین اختلافات اور شیعہ سنی جنگ چھڑنے کی بات ہے تو اس کا کوئی بھی حامی نہیں ہے۔ بڑی دیر سے صلیبی و یہودی کوشش کر رہے تھے کہ بیت اللہ اور مسجد نبوی ﷺ والی سرزمین سعودی عرب جس کا دفاع ہر مسلمان اپنے عقیدے و ایمان کا حصہ سمجھتا ہے' کو عدم استحکام سے دوچار کیا جائے۔ آج اگر صلیبی و یہودی خطہ میں فسادات کی آگ بھڑکا کر سعودی عرب کو کمزور کرنے اور حرمین الشریفین کو نقصانات سے دوچار کرنے کی سازشیں کر رہے ہیں تو سب ملکوں کو کلمہ طیبہ کی بنیاد پر متحد ہو کر سرزمین حرمین الشریفین کا تحفظ کرنا چاہیے اور کسی کو اس حوالہ سے صیہونی سازشوں کا شکار نہیں ہونا چاہیے۔ یہ مسئلہ انتہائی حساس ہے، امریکہ بظاہر سعودی عرب کی حمایت میں بیانات دے رہا ہے لیکن یہ حقیقت بھی اب کسی سے ڈھکی چھپی نہیں رہی کہ یمنی باغیوں کو اسلحہ اور دیگر وسائل بھی صلیبیوں کی جانب سے ہی مہیا کیے جا رہے ہیں۔ آج کل میڈیا کا دور ہے حوثی پائلٹوں کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طیارے کون اڑا رہا ہے اور انھیں تربیت کون دے رہا ہے؟ یہ باتیں ساری دنیا کے سامنے کھل کر واضح ہو چکی ہیں یہی وجہ ہے کہ عراق کے علاوہ کسی ایک عرب ملک نے بھی حوثی باغیوں کے خلاف آپریشن کی مخالفت نہیں کی۔ بہرحال پاکستان کی سیاسی وعسکری قیادت کی جانب سے بھی واضح طور پر کہا گیا ہے کہ برادر اسلامی ملک کی سلامتی کو لاحق خطرات سے سختی سے نمٹا جائے گا۔ وزیراعظم نواز شریف کی زیرصدارت ہونے والے اجلاس جس میں جنرل راحیل شریف اور ایئر چیف مارشل سہیل امان و دیگر نے شرکت کی، میں اس بات کا عزم کیا گیا کہ پاکستان فرقہ وارانہ تصادم کا حصہ نہیں بنے گا تاہم سعودی عرب کے ساتھ ہماری کمٹمنٹ اٹل ہے۔ اس لیے اس بات کو یقینی بنایا جائے گا کہ سعودی عرب کی حدود پامال نہ ہوں اور اس سلسلے میں اگر کوئی خطرہ لاحق ہوا تو پاکستان اس کا بھرپور جواب دے گا۔ ادھر وزیر دفاع خواجہ محمد آصف نے کہا ہے کہ پاکستان نے ابھی تک یمن جنگ میں شریک ہونے کا فیصلہ نہیں کیا، اگر اس سلسلہ میں فوج بھجوانا ہوئی تو اس پر پارلیمنٹ کو اعتماد میں لیا جائے گا۔ جماعۃ الدعوۃ کے سربراہ حافظ محمد سعید، امیر جماعت اسلامی سراج الحق ودیگر مذہبی قائدین نے حرمین الشریفین کے تحفظ کے لیے کردار ادا کرنا پوری مسلم امہ کی ذمہ داری قرار دیا ہے جبکہ دوسری جانب بعض اپوزیشن جماعتوں کی جانب سے اس حوالہ سے مایوس کن رویہ دیکھنے میں آرہا ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ محض ذاتی وسیاسی مفادات کو مدنظر رکھتے ہوئے ہر حکومتی فیصلہ کی مخالفت نہیں کرنی چاہیے۔ اس سے ملک میں اتحاد ویکجہتی کی فضا متاثر ہو رہی ہے۔ سعودی عرب نے قیام پاکستان کے بعد سے اب تک ہمیشہ وطن عزیز کے دفاع کا کردار ادا کیا ہے آج اگر وہ مشکل حالات سے دوچار ہے تو ایٹمی صلاحیت رکھنے والے پاکستان کو اس کی ہر ممکن مدد وحمایت کرنی چاہیے۔ یہ ان پر فرض اور پوری قوم کے دل کی آواز ہے۔ پاکستان کے مختلف شہروں میں سعودی عرب کی حمایت میں مظاہرے ہوئے ہیں جن میں ہزاروں افراد نے شرکت کی۔ مسلم امہ کا ہر فرد حرمین الشریفین کے دفاع کے لیے اپنا سب کچھ قربان کرنے کے لیے تیار ہے۔ جماعۃ الدعوۃ نے اس سلسلہ میں ملک گیر تحریک

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چلانے اور رائے عامہ ہموار کرنے کا فیصلہ کیا ہے اور اعلان کیا ہے کہ جلد ایک بڑی اے پی سی بلائی جائے گی جس میں یمن میں جاری بغاوت سے متعلق اصل حقائق سب کے سامنے لائے جائیں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بروقت اقدام ہے جسے پوری قوم کی تائید حاصل ہے۔ حرمین الشریفین کے ساتھ مسلمانوں کا ایمان و اسلام کا رشتہ ہے جو ان شاء اللہ تاقیامت قائم رہے گا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پارلیمنٹ کی قرارداد اور عوامی رائے

حبیب اللہ سلفی

برائے رابطہ: 0321-4289005

12 اپریل 2015

وفاقی دارالحکومت اسلام آباد میں جاری پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس میں 12 نکاتی قرارداد کی متفقہ منظوری دی گئی ہے جس میں سعودی عرب کی حمایت کا اعلان کرتے ہوئے کہا گیا ہے کہ اگر سعودی عرب کی علاقائی سلامتی کی خلاف ورزی کی گئی یا حرمین شریفین کو کوئی خطرہ لاحق ہوا تو پاکستان سعودی عرب اور اس کے عوام کے ساتھ کندھے سے کندھا ملا کر کھڑا ہوگا اور حرمین شریفین کی حفاظت میں سب سے آگے ہوگا۔ وفاقی وزیر خزانہ اسحٰق ڈار کی جانب سے پیش کردہ قرارداد میں کہا گیا ہے کہ پاکستان کو یمن کے تنازعہ میں غیر جانبدار رہنا چاہیے تاکہ وہ اس بحران کے خاتمے میں متحرک کردار ادا کر سکے۔ قرارداد میں یمن میں حوثی باغیوں کیخلاف سعودی عرب کی قیادت میں قائم اتحاد کی عسکری کارروائی میں شمولیت کے حوالہ سے سعودی عرب کی درخواست کا ذکر گول کردیا گیا۔ ادھر سعودی عرب کی زیرقیادت اتحادی افواج کے ترجمان بریگیڈئر جنرل احمد العسیری نے کہا ہے کہ پاکستان نے قومی اسمبلی کی پاس کردہ قرارداد سے آگاہ نہیں کیا اور نہ ہی اتحاد میں شمولیت کے لیے ابھی تک پوزیشن واضح کی ہے البتہ پاک فوج کی شمولیت سے جنگ کو مزید تقویت مل سکتی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے اور سعودی عرب حوثیوں کے خلاف آپریشن میں پاک فوج کی شمولیت کا خواہاں ہے۔

رابطہ عالم اسلامی کی دعوت پر مجھے اسلام آباد کے ایک مقامی ہوٹل میں یمن میں بغاوت کی صورتحال سے متعلق منعقد کیے جانے والے سیمینار میں شرکت کا موقع ملا جس کا عنوان ''سرزمین حرمین شریفین کی حفاظت کے سلسلہ میں پاکستانی علماء و مشائخ کا موقف'' تھا۔ سیمینار میں وفاقی وزیر مذہبی امور سردار محمد یوسف، علامہ سینیٹر پروفیسر ساجد میر، پروفیسر حافظ محمد سعید، ڈپٹی چیئرمین سینیٹ عبدالغفور حیدری، مفتی محمد رفیع عثمانی، لیاقت بلوچ، حافظ عبدالغفار روپڑی ودیگر قائدین اور جید علماء کرام نے شرکت کی۔ رابطہ عالم اسلامی کے پاکستان میں نگران ڈاکٹر عبدہ محمد عتین اور انٹرنیشنل اسلامک ریلیف آرگنائزیشن کے پاکستان میں ڈپٹی ڈائریکٹر محمد جاوید بٹ خود مہمانوں کے استقبال کے لیے موجود تھے۔ اس تقریب میں شریک سبھی علماء کرام اور قائدین نے سعودی عرب کی کھل کر مدد وحمایت کا اعلان کیا اور حکومت پاکستان سے مطالبہ کیا گیا کہ سرزمین حرمین شریفین کے تحفظ کے لیے فوری طور پر پاک فوج بھجوائی جائے۔ رابطہ عالمی اسلامی کی بنیاد شاہ فیصل بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے رکھی جو اپنے سینے میں ملت اسلامیہ کا درد رکھتے اور امت کے اتحاد کے لیے ہر وقت فکر مند رہتے تھے۔ ان کی کوششوں سے ہی 1962ء میں عالم اسلام کے جید اور ممتاز علماء کا اجلاس مکۃ المکرمہ میں طلب کیا گیا جس میں رابطہ عالم اسلامی کا قیام عمل میں لایا گیا۔ اس وقت سے لیکر آج تک یہ ادارہ اپنے مشن پر کاربند ہے۔ اس انتہائی حساس موقع پر رابطہ عالم اسلامی کی جانب سے ملک بھر کے جید علماء کرام اور دینی قائدین کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کر کے متفقہ رائے سے قوم کو آگاہ کرنا یقینی طور پر خوش آئند امر ہے۔ سیمینار میں وفاقی وزیر مذہبی امور سردار محمد یوسف، رابطہ عالم اسلامی اسلام آباد مکتب کے نگران ڈاکٹر عبدہ محمد عتین اور جماعۃ الدعوۃ کے سربراہ حافظ محمد سعید نے فکر انگیز خطابات کیے۔ رابطہ عالم اسلامی کے سیمینار کے اگلے دن ہی اسلام آباد میں جماعۃ الدعوۃ کی جانب سے زیرو پوائنٹ سے اسلام آباد پریس کلب تک بڑے تحفظ حرمین شریفین کارواں کا انعقاد کیا گیا جو بلا شبہ سعودی عرب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی حمایت میں کیا جانے والا اب تک کا سب سے بڑا پروگرام تھا جس میں تمام مکاتب فکر اور شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے ہزاروں افراد نے جوق در جوق شرکت کی اور سرزمین حرمین شریفین سے گہری عقیدت و محبت کا اظہار کیا گیا۔ کارواں کے شرکاء کے جذبات دیکھنے کے لائق تھے۔ ہزاروں افراد کی طرف سے حرمین شریفین سے رشتہ کیا 'لا الہ الا اللہ کے فلک شگاف نعرے لگائے جاتے رہے۔ پریس کلب تک کارواں کے اختتام پر بڑے جلسہ عام کا بھی انعقاد کیا گیا جس میں جماعۃ الدعوۃ کے سربراہ پروفیسر حافظ محمد سعید، سردار عتیق احمد خاں، مولانا محمد احمد لدھیانوی، حافظ عبدالرحمٰن مکی، مولانا فضل الرحمٰن خلیل، علامہ زبیر احمد ظہیر، جمشید دستی ، مولانا امیر حمزہ و دیگر سیاسی و مذہبی قائدین نے شرکت کی۔ اس موقع پر سب مقررین کی متفقہ رائے تھی کہ یمن میں بغاوت ایران اور سعودی عرب یا شیعہ سنی لڑائی نہیں ہے۔ بعض سیاسی جماعتیں اور بیرونی ایجنڈے پر عمل پیرا نام نہاد دانشور اس مسئلہ کو الجھانے کے لیے سعودی عرب کی حمایت کے نتیجہ میں فرقہ واریت پروان چڑھنے کی باتیں کر رہے ہیں اور پاکستان سے ثالثی کروانے کے بے سروپا مطالبات کیے جا رہے ہیں۔ پاکستان میں باغیانہ سوچ رکھنے والوں کے خلاف آپریشن ضرب عضب کی حمایت کی جاتی ہے اور یمن میں وہ باغی جو اپنی مسلح کاروائیوں کے ذریعہ سعودی عرب کے لیے خطرات کھڑے کر رہے ہیں اور اعلانیہ طور پر سرزمین حرمین شریفین پر قبضہ کی دھمکیاں دے رہے ہیں ان کے اور سعودی عرب کے مابین مصالحانہ کردار ادا کرنے کے مطالبات کیے جا رہے ہیں۔ یہ تو واضح طور پر حوثی باغیوں کی طرف سے کی جانے والی بغاوت کو قانونی جواز فراہم کرنے اور انھیں حوصلہ دینے کے مترادف ہے۔ ایسے بے سروپا مطالبات نہیں کیے جانے چاہئیں۔ تحفظ حرمین شریفین کارواں اور جلسہ عام سے حافظ محمد سعید اور عبدالرحمٰن مکی کے عربی زبان میں کیے گئے خطابات شاندار اور دلائل سے بھرپور تھے جسے بہت پذیرائی ملی اور عرب میڈیا کی جانب سے خاص طور پر ان کی کوریج کی جاتی رہی۔ اس وقت صورتحال یہ ہے کہ پارلیمنٹ کا مشترکہ اجلاس اختتام پذیر ہو چکا ہے۔ چار دن جاری رہنے والے اجلاس میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھانت بھانت کی بولیاں بولی گئیں اور پاکستان کو پرائی جنگ میں نہ کودنے کے مشورے دیے جاتے رہے۔اس طرز عمل کو عوامی سطح پر پسند نہیں کیا گیا۔ پاکستانی قوم کسی طور یہ بات برداشت کرنے کے لیے تیار نہیں ہے کہ ان کے ووٹ حاصل کر کے اسمبلیوں میں پہنچنے والے نمائندے سرزمین حرمین شریفین کو لاحق خطرات پر بھی مصلحت پسندی سے کام لیں اور گومگو کی پالیسی کا شکار رہیں۔ پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس میں جس طرح مسلم امہ کے محسن سعودی عرب کے دفاع کی بات کی جانی چاہیے تھی وہ نہیں کی گئی۔ اگرچہ قرارداد میں اتنا ضرور کہا گیا ہے کہ برادر اسلامی ملک سعودی عرب یا حرمین شریفین کو کوئی خطرہ لاحق ہوا تو پاکستان ان کے ساتھ کھڑا ہو گا۔قوم سوال کرتی ہے کہ جب حوثی باغی یمن اور عراق کی سرحدیں توڑ کر سعودی عرب میں داخل ہوں گے تو کیا پھر ان کی مدد کی جائے گی؟۔ضرورت اس امر کی ہے کہ اس جنگ کو سرزمین حرمین شریفین کے اندر آنے سے روکا جائے۔یمن کی منتخب حکومت کو گرانے اور نہتے یمنیوں کا خون بہانے والے باغیوں کے خلاف سخت کاروائی کرنا بہت ضروری ہے۔ بعض سیاستدانوں کا یہ بھی کہنا ہے کہ پاکستانی فوج کے جانے سے ایران ناراض ہو جائے گا۔ ہم سمجھتے ہیں کہ ایران تو اس مسئلہ کا فریق ہی نہیں ہے۔ ہماری فوج ایران تو نہیں جا رہی جو وہ ناراض ہو جائے گا۔ اس کی تو سرحد بھی یمن سے نہیں ملتی۔ سینکڑوں میل دور بیٹھ کر باغیوں کے خلاف کاروائی پر اسے کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہیے۔ بہرحال سعودی عرب اور دیگر اسلامی ملکوں کی جانب سے بار بار یہ اعتراض اٹھایا جا رہا ہے کہ حوثی باغیوں کو ایران کی طرف سے مکمل سپورٹ مل رہی ہے۔ یہ انتہائی تشویشناک امر ہے۔ ایران کو چاہیے کہ وہ سرکاری سطح پر اس بات کی کھل کر وضاحت کرے اور الگ تھلگ' تنہا نظر آنے کی بجائے عالم اسلام کے ساتھ ملکر حرمین شریفین کے تحفظ کا فریضہ سرانجام دے۔ پارلیمنٹ کی قرارداد میں سعودی عرب کی جانب فوج بھجوانے کا ذکر گول کرنا درست نہیں ہے۔ سعودی عرب کی زیر قیادت عرب اتحاد کے ترجمان بریگیڈیئر جنرل احمد العسیری نے کہا ہے کہ پاکستان نے اتحاد میں شمولیت کے لیے ابھی تک پوزیشن واضح نہیں کی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پاک فوج کی جنگی مہارت پر کوئی شک نہیں کیا جا سکتا، اس کی شمولیت سے باغیوں کے خلاف جنگ کو مزید تقویت ملے گی اس لیے ہمیں پاکستانی موقف کا شدت سے انتظار ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ حکومت پاکستان کو عوامی رائے کا احترام کرتے ہوئے سرزمین حرمین شریفین کے تحفظ کے لیے فی الفور فوج بھجوانی چاہیے اور سعودی عرب کی سلامتی و استحکام کے لیے بھرپور کردار ادا کرنا چاہیے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یمن تنازعہ پر پارلیمنٹ کا اجلاس بلانے کا فیصلہ

حبیب اللہ سلفی

برائے رابطہ: 0321-4289005

13 اپریل 2015

وزیر اعظم نواز شریف کی زیر صدارت ہونیوالے اہم مشاورتی اجلاس میں یمن کی صورتحال کے حوالہ سے چھ اپریل کو پارلیمنٹ کا مشترکہ اجلاس بلانے کا فیصلہ ہوا ہے جس میں اس مسئلہ پر تفصیل سے غوروخوض کیا جائے گا اور اراکین کی رائے لی جائے گی کہ پاکستان کو سعودی عرب کی درخواست پر اپنی فوج بھجوانی چاہیے یا نہیں۔ اس اجلاس میں اراکین پارلیمنٹ کو یمن کی تازہ ترین صورتحال سے آگاہ کیا جائے گا۔ وزیر اعظم ہاؤس میں ہونے والے اجلاس میں آرمی چیف جنرل راحیل شریف، ایئر چیف مارشل سہیل امان اور پاک بحریہ کے قائم مقام سربراہ ایڈمرل خان حشام بن صدیقی سمیت دیگر عسکری و سیاسی قیادت نے شرکت کی۔اس موقع پر وزیر دفاع خواجہ محمد آصف اور مشیر خارجہ سرتاج عزیز نے دورہ سعودی عرب سے واپسی پر وہاں سعودی قیادت سے کی جانے والی ملاقاتوں میں زیر بحث آنے والے امور سے متعلق بریفنگ دی۔ اجلاس میں سعودی عرب کی جانب سے پاکستانی فوج بھجوانے کی درخواست، یمن سے پاکستانیوں کے محفوظ انخلاء اور آئندہ کے لائحہ عمل پر تفصیل سے غوروخوض کیا گیا۔وزیر اعظم نواز شریف نے یمن تنازعہ کے حل کے لیے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سفارتی کوششیں بھی شروع کر دی ہیں اور پہلے مرحلہ میں وہ ترکی جائیں گے اور ترک حکام کو پاکستانی پالیسی کے حوالے سے اعتماد میں لیں گے۔

پاکستانی وزیر دفاع خواجہ محمد آصف کی قیادت میں ایک اعلیٰ سطحی وفد نے دو دن قبل سعودی عرب کا دورہ کر کے وزیر دفاع پرنس محمد بن سلطان اور دیگر اعلیٰ حکام سے ملاقات کی اور سرزمین حرمین الشریفین کے تحفظ کے لیے انھیں ہر ممکن مدد کی یقین دہانی کروائی ہے۔ خواجہ محمد آصف کی قیادت میں جانے والا وفد جس میں مشیر خارجہ سرتاج عزیز، بری فوج کے سربراہ جنرل اشفاق ندیم احمد، میجر جنرل محمد مجاہد حسین اور میجر جنرل کلیم شوکت شامل تھے، کی سعودی قیادت سے ہونے والی ملاقات میں سعودی عرب کے معاون وزیر دفاع محمد بن عبداللہ، مسلح افواج کے سربراہ جنرل عبدالرحمٰن بن صالح، ڈائریکٹر جنرل محکمہ دفاع فہد بن محمد العیسیٰ، بری فوج کے سربراہ میجر جنرل عید بن عواض الشلوی، نیول چیف عبداللہ بن سلطان اور فضائیہ کے سربراہ میجر جنرل محمد بن احمد نے شرکت کی۔ یہ ملاقات بہت زیادہ اہمیت کی حامل تھی جس میں یمن کی صورتحال سے متعلق انتہائی اہم فیصلے کیے گئے۔ باخبر ذرائع کا کہنا ہے کہ پاکستان اور سعودی عرب کے مابین دفاعی سٹریٹیجک معاہدہ ہے جس کے مطابق یہ بات طے ہے کہ پاکستان یا سعودی عرب میں سے کسی ایک ملک پر اگر حملہ ہوتا ہے تو دونوں ممالک اسے اپنے اوپر حملہ تصور کریں گے اور برادر ملک کا اسی طرح دفاع کیا جائے گا جس طرح اپنے ملک کی سرحدوں کا تحفظ کیا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پاکستانی وفد سعودی عرب کی سرحدوں کے تحفظ کے لیے آخری حد تک جانے کے لیے تیار ہے۔ سعودی عرب کے دفاع کے لیے پاکستانی حکومت اور افواج پاکستان میں مکمل ہم آہنگی پائی جاتی ہے اور وہ اس بات پر متفق ہیں کہ حرمین الشریفین کی سرزمین کے تحفظ کے لیے کسی قسم کی قربانی سے دریغ نہیں کیا جائے گا۔ میڈیا رپورٹس میں یہ بھی کہا جا رہا ہے کہ پاکستان کی جانب سے سعودی عرب کو واضح طور پر پیغام دیا گیا ہے کہ اسے پاکستانی بری، بحری اور فضائی افواج میں سے جتنی تعداد اپنی مدد کے لیے درکار ہوگی پاکستان امت مسلمہ کے روحانی مرکز کے تحفظ کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیے ضرور پیش کرے گا۔ پاکستانی قوم کے ہر طبقہ کی حکومت اور پاک فوج کی جانب سے کئے گئے حالیہ فیصلوں کو مکمل تائید حاصل ہے۔ افسوسناک امر یہ ہے کہ بعض نام نہاد دانشور مخصوص ایجنڈے کے تحت اس حوالہ سے بھی قوم کے ذہنوں میں انتشار اور خلفشار پیدا کرنے کی کوششیں کر رہے ہیں اور یمن میں باغیوں کی قوت کچلنے کے لیے جاری آپریشن کے خلاف خوامخواہ کے تحفظات کا اظہار کرتے ہوئے اس سے شیعہ سنی لڑائی کے پروان چڑھنے کی باتیں کر رہے ہیں جبکہ حقیقت میں ایسا نہیں ہے۔ جب حوثی باغی سابق یمنی صدر علی عبداللہ صالح کے حامیوں کے ساتھ مل کر مسلح کارروائیاں کر کے یمن کے دارالحکومت صنعا پر قبضہ کر رہے تھے، بے گناہوں کا خون بہایا جا رہا تھا' عدن کی جانب پیش قدمی اور سعودی عرب کو نشانہ بنانے کے ناپاک عزائم کا اظہار کیا جا رہا تھا تو اس وقت ان دانشوروں کو یہ خیال کیوں نہیں آیا کہ ایسی باغیانہ سرگرمیوں کے خلاف آواز بلند کی جائے؟ کیونکہ اس سے خطہ میں عدم استحکام کی صورتحال پیدا ہو گی اور دشمنان اسلام کو اپنے مذموم ایجنڈے پورے کرنے کا موقع ملے گا۔ بعض لوگوں کی جانب سے یہ بھی کہا جا رہا ہے کہ پاکستان کو سعودی عرب اور ایران کے درمیان مصالحانہ کردارا دا کرنا چاہیے اور ایران نواز باغیوں سے مذاکرات کرنے چاہئیں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ یمن میں قطعی طور پر دو ملکوں کی جنگ نہیں ہے وہاں باغی ایک منتخب حکومت کے خلاف ہتھیار اٹھائے ہوئے ہیں اور سرزمین حرمین الشریفین پر حملوں کی دھمکیاں دی جا رہی ہیں۔ حوثیوں کی مثال بالکل ایسے ہی ہے جس طرح پاکستان میں بعض گروہ پاک فوج اور حکومتی اداروں پر خودکش حملے اور بم دھماکے کر رہے ہیں۔ جب آپ ان سے مذاکرات کے حق میں نہیں ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ماضی میں یہ سب کچھ کر کے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوا تو پھر حوثیوں سے مذاکرات کی باتیں کیوں کی جا رہی ہیں؟ انھیں بھی طاقت وقوت کے ذریعے ہی کچلنا پڑے گا۔ یہ بات طے شدہ ہے کہ اس طرح کے باغی کسی ڈھانچے میں فٹ نہیں ہوتے۔ یمن کی جنگ کو ایران اور سعودی عرب کی جنگ نہیں سمجھنا چاہیے۔ سعودی عرب کی تو یمن کے ساتھ اٹھارہ سو کلومیٹر طویل سرحد لگتی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ باغی گروہوں کے اہلکار سعودی سرحد سے دراندازی کی کوشش کرتے ہیں۔ سرحد کے قریب مشقیں کی جاتی ہیں اور حرمین الشریفین کو نقصان پہنچانے کی اعلانیہ باتیں کی جاتی ہیں اس لیے سعودی عرب کو تو اپنی سرحدوں کے دفاع کے لیے ان کے خلاف کارروائی کا پورا حق حاصل ہے تاہم دوسری طرف ایران جس کی یمن کے ساتھ کوئی سرحد موجود نہیں ہے' وہ اب تک حوثیوں سے لاتعلقی کا اعلان کرتا رہا ہے اور کہتا رہا ہے کہ وہ ان کی کسی طرح سے مدد نہیں کر رہا' اب جب سعودی عرب کی قیادت میں عرب اتحاد نے ان باغیوں پر حملے شروع کیے ہیں تو اسے اعتراض کیوں ہے؟ اور اسے اس مسئلہ کا فریق کیوں قرار دیا جارہا ہے؟ ایران کو بھی اس صورتحال پر غور کرنا چاہیے اور دیکھنا چاہیے کہ وہ پورے عالم اسلام کے مقابلہ میں بالکل الگ تھلگ کھڑا ہے۔ اس وقت کوئی اسلامی ملک اس کے موقف کا حامی نظر نہیں آتا۔ اس لیے ہم سمجھتے ہیں کہ ایران کو بھی مسلم دنیا کے ساتھ کھڑا ہونا چاہیے اور صلیبیوں ویہودیوں کی سرزمین حرمین الشریفین کو نقصان پہنچانے کی سازشوں کو عالم اسلام کے ساتھ مل کر ناکام بنانا چاہیے۔ یمن میں عرب اتحاد کی بمباری سے خاطر خواہ نتائج ملنا شروع ہو گئے ہیں اور حوثی باغی بوکھلاہٹ میں سعودی عرب اور اس کی اتحادی افواج کو بدنام کرنے کے لیے گھٹیا حرکتوں پر اتر آئے ہیں۔ بدھ کو باغیوں نے الحدیدہ شہر میں ایک ڈیری فیکٹری میں گھس کر درجنوں افراد کو قتل کر دیا اور حملہ سے قبل فیکٹری پر متعدد راکٹ داغ کر یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی گئی کہ یہ سب عام لوگ عرب اتحادیوں کی بمباری سے مارے گئے ہیں لیکن آج کل میڈیا کے دور میں ایسی باتوں کو چھپانا بہت مشکل ہو چکا ہے۔ حوثیوں کی یہ سازش کھل کر سامنے آ گئی ہے کہ اس پوری فیکٹری کو باغیوں نے بموں سے اڑایا ہے کیونکہ جس وقت اس فیکٹری کو بارود سے اڑا کر درجنوں مزدوروں کو زندہ جلایا گیا اور سینکڑوں افراد کو زخمی کیا گیا' اس دورانیہ میں سعودی اتحاد کے طیاروں نے الحدیدہ شہر پر سرے سے کوئی پرواز ہی نہیں کی۔ اسی طرح حوثیوں کی جانب سے تین ہسپتالوں پر حملے کیے گئے اور عدن میں مسافر بس روک کر اس میں سوار افراد کو گولیوں سے بھون دیا گیا جس پر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بارہ مسافر موقع پر ہی جاں بحق ہو گئے۔یمن کے مقامی اخبارات نے تصاویر شائع کر کے ان تمام حقائق کو بے نقاب کر دیا ہے کہ باغی کس طرح عام لوگوں کا قتل کر کے سعودی اتحاد کو بدنام کرنے اور عوامی ہمدردیاں حاصل کرنے کی کوششیں کر رہے ہیں۔حوثیوں کی یہی وہ حرکتیں ہیں جس سے ناخوش ہزاروں یمنیوں نے تعز شہر میں زبردست احتجاج کرتے ہوئے باغیوں کے خلاف سخت نعرے بازی کی اور عالمی برادری سے ان کے خلاف سخت کارروائی کرنے کا مطالبہ کیا ہے۔بہرحال پاکستان کی جانب سے پارلیمنٹ کا مشترکہ اجلاس بلانے کا فیصلہ خوش آئند ہے یقیناً اس اجلاس میں بھی سعودی عرب کے خلاف سازشیں ناکام بنانے کے لیے متفقہ اور مضبوط آواز بلند ہوگی اور پاکستان کو سرزمین حرمین الشریفین کے تحفظ کے لیے فوج بھجوانے سمیت دیگر فیصلے کرنے میں پوری قوم کی تائید حاصل ہوگی جس کے یقیناً دوررس اثرات مرتب ہوں گے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیاسی وعسکری قیادت کا دورہ سعودی عرب

حبیب اللہ سلفی

برائے رابطہ: 0321-4289005

25 اپریل 2015

وزیر اعظم نواز شریف نے دورہ سعودی عرب کے دوران خادم الحرمین شریفین شاہ سلمان بن عبدالعزیز، شہزادہ مقرن بن عبدالعزیز، سعودی نائب ولی عہد اور وزیر داخلہ شہزادہ محمد نائف سے ملاقاتیں کیں اور یمن میں بغاوت کے مسئلہ پر تفصیل سے تبادلہ خیال کیا۔ ریاض میں ان کی ملاقات یمن کے منتخب صدر منصور ہادی سے بھی ہوئی۔ سعودی عرب کے دورہ کے دوران آرمی چیف جنرل راحیل شریف، وزیر دفاع خواجہ محمد آصف، ڈی جی ایم او میجر جنرل عامر ریاض، ڈی جی آئی ایس پی آر میجر جنرل عاصم باجوہ، وزیر اعظم کے معاون خصوصی طارق فاطمی اور سیکرٹری کارجہ اعزاز احمد چوہدری بھی ان کے ہمراہ تھے۔ وزیر اعظم نواز شریف عسکری قیادت کے ہمراہ جب ایئرپورٹ پر پہنچے تو سعودی نائب ولی عہد شہزادہ محمد بن نائف السعود اور وزیر دفاع شہزادہ محمد بن سلمان السعود نے ان کا بھرپور استقبال کیا اور گارڈ آف آنر پیش کیا گیا۔ بعدازاں وزیر اعظم نواز شریف سعودی فرمانروا سے ملاقات کے لیے شاہی محل گئے جہاں شاہ سلمان بن عبدالعزیز نے محل کے مرکزی دروازے پر انھیں خوش آمدید کہا۔ اس دوران دونوں ملکوں کے سربراہان کے مابین ون آن ون ملاقات میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وزیر اعظم پاکستان نے انھیں یقین دہانی کروائی کہ یمن میں بغاوت اور سعودی سرحدوں کو درپیش خطرات کے مسئلہ پر پاکستان انھیں کسی صورت تنہا نہیں چھوڑے گا اور یہ کہ پاکستان خطہ میں امن کے قیام کے لیے مشترکہ تجاویز کا خیر مقدم کرتا ہے۔ وزیر اعظم نواز شریف کے دورہ کے دوران پاکستان اور سعودی عرب کے مابین وفود کی سطح پر بھی مذاکرات ہوئے ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ ان کا یہ دورہ بہت زیادہ اہمیت کا حامل ہے۔ چند دن قبل سعودی عرب نے یمن میں باغیوں کے خلاف فضائی آپریشن ختم کرنے کا اعلان کیا لیکن اس سے اگل دن ہی حوثی باغیوں نے تعز شہر میں ایک فوجی اڈے پر قبضہ کر لیا اور دوسرے شہروں میں بھی ایسی کوششیں کرتے ہوئے یمنی صدر منصور ہادی کی وفادار فورسز پر دھاوا بول دیا جس پر شدید جھڑپیں ہوئیں اور سعودی عرب کی قیادت میں عرب اتحاد کو دوبارہ فضائی حملوں کا آغاز کرنا پڑا۔ اس دوران یمن کے دارالحکومت صنعا سے دو سو کلومیٹر دور جنوب میں واقع شہر ایب میں حوثیوں کے ٹھکانوں کو نشانہ بنایا گیا۔ بعض اطراف سے یہ آوازیں بلند ہو رہی تھیں کہ حوثیوں سے مذاکرات کرنے چاہئیں اور مصالحت کے ذریعہ اس مسئلہ کا حل نکالنا چاہیے۔ اب حوثیوں کے تازہ حملوں سے ان کی آنکھیں بھی کھل جانی چاہئیں اور انھیں یہ بات سمجھ لینی چاہیے کہ یہ باغی کسی ڈھانچے میں فٹ نہیں ہوں گے۔ پاکستان میں آپریشن ضرب عضب کی طرح یمنی باغیوں کے خلاف بھی سخت کاروائیاں کرنا پڑیں گی۔ بہرحال ایک بار پھر یہ بات ثابت ہوگئی ہے کہ یمنی باغی جن کی تاریں بیرون ممالک سے ہلائی جا رہی ہیں وہ اتنی آسانی سے باز نہیں آئیں گے۔ فیصلہ کن طوفان کے بعد آپریشن بحالی امید کا مقصد یمن میں امدادی کارروائیاں شروع کرنا اور بحران کے سیاسی حل کے لیے کردار ادا کرنا تھا مگر یہ چیز حوثیوں کو ہضم نہیں ہوسکی اور انھوں نے موقع پا کر نئے سرے سے حملوں کا آغاز کر دیا۔ عرب اتحاد کے فیصلہ کن آپریشن کے دوران حوثیوں کے زیر قبضہ بیلسٹک اور دیگر میزائلوں کے ذخیروں کو تباہ کیا جا چکا ہے جس سے ان کی کمر ٹوٹ چکی اور وہ فی الحال سعودی عرب کے لیے کوئی بہت بڑا خطرہ کھڑا کرنے کی پوزیشن میں نہیں رہے مگر ان کی بغاوت کو مکمل طور پر کچلنا بہت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ضروری ہے وگرنہ یمن میں کسی صورت امن قائم نہیں ہو گا۔ سعودی عرب نے جب فضائی حملے بند کرنے کا اعلان کیا تو اسی وقت کہا جا رہا تھا کہ یہ جنگ بندی عارضی نوعیت کی ہو گی۔ حوثی باغیوں کو ملنے والی بیرونی امداد کے باعث یہ معاملہ دن بدن گھمبیر ہوتا جا رہا ہے اور بین الاقوامی مداخلت بہت زیادہ بڑھ گئی ہے۔ چند دن قبل سلامتی کونسل نے ایک قرارداد پاس کی جس میں کہا گیا کہ یمنی باغیوں کو اسلحہ کی ترسیل مکمل طور پر روکی جائے گی۔ یہ قرارداد بظاہر پاکستانی پارلیمنٹ میں پاس کردہ قرارداد سے بہتر اور سعودی عرب کے حق میں نظر آتی تھی لیکن اسی قرارداد کی آڑ میں امریکہ نے اپنا بحری بیڑہ یمن کے سمندر میں بھیج دیا ہے۔ یہ بحری بیڑہ طیارہ بردار نئے جنگی جہاز اور میزائلوں سے لیس ہے۔ امریکی وزارت دفاع کے ترجمان کا کہنا ہے کہ بحری بیڑہ یمن کے پانیوں میں بھجوانے کا مقصد صنعاء میں جاری لڑائی کے وسعت اختیار کرنے کی صورت میں خطہ میں امریکی مفادات کا تحفظ اور ایران کے ان بحری جہازوں کو روکنا ہے جو حوثی باغیوں کو اسلحہ فراہم کر رہے ہیں۔ امریکی چاہے جو مرضی کہتے رہیں ان کی کسی بات کا بھروسہ نہیں کیا جا سکتا۔ اس بحری بیڑے کی یمن کے پانیوں میں آمد یقیناً بہت بڑی سازش کا پیش خیمہ ہے۔ امریکیوں کی یہاں موجودگی کسی طور خطرہ سے خالی نہیں ہے۔ امت مسلمہ کے روحانی مرکز کا گھیراؤ کرنے کے لیے سب اسلام دشمن قوتیں ایک ہو چکی ہیں۔ روس سعودی عرب کا سخت مخالف ہے اور یمنی باغیوں کے خلاف آپریشن کی شدید مخالفت کر رہا ہے مگر اس نے بھی سلامتی کونسل کی قرارداد کی مخالفت نہیں کی جس سے سارا منظر نامہ کھل کر واضح ہو رہا ہے۔ امریکہ اور اس کے اتحادی جو خود کو دنیا میں امن و امان کے قیام کے ٹھیکیدار سمجھتے ہیں ان کا کردار پاکستان اور افغانستان میں ساری مسلم دنیا دیکھ چکی ہے۔ امریکیوں نے پاکستان کا سٹریٹیجک اتحادی بنکر یہاں اپنے اڈے بنائے۔ افغانستان پر حملہ کے لیے ہماری فضاؤں کو استعمال کیا گیا اور لاکھوں مسلمان شہید کر دیے گئے۔ بعد ازاں جب افغان مسلمانوں کی قربانیوں کے نتیجہ میں شکست سامنے نظر آئی تو اسی پاکستان میں ڈرون حملوں کے ذریعے نہتے پاکستانیوں کا خون بہایا گیا' خود

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کش حملوں کو پروان چڑھایا گیا اور بھارتی فوج کو افغانستان لاکر بٹھا دیا گیا جو تخریب کاری کے مراکز میں اپنے ایجنٹوں کو تربیت دیکر سندھ، بلوچستان و دیگر علاقوں میں داخل کر رہا ہے اور دہشت گردی کی آگ بھڑکائی جارہی ہے۔ اس لیے ہم کہتے ہیں کہ امریکہ اگر یمن کے سمندر میں آکر بیٹھتا ہے تو اس سے سعودی عرب کے لیے مزید خطرات پیدا ہوں گے۔ امریکیوں کو تو ابھی تک یہ بات ہی پریشان کیے ہوئے ہے کہ خادم الحرمین الشریفین شاہ سلمان بن عبدالعزیز نے حوثی باغیوں کی جانب سے یمن میں منتخب حکومت کا تختہ الٹنے اور حرمین شریفین پر قبضہ کی دھمکیوں کے بعد پاکستان سے مدد طلب کی ہے امریکیوں سے اپیل نہیں کی گئی۔ یہ اس کے لیے بہت بڑا دھچکا ہے۔ شاہ سلمان بن عبدالعزیز نے جس دن اذان کی آواز سن کر امریکی صدر اوبامہ کو تنہا چھوڑ دیا اور نماز کے لیے چلے گئے تھے اسی دن معلوم ہوتا تھا کہ اب پالیسیاں واضح طور پر تبدیل ہوں گی اور اللہ کے فضل و کرم سے ایسا ہی ہوا ہے۔ سعودی عرب نے ابھی تک بہت محتاط رویہ اختیار کیا ہے۔ عرب ملکوں کے آپس میں بہت اختلافات ہیں لیکن حوثی باغیوں کے خلاف آپریشن کے لیے سب اکٹھے ہیں اور وہ حقیقی طور پر بغاوت کے اس فتنہ کو سرزمین حرمین شریفین کے لیے خطرہ سمجھتے ہیں یہی وجہ ہے کہ سب سعودی عرب کے قدم سے قدم ملا کر کھڑے ہیں۔ اس وقت ضرورت اس امر کی ہے کہ اس اتحاد کو پوری مسلمہ کے اتحاد میں تبدیل کیا جائے۔ اس کے لیے یقیناً پاکستان کلیدی کردار ادا کرسکتا ہے۔ وزیر اعظم نواز شریف کی زیر قیادت سول اور عسکری قیادت کے مشترکہ دورے کا مقصد سعودی عرب کا اعتماد بحال کرنا تھا کہ پاکستان سرزمین حرمین شریفین کے دفاع اور سلامتی کے لیے کمربستہ ہے۔ محبّ وطن حلقے تو پارلیمنٹ کی قرارداد آنے کے بعد سے مسلسل یہ کہہ رہے تھے کہ وزیر اعظم نواز شریف کو سعودی عرب جانا چاہیے اور غلطیوں کا ازالہ کرتے ہوئے سعودی قیادت کو غیر مشروط تعاون کا یقین دلانا چاہیے۔ اب اگر انھوں نے سیاسی و عسکری قیادت کے ہمراہ اپنا یہ دورہ مکمل کیا ہے تو یہ خوش آئند امر ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ پاکستان سعودی عرب کے ساتھ کندھے سے کندھا ملا کر کھڑا ہو، اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عرب اتحاد کو پورے عالم اسلام کے اتحاد میں بدل کر مسلمان ملک اپنا مشترکہ دفاعی نظام اور معاشی پالیسیاں تشکیل دیں۔اسی طرح اپنی عالمی عدالت انصاف بنائیں اور مسلم ملکوں کے آپس کے معاملات بھی قرآن وسنت کی بنیاد پر مل بیٹھ کر حل کیے جائیں۔اس سے بیرونی مداخلت کے سلسلے ختم ہوں گے اور مسلم ملک امن وامان کے گہوارے بن جائیں گے۔ہمیں عالمی حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے جرأت مندانہ پالیسیاں ترتیب دینے کی ضرورت ہے۔ وزیر اعظم نواز شریف کو چاہیے کہ وہ انڈیا سے دوستی وتجارت کی باتیں چھوڑیں اورچین کی طرح عرب ممالک سے تجارت بڑھائیں۔اس سے پاکستان ان شاء اللہ جلد عالم اسلام کے دفاعی مرکز کی طرح مضبوط معاشی قوت بن کر دنیا کے نقشے پر ابھرے گا اورکوئی پاکستان و سعودی عرب کی جانب سے میلی آنکھ سے نہیں دیکھ سکے گا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام کعبہ کے فرمودات پر عمل درآمد کی ضرورت

حبیب اللہ سلفی

برائے رابطہ: 0321-4289005

29 اپریل 2015

امام کعبہ شیخ ڈاکٹر خالد الغامدی ان دنوں دورہ پاکستان پر ہیں۔ وہ حکومت پاکستان کی خصوصی دعوت پر چند دن قبل لاہور پہنچے جہاں مرکزی جمعیت اہلحدیث کے امیر سینیٹر پروفیسر ساجد میر، حافظ عبدالکریم و دیگر نے ان کا استقبال کیا۔ اگلے دن انھوں نے دنیا کی ساتویں اور پاکستان کی سب سے بڑی مسجد جو بحریہ ٹاؤن میں ملک ریاض حسین نے تعمیر کروائی ہے' وہاں نماز جمعہ پڑھائی۔ اس مسجد میں ستر ہزار افراد کے لیے نماز ادا کرنے کی گنجائش ہے لیکن حرمین شریفین سے محبت رکھنے والے دیوانہ وار امام کعبہ کے پیچھے نماز جمعہ ادا کرنے کے لیے جوق درجوق پہنچے تو بحریہ ٹاؤن کی یہ بہت بڑی مسجد بھی تنگی داماں کا شکوہ کرنے لگی اور ہزاروں افراد کو مسجد کے باہر نماز ادا کرنا پڑی۔ یوں تقریباً ایک لاکھ افراد نے یہاں نماز جمعہ کی ادائیگی کا فریضہ سرانجام دیا۔ ماضی میں امام کعبہ عبدالرحمٰن السدیس جب پاکستان آئے تو ان پر بھی پاکستانی قوم کی طرف سے اسی طرح محبتوں کے پھول نچھاور کئے گئے تھے۔ اب جبکہ شیخ ڈاکٹر خالد الغامدی وطن عزیز آئے ہیں تو وہ جدھر کا رخ کرتے ہیں تمام مکاتب فکر اور شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے محبان رسول ﷺ ان کی ایک جھلک دیکھنے اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کی امامت میں نماز ادا کرنے کے لیے وہیں پہنچ جاتے ہیں۔ امام کعبہ نے جامع مسجد منصورہ میں نماز فجر اور اسی دن جامع اشرفیہ میں نماز ظہر ادا کروائی۔ان دونوں مقامات پر بھی لوگوں کا شدید رش دیکھنے میں آیا۔ جماعت اسلامی کی مرکزی قیادت اور جامع اشرفیہ کی انتظامیہ نے مہمانان گرامی کا شاندار استقبال کیا۔ امام کعبہ نے مرکزی جمعیت اہلحدیث کے زیر اہتمام مقامی ہوٹل میں ہونیوالے دفاعی حرمین شریفین علماء کنونشن میں بھی شرکت کی۔ کنونشن کی صدارت پروفیسر ساجد میر نے کی جبکہ لیاقت بلوچ، مولانا امیر حمزہ، خواجہ سعد رفیق، حافظ عبدالکریم، پیر اعجاز ہاشمی، قاری زوار بہادر، علامہ محمد حسین اکبر، یٰسین ظفر، ڈاکٹر عبدالغفور راشد و دیگر بھی موجود تھے۔ بعد ازاں امام کعبہ شیخ ڈاکٹر خالد الغامدی نے مرکزی جمعیت اہلحدیث کے مرکزی دفتر کا دورہ کیا اور علماء کرام سے خصوصی ملاقاتیں کیں۔ ان کا واضح طور پر کہنا تھا کہ یمن میں بغاوت کے باعث بہت بڑا فتنہ سر اٹھا رہا ہے۔حوثی باغیوں نے نہ صرف یمن کی سرزمین پر بچوں وعورتوں کو بے گھر کیا اور ایک قانونی و جائز حکومت پر شب خون مارا بلکہ حرمین شریفین پر قبضہ کے بھی مذموم عزائم ظاہر کیے جس پر صورتحال کی سنگینی کو مدنظر رکھتے ہوئے سعودی عرب نے یمن کی منتخب حکومت کی مدد کی اور باغیوں کے ظالمانہ ہاتھوں کو روکا ہے۔علماء نے ہمیشہ دین اسلام کی ترویج و اشاعت میں لازوال کردار ادا کیا ہے۔ان کے خطاب کے دوران شرکاء جذباتی ہوکر زبردست نعرے لگاتے رہے۔ امام کعبہ شیخ ڈاکٹر خالد الغامدی نے اپنے دورہ پاکستان کے دوران مذہبی و سیاسی قائدین کے علاوہ صدر پاکستان ممنون حسین اور وزیر اعلیٰ پنجاب سمیت دیگر اعلیٰ حکومتی شخصیات سے بھی ملاقاتیں کیں۔ وہ شہباز شریف سے ملاقات کے لیے وزیر اعلیٰ ہاؤس پہنچے تو ان کا فقیدالمثال استقبال کیا گیا۔ خادم اعلیٰ پنجاب نے خود وزیر اعلیٰ ہاؤس کے صدر دروازے پر آکر انھیں خوش آمدید کہا۔اس موقع پر صوبائی وزراء اور اراکین اسمبلی اور تمام مکاتب فکر کے علماء کی بڑی تعداد موجود تھی۔ وزیر اعلیٰ سے ملاقات کے دوران انھوں نے جہاں مشرق وسطیٰ کی صورتحال پر تفصیل سے تبادلہ خیال کیا وہیں پاکستانی قوم کے نام اپنے پیغام میں کہا کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں پاکستان کو اپنا گھر سمجھتا ہوں' یہاں جس طرح میرے ساتھ محبت کا اظہار کیا گیا ہے اس سے میری سوچ یقین میں بدل گئی ہے کہ پاکستان میرا اپنا گھر ہے اور میں یہاں ملنے والی محبتوں کو کبھی نہیں بھول سکتا۔ اس دوران امام کعبہ علماء میں گھل مل گئے اور اسلام کی سربلندی اور امت میں اتفاق واتحاد جیسے مسائل پر بات چیت کی۔ بعد ازاں سوموار کے دن وہ لاہور سے اسلام آباد پہنچے تو سعودی سفیر اور دیگر مہمانان گرامی کے ہمراہ پارلیمنٹ ہاؤس بھی گئے جہاں سپیکر قومی اسمبلی ایاز صادق، مولانا فضل الرحمٰن، وزیر مذہبی امور سردار محمد یوسف، حافظ عبدالکریم و دیگر اراکین اسمبلی نے ان کے لیے خیر مقدمی کلمات کہے اور انھیں خوش آمدید کہا۔ بیس منٹ تک اجلاس کی کاروائی دیکھنے کے بعد وہ پارلیمنٹ ہاؤس کی مسجد میں پہنچے تو اراکین اسمبلی میں ان کی امامت میں نماز ادا کرنے کے لیے والہانہ شوق اور جذبہ دیکھنے میں آیا۔ امام صاحب کی پرسوز تلاوت سن کر کئی اراکین کی آنکھیں اشکبار نظر آئیں۔ یقیناً یہ سب لوگ اپنی خوش قسمتی تصور کر رہے تھے کہ لاکھوں روپے خرچ کرنے کے بعد سرزمین حرمین شریفین جا کر امام کعبہ کی امامت میں نماز ادا کرنے کی جو سعادت حاصل ہوتی ہے وہ آج نہیں اسلام آباد میں حاصل ہو رہی تھی۔ سپیکر قومی اسمبلی نے امام کعبہ کی آمد پر نہایت خوبصورت بات کہی کہ امام کعبہ ایسی شخصیت ہیں جن کا انتخاب اپنے گھر کی امامت کے لیے اللہ تعالیٰ خود کرتا ہے۔ اس لیے ان کی آمد پوری پاکستانی قوم کے لیے مسرت کا باعث ہے۔ امام کعبہ کچھ عرصہ مسجد نبوی ﷺ میں بھی امامت کروا چکے ہیں اس لیے انھیں امام الحرمین بھی کہا جاتا ہے۔ ان کی آمد پر پاکستانی قوم خوشی سے نہال ہے لیکن بعض کم ظرف لوگ جن کی تعداد اگرچہ آٹے میں نمک کے برابر ہے' وہ امام کعبہ کے دورہ پاکستان کی مخالفت میں باتیں کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ ایسا کرنا چاند کی طرف منہ کر کے تھوکنے کے مترادف ہے۔ بہرحال امام کعبہ شیخ ڈاکٹر خالد الغامدی نے چار دن لاہور میں گزارے اور اب تین اسلام آباد میں رہیں گے۔ یہ جمعہ وہ تاریخی فیصل مسجد میں پڑھائیں گے اور پھر واپس سرزمین حرمین کی جانب روانہ ہو جائیں گے۔ امام صاحب کے اس دورہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پاکستان کو مدتوں یاد رکھا جائے گا۔ ان حالات میں کہ جب دشمنان اسلام یمن میں بغاوت کے مسئلہ پر اسے ایران وسعودی عرب کی لڑائی اور سنی شیعہ مسئلہ بنا کر پیش اور فرقہ وارانہ فسادات کھڑے کرنے کی کوششیں کر رہے تھے' امام کعبہ کی پاکستان آمد سے یہ سازش مکمل طور پر ناکام ہوگئی ہے۔ سعودی عرب کے دیگر ذمہ داران کی طرح انھوں نے بھی واضح طور پر کہا کہ یمن میں بغاوت کا سنی شیعہ مسئلہ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ سعودی عرب ہو یا ایران سب ملکوں کو حرمین شریفین کے تحفظ کے لیے اپنا کردار ادا کرنا چاہیے۔ یہ فرقوں کی نہیں بلکہ حق اور باطل کی لڑائی ہے۔ حوثی باغی مکہ اور مدینہ پر قبضہ کی دھمکیاں دے رہے ہیں اور حرمین شریفین کے تحفظ کے لیے سب اسلامی ملکوں کے لیے کردار ادا کرنا فرض ہے۔ امام کعبہ اپنے دورہ پاکستان کے دوران جہاں کہیں بھی گئے انھوں نے فرقہ واریت کا رد کیا اور واضح طور پر کہا کہ اسلام میں تشدد، دہشت گردی اور فرقہ وارانہ منافرت پھیلانے کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ ہم ایک اللہ، ایک رسول ﷺ اور ایک کتاب کے ماننے والے ہیں۔ اسلیے ہمیں اپنی صفوں میں اتحادو یکجہتی کا ماحول پیدا کرنا ہوگا۔ امام کعبہ کی یہ باتیں فکر انگیز ہیں۔ آج ضرورت اس امر کی ہے کہ ان کے فرمودات کو غور سے سنا، سمجھا اور ان پر عمل کیا جائے۔ صلیبیوں و یہودیوں کی پوری کوشش ہے کہ امت مسلمہ کے روحانی مرکز سعودی عرب کے دفاع کو کمزور کیا جائے اور مسلمانوں کو آپس میں باہم دست و گریباں کر دیا جائے تاکہ انھیں مسلم ملکوں میں مداخلت اور اپنے مذموم ایجنڈے پورے کرنے کا موقع ملتا رہا۔ ہمیں متحد ہو کر ان سازشوں کا مقابلہ کرنا اور حرمین شریفین کے تحفظ کا فریضہ سرانجام دینا ہے۔ امام کعبہ کی آمد ہمارے لیے باعث فخر اور خیر و برکت ہے۔ ہر پاکستانی امام کعبہ کے لیے دیدہ دل فرش راہ کئے ہوئے ہے۔ پاکستان اور سعودی عرب یک جان دو قالب ہیں۔ دونوں ملکوں کے مابین ایسے برادرانہ رشتے ہیں جنھیں ان شاء اللہ کبھی ختم نہیں کیا جاسکتا۔ برادر اسلامی ملک نے ہمیشہ ہر مشکل وقت میں پاکستان کا ساتھ دیا ہے۔ اس لیے ان حالات میں کہ جب حوثی باغی حرمین شریفین پر قبضہ کی دھمکیاں دے رہے ہیں ہمیں بھی امت مسلمہ کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روحانی مرکز سعودی عرب کا کھل کر ساتھ دینا چاہیے اور سعودی بھائیوں کا اعتماد مجروح نہیں ہونا چاہیے۔ یہ ہمارا دینی فریضہ ہے جس پر کسی قسم کی مصلحت پسندی کا مظاہرہ نہیں کیا جانا چاہیے۔

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سرزمین حجاز کے دفاع میں پاکستان کا کردار

ڈاکٹر مجاہد منصوری

12 اپریل 2015

بالآخر پاکستان کی پارلیمنٹ نے یمن میں ہونے والی پورے عالم اسلام کے لیے پرخطر خانہ جنگی پر ایک قومی پوزیشن لے لی جو اب اس مسئلے پر پاکستان کے حکومتی موقف میں تبدیل ہوگی۔ پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں کے مشترکہ اجلاس میں موضوع پر عام بحث کے بعد پاکستانی پارلیمنٹ نے جو موقف اختیار کیا ہے اسکے مطابق ''سعودی عرب کو خطرہ ہوا تو ہم اس کا ساتھ دیں گے۔ یمن تنازع میں پاکستان غیر جانبدار ہے۔''

اس کا واضح مطلب ہے کہ سعودی عرب کی وہ درخواست جو اس نے اپنی سرزمین کی سرحدوں پر درپیش خطرے کے پیش نظر محدود پاکستانی بری، بحری اور فضائیہ فوج بھیجنے کے لیے اسلام آباد سے کی تھی، ہم نے اسے براہ راست تسلیم کرنے سے اجتناب کیا ہے اور یمن میں جو کچھ ہو رہا ہے اسے اس کا داخلی مسئلہ قرار دیتے ہوئے اس میں مداخلت سے گریز کا واضح اعلان کیا ہے۔

یہاں دو اہم سوال پیدا ہوتے ہیں، ایک یہ کہ کیا یمن کی خانہ جنگی سے سعودی عرب کی سلامتی کو کوئی خطرہ پیدا نہیں ہوا؟ یا ہے؟ دوسرے یہ کہ اس سوال کے درست جواب دینے کی اہل سعودی حکومت زیادہ ہے یا ہماری پارلیمنٹ؟ ہماری پارلیمنٹ نے جو موقف اختیار کیا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے، اس کے مطابق ہم نے سعودی حکومت کے واضح اظہار کے برعکس یہ سمجھا ہے کہ سعودی سرزمین جو اصل میں پورے عالم اسلام کے لیے ''حجاز مقدس'' ہے کو سردست کوئی خطرہ نہیں، وگرنہ پارلیمنٹ سعودی درخواست پر مثبت اور عملی ردعمل کی سفارش کرتی، لہٰذا ہم نے اپنا موقف اپنی تشریح کہ ''یمن کی خانہ جنگی سعودی عرب کے لیے ایسے خطرے کا باعث نہیں کہ ہم سعودی حکومت کی درخواست پر فوجی دستے اور اپنے بحری جہاز اور لڑاکا طیارے بھیج دیں''، کے مطابق اختیار کیا، تاہم پاکستان کی پارلیمنٹ میں ہونے والا یہ اتفاق بھی اہم اور بالکل درست ہے کہ یمن کی خانہ جنگی کی نوعیت فرقہ وارانہ نہیں ہے۔

جہاں تک پاکستانی رائے عامہ اور میڈیا میں آنے والے تجزیوں کا تعلق ہے اس میں یہ رائے سب سے پاپولر رہی کہ پاکستان یک دم تنازع کا فریق بننے کی بجائے ثالثی کا کردار ادا کرے اور کوئی ایسی راہ اختیار نہ کرے کہ کسی اور جنگی محاذ میں مزید الجھ جائے لیکن سعودی عرب کو بھی ہر صورت مطمئن رکھے اور جو کچھ کرے اس سے سعودی حکومت کی مایوسی کا پہلو کسی صورت نہ نکلے۔ پارلیمان میں موجود سیاسی جماعتوں کے پاس اختیار کیے گئے موقف کو اختیار کرنے کا جواز یہ ہے کہ یہ جمہوری اور عوامی جذبات واحساسات اور آراء کا عکاس ہے کیونکہ پارلیمان ہی عوام کا منتخب فورم ہے، لہٰذا یہ ہی ٹھیک ہے۔

اس کے مقابل ایک تجزیہ یہ ہے کہ ہماری پارلیمان فیصلہ سازی کے حوالہ سے ایک تو معیاری فیصلہ سازی کی صلاحیت سے محروم ہے، دوسرے یہ قومی سیاسی مفادات سے زیادہ اپنے اپنے جماعتی و سیاسی مفادات کی اسیر ہے۔ اس میں تو کوئی شک نہیں کہ ہماری پارلیمان کی عوامی مفادات اور احساسات و جذبات کے مطابق قانون اور فیصلہ سازی (قومی موقف کی تشکیل) کی صلاحیت مایوس کن ہے اور اس حوالے سے یہ برائکر پارلیمان ہی ہے۔

پوری قوم پر واضح ہے کہ بحیثیت مجموعی یہ کتنی دیانتدار، اہل اور قومی مزاج کی حامل ہے۔ اس عمومی رائے کو تقویت دینے والی دسیوں مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں۔ دور کیوں جایا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائے، ابھی دیکھیے الگ اور مکمل وزیر خارجہ سے محروم پاکستان کی پارلیمان میں سفارتی اعتبار سے اہم ترین اور چیلنجنگ موضوع ''تنازع یمن، سعودی سلامتی اور پاکستان کا کردار'' پر تین روزہ بحث کا آغاز ہوا تو ہمارے وزیر دفاع جو بس داخلی سیاست کے تناظر میں اپنی حکومت کا ہی حملے نما دفاع کرتے رہتے ہیں (کہ اس سے حکومتی امیج خراب ہی ہوتا ہے) بلکہ خواجہ صاحب صرف دفاع بھی نہیں کرتے دفاع سے زیادہ سیاسی حریفوں پر حملے کرتے ہیں۔

عمران خان کا کہنا ہے کہ تیر چلاتے نہیں ان سے چلوایا جاتا ہے۔ اس کا شک عوام میں بھی پایا جاتا ہے، اگر ایسا ہے تو یہ اس باوقار منصب کے کتنا منافی ہے؟ اگر یہ درست ہے تو اس باوقار منصب کو ایسی سیاست کے لیے استعمال کرنے والے کتنے کیسے ہیں؟ وہ خود تو کبھی اس کا اندازہ نہیں لگا سکتے تو کبھی ایسا نہ کرتے لہٰذا آپ خود ہی اندازہ لگا لیں۔ وزیر خارجہ کی عدم موجودگی میں اس کا کردار ادا کرتے ہوئے، خواجہ آصف نے متذکرہ حساس اور اہم ترین موضوع پر بحث کا آغاز پارلیمان کا طویل بائیکاٹ ختم کرنے والی تحریک انصاف کے اراکین کو مشتعل کرنے سے کیا۔ جب انھوں نے خاصے سخت انداز میں ان کے پارلیمان میں آنے پر طعنہ زنی کی۔ آفرین ہے تحریک کے اراکین پر جنھوں نے اجلاس کی نزاکت کا اندازہ کرتے ہوئے کمال تحمل کا مظاہرہ کیا، یوں انھوں نے قومی بحث کے آغاز پر ہی پارلیمان کو انتشار سے بچا کر اپنے بلا جواز طویل بائیکاٹ کا کفارہ ادا کیا، وگرنہ خواجہ صاحب نے آگ لگانے میں کوئی کسر نہ رکھی۔ پاکستان کو جاری صورتحال میں بلند درجے پر ڈپلومیٹک ایکٹویزم کی شدت سے ضرورت ہے لیکن ملک وزیر خارجہ سے محروم ہے، جو تابع دار بزرگوں کے سپرد ہے۔ اپنی جگہ محترم لیکن نامزد اور عمر رسیدہ ہونے کے باعث کام کرنے کے مطلوبہ اعتماد (بلکہ اصل کام کرنے کی آزادی) سے بھی محروم ہیں۔

اس پس منظر میں ہم نے سعودی عرب کو درپیش سلامتی کے خطرے کی خود تشریح کرتے ہوئے متذکرہ پارلیمانی موقف اختیار کیا ہے (جسے اب حکومت لے کر چلے گی) فقیر کی نظر میں پارلیمان کا یہ فیصلہ پاکستانی رائے عامہ کا عکاس ہے نہ قومی مفادات کو اس میں پیش نظر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رکھا گیا ہے۔ یہ پارلیمان کے اجتماعی لو ویژن اور داخلی طرز کی سیاست اور اس میں ہونے والے غیر معیاری فیصلوں کا عکاس ضرور ہے۔

واضح رہے کہ جب دسمبر 1979ء میں کھلی جارحیت کر کے سوویت افواج افغانستان میں داخل ہو کر اپنی لائی ہوئی نور محمد ترکئی حکومت کی ''دعوت'' (کہ ہمیں اس نے آنے کی دعوت دی ہے) پر افغانستان میں داخل ہوئیں تھیں تو ہم نے پوری فری ورلڈ کو اپنی جانب راغب کرتے ہوئے سخت تشویش کا اظہار میں یہ آواز اٹھائی تھی کہ ''کمیونزم پاکستان کا دروازہ کھٹکھٹا رہا ہے، کیونکہ پاک، افغان سرحد کے ساتھ ساتھ روسی افواج افغانستان کے محدود مزاحمتی گروپس کے خلاف جو کارروائیاں کر رہی تھی، اس سے پاکستان بطور ''نیکسٹ ڈورنیبر'' اپنی سلامتی کو خطرہ محسوس کر رہا تھا جبکہ امریکن بھی پورے خلیجی خطے کو اپنے گہرے مفادات (پٹرول کی مسلسل سپلائی کے باعث) کا خطہ قرار دیتے ہوئے سوویت جارحیت پر گہری تشویش کا اظہار کر رہے تھے۔

اس وقت پاکستان نے امریکہ کی تشویش کا بھرپور سفارتی فائدہ یوں اٹھایا تھا کہ ہمارے منجھے ہوئے وزیر خارجہ آغا شاہی نے صدر جمی کارٹر کے سلامتی کے مشیر برزیسکی سے مذاکرات کرتے ہوئے واضح کیا کہ ہم (پاکستان) گہرے امریکی مفادات کے خطے (خلیج) کا بیک یارڈ (عقبی صحن) ہیں لہٰذا امریکہ کی پاکستان کو پیش کی گئی 400 ملین ڈالر (جسے صدر ضیاء الحق نے پاکستان کو سلامتی کے بڑے خطرے میں پی نٹ سے تشبیہ دی تھی) صورتحال کی سنگینی کے مطابق نہیں، سو یہ امریکی تعاون جس سے پاکستان افغانستان میں روسی افواج کو واپس دھکیلنے کی گرینڈ گیم میں بیس کیمپ بنا اور 400 ملین ڈالر کی ''مونگ پھلی'' 3 عشاریہ 2 بلین ڈالر کی امریکی امداد میں تبدیل ہو گئی۔

سوال یہ ہے کہ کیا یمن کا داخلی انتشار فقط یمن کی خانہ جنگی ہی ہے یا جیسا کہ کئی تجزیہ نگاروں کا یہ تجزیہ درست ہے کہ ''یہ ایک گرینڈ گیم کا مرحلہ ہے۔ جس میں تہذیبوں کے تصادم کا نظریہ گھڑ کر اسے پروموٹ کرنے والی قوتیں کوئی بنیاد اور صورتحال نہ ہونے کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باوجود عالم اسلام پر ایک ایسا تصادم مسلط کرنے کے درپے ہیں جس کا مقصد اس کا مسلسل انتظار اور عدم استحکام ہو، شمالی افریقہ میں ''عرب بہار'' کے بعد وہاں پھر غیر جمہوری حکومتوں کا تسلسل، لیبیا اور عراق کی تباہی کے بعد سعودی عرب کے ''نیکسٹ ڈورنیبر'' اور اس کے عقبی صحن (یمن) کے بھی داخلی انتشار کو خطے میں ہونے والی تیز تر سفارتی سرگرمیوں، نئے رجحانات اور بین الاقوامی سیاست کی تاریخ کے تناظر میں پرکھا جائے تو بے ضرر اور لاتعلقی کی تاریخ کے حامل یمن کا الاؤ میں تبدیل ہونا معنی خیز ہے اور اس پر سعودی حکومت کی تشویش کا جواز واضح ہے۔

یہ اسی طرح ہے جس طرح ہمیں اپنے بیک یارڈ (افغانستان) میں سوویت جارحیت کے بعد گہری تشویش ہوئی تھی کہ کمیونزم ہمارے دروازے پر آن پہنچا ہے، پھر سعودی عرب کا معاملہ پاکستان کے لیے برے وقت کے ساتھی، دوست اور برادر اسلامی ملک اور پاکستان دوست سعودی حکومت تک محدود نہیں ہے۔ سعودی عرب کی سرزمین کے گرد ونواح میں جنگ و جدل کی صورت سے سرزمین حجاز کی سلامتی کے خطرے میں ہونے کا پہلو واضح ہے۔ یہ تو انتظار نہیں ہونا چاہیے کہ اس پر براہ راست حملہ ہی ہو تو عالم اسلام کے تمام ممالک ''حصہ بقدر جثہ'' کی بنیاد پر اپنی مقدس سرزمین کے دفاع کے دینی اعتبار سے پابند ہیں۔

سعودی عرب کی چاروں اطراف کی سرحدوں پر ایسے تنازعات جس سے سرزمین حجاز کسی گرینڈ گیم سے متاثر ہوتی نظر آئے، کی بیخ کنی تمام اسلامی ممالک کی یکساں ذمہ داری ہے۔ جغرافیائی قربت اور اپنی عسکری سکت کے اعتبار سے پاکستان، ایران اور ترکی اس کے سب سے بڑے ذمہ دار ہیں کہ وہ سرزمین حجاز کی سرحدوں کے کسی جانب سے بھی آنے والے خطرے کی تپش کو بروقت ختم کرنے میں کردار ادا کریں جو مشترکہ ہونا چاہیے اور اس میں انڈونیشیا، ملائیشیا پھر مصر اور نائیجریا کو دوسرے نمبر کے کلیدی کردار کے لیے آگے بڑھنا ہوگا۔ (ان شاء اللہ یہاں تک نوبت نہیں آئے گی)

بلاشبہ یمن کی خانہ جنگی کا کوئی تعلق فرقہ واریت سے نہیں کہ بتانے والے بتاتے ہیں کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یمن میں شیعہ، سنیوں کا ایک ہی مسجد میں نماز پڑھنا عام ہے۔ اہل تشیع وہاں کی آبادی کا ایک حصہ ضرور ہیں لیکن یمن ہمیشہ فرقہ واریت کی لعنت سے آزاد ملک رہا ہے، ہاں یہ یمن کو خانہ جنگی میں مسلسل مبتلا رکھنے اور خفیہ گرینڈ گیم کے مکروہ ایجنڈے کو پورا کرنے کے لیے برسوں کی محنت سے یمن میں کرافٹ کی گئی قبائلی کشیدگی کو فرقہ واریت میں تبدیل کر کے اسے عرب و عجم کے تصادم میں تبدیل کرنے کی چال ضرور ہے۔

بہتر ہوتا کہ پاکستان سرزمین حجاز کی سلامتی کا ہی پابند نہ ہوتا بلکہ اس کی سلامتی کو درپیش پیدا کی گئی تشویشناک صورتحال کے خاتمے کے لیے بھی عملاً کردار ادا کرے، خواہ اس کے لیے ہمیں علامت کے طور پر پاک افواج کا ایک حصہ سرزمین حجاز پر بھی منتقل کرنا پڑے۔ یہ معاملہ ظہور اسلام کے مقدس مرکز کی حفاظت کا ہے۔ اس صورت میں یہ دلیل بودی ہے کہ ''ہمیں ساری دنیا کا غم نہیں کھانا چاہیے''، ہماری تو ساری دنیا ہی مکہ و مدینہ ہے۔ سو ہمیں ماننا چاہیے تھا کہ پھر سرزمین حجاز کی سلامتی پر منڈلاتے خطرات کا اندازہ اسلام آباد سے زیادہ ریاض کو ہی لگانے کا حق ہے۔

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پاکستان کو سعودی عرب کے ساتھ کیوں کھڑا ہونا چاہیے؟

محی الدین بن احمد الدین

22 اپریل 2015

ان شاء اللہ امکان ہے کہ بدھ کو جناب وزیر اعظم نواز شریف سلمان بن عبدالعزیز سے ملاقات کے لیے خود ریاض جائیں گے چند روز پہلے جناب شہباز شریف مشیر خارجہ اور عسکری اہم ماہرین کے ہمراہ سعودی عرب جا چکے ہیں وہ وزیر خارجہ سعود الفیصل، وزیر داخلہ وولی عہد دوم محمد بن نایف سے ملاقاتیں کر چکے ہیں سب کے سامنے پارلیمنٹ کی قرارداد کے حوالے سے پیدا شدہ غلط تاثر کا ازالہ کرنے کی کوشش کر چکے ہیں۔ کئی کالم نگار جناب شہباز شریف کے اس فوراً ریاض جاتے عمل کو نقصان کا ازالہ کرنے کی کوشش لکھ چکے ہیں۔ آج جب یہ تحریر لکھی جا رہی ہے تو اخبارات میں ایرانی بری فوج کے سربراہ احمد رضا بوردستان کی دھمکی موجود ہے کہ اگر حوثی باغیوں پر بمباری نہ رکی تو سعودی عرب پر حملے سے گریز نہیں کریں گے۔ لڑائی جاری رہی تو جنگ کا دائرہ وسیع ہو سکتا ہے۔ ایرانی آرمی چیف کی سعودی عرب کو دی گئی دھمکی سے میرا دل زخم خوردہ ہے۔ شنید تھی کہ یمن کے لوگ شام سے پہلے الفات کے نشہ آور پتے زبان تلے رکھ کر حقہ (شیشہ) پیتے رہتے ہیں۔ بھلا ایسی قوم کیونکر ترقی کر سکتی تھی اس لیے یمن مفلس رہا ہے کیا یہی حالت زار مالدار ساری عرب دنیا کی بھی ہو چکی ہے؟ نہایت ادب سے یہ سوال ہم عرب روسا اور ارباب اختیار سے کرنے پر مجبور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں ہم خلیجی تعاون کونسل اور سعودی عرب کے اپنی زمینوں پر ایرانی جوع الارض کی نموداری کی کوششوں کے حوالے سے پیدا شدہ تشویش، غصے اور اضطراب کو بالکل درست سمجھتے ہیں اس لیے ان کے حق میں دو عشروں سے مسلسل کالم لکھ رہے ہیں کہ کس طرح برآمدگی انقلاب نے مشرق وسطی کو مطلوب امن کی جگہ جنگ و جدل کا تحفہ دے دیا ہے؟ کاش ایرانی مدبرین برآمدگی انقلاب کا راستہ نہ اپناتے۔

امریکہ و مغرب کی مشرق وسطی کو نئی شیعہ ونئی سنی بادشاہتیں دے کر توڑ پھوڑ عزائم کی خواہشوں کو مدد اور اپنا کندھا فراہم نہ کرتے۔ مگر دو عشروں سے سعودی عرب اور خلیجی تعاون کونسل کے خلاف خفیہ سازشیں، منصوبے اور عزائم سرگرم ہیں۔ یہاں آ کر ایرانی برآمدگی انقلاب کا مقدمہ بالکل کمزور اور سعودی عرب و خلیجی تعاون کونسل کا مقدمہ بالکل جائز اور درست ثابت ہو جاتا ہے۔ کیا ایرانی قوم اس پہلو پر اپنی غلطی پر غور کر سکے گی کہ 1979ء کے بعد ایرانی انقلاب نے مرگ بر امریکہ کا نعرہ لگایا اور امریکہ کو شیطان اکبر بھی جذباتی انداز میں ثابت کیا تھا۔ ایسا کرنا شاید انقلاب کی مجبوری تھی مگر اس کے ساتھ ہی ''مرگ برآل سعود'' کے نعرے بھی لگائے جاتے رہے ہیں کیا ایسا مدبرین ایران کو کرنا چاہیے تھا؟ لہذا ایرانی آرمی چیف نے جو دھمکی دی ہے وہ تو عملاً 1979ء سے اب تک مرگ برآل سعود کے نعروں کے ذریعے پہلے سے ہی موجود ہے۔ آج اصلاح کار صدر حسن روحانی ایرانی قوم کو پرامن مستقبل اور اقتصادی بحالی کا مطلوب تحفہ دینے کے لیے اگر امریکہ و مغربی ممالک سے نیوکلیئر معاہدے کا راستہ اپنا چکے ہیں تو ہم اس کی حمایت کرتے ہیں مگر کیا اس طرح ایران کو مرگ برآل سعود کے اظہار کا راستہ بھی نہیں چھوڑ دینا چاہیے تھا؟ خیر یہ اصولی سی باتیں ازخود نوک قلم پر آ گئی ہیں ہمارا مقصد یہ تھا کہ ایران کا جارحانہ رویہ غلط ہے آج خلیجی تعاون کونسل اور سعودی عرب مظلوم ہیں ان کا موقف باوزن اور درست ہے۔ لہٰذا نواز شریف حکومت کو کھل کر سعودی عرب کا ساتھ دینا چاہیے اور یمن کے حوالے سے بھی اگر گوادر کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سامنے سے کچھ بحری جہاز حوثی باغیوں کے لیے اسلحہ لے کر جاتے ہیں تو ان کا یہ سفر روک دینا چاہیے تاکہ عدن بندرگاہ باغیوں کے حصار میں نہ آئے اور پوری دنیا تیل اور تجارتی راستے بند ہو جانے سے نئی جنگ میں مبتلا نہ ہو سکے۔ ہمارے خیال میں اگر میاں نواز شریف بدھ کو یا جمعرات کو شاہ سلمان بن عبدالعزیز سے جا کر ملتے ہیں اور کھل کر ان کا ساتھ دینے کا واشگاف اعلان کرتے ہیں تو یہ بالکل درست عمل ہوگا کہ سعودی عرب قانونی اور آئینی ملک ہے وہاں سے کسی ملک میں کبھی مداخلت نہیں ہوئی ایران سے شکایات کے باوجود کیا سعودی عرب نے کبھی سیستان کے بلوچوں یا عربستان کے مظلوم عربوں کی حق میں بات کی ہے؟ جہاں تک پارلیمنٹ کی قرارداد کی بات ہے اصولاً پارلیمان حکومتی پالیسیاں نہیں بنائی۔ نہ ہی ملکوں سے تعلقات کے معاملات میں پارلیمنٹ کا کوئی کردار ہوتا ہے بلکہ حکومت کا یہ سارا کام ہوتا ہے آئینی، قانونی اور سیاسی طور پر اس لیے نہیں مسئلے پر پارلیمنٹ کا اجلاس بلانا بذات خود غلط عمل تھا۔ اگر غلط عمل ہو گیا تھا اور غلط قرارداد پاس ہونے سے پہلے کچھ سیکولر اراکین نے کھل کر سعودی عرب اور آل سعود کے خلاف باتیں کر دی تھیں تو اس سے میاں نواز شریف کی اخلاقی، قانونی، سیاسی حیثیت کو نقصان ہوا تھا افسوس یہ نقصان میاں نواز شریف کے اپنے اتحادی دوستوں سے ہوا تھا۔ سعودی عرب کا مشکل وقت میں فوج یا سیاسی یا بحری و فضائی مدد کے لیے پاکستان کی طرف دیکھنا بالکل درست عمل ہے۔ سیاسی، اخلاقی سب لحاظ سے اور پاکستان کا سعودی عرب کو یہ ساری مطلوب مدد دینا فرض ہے۔ ہمیں جس چیز کی خلیجی ممالک اور سعودی عرب سے ضرورت تھی وہ ہمیں ہمیشہ بوقت ضرورت وافر مقدار میں ملی ہے جواب میں خلیجی عربوں کے پاس ہماری طرح کی تربیت یافتہ جارح عزائم رکھنے والی فوج نہیں۔ لہٰذا جو کچھ ہمارے پاس ہے اگر ہمارے دوستوں نے وہی مانگ لیا ہے تو ہم ''اگر مگر'' اور ''قرارداد'' کے بہانے کر کے انکار کریں گے تو دوست کا ناراض ہونا بالکل جائز، فطری اور درست عمل ہے۔ ہماری دانست میں نواز شریف حکومت نے پارلیمنٹ کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اجلاس بُلا کر فاش غلطی کی تھی۔ چلیے اب اگر دیر آید درست آید ہو رہا ہے۔ سعودی عرب جا کر وزیر اعظم شاہ سلمان بن عبدالعزیز اور ولی عہد مقرن بن عبدالعزیز اور سعودی قائدین کو کھل کر ساتھ دینے کا راستہ اپنانے جا رہے ہیں تو ہمیں اس شریف حکومتی اقدام کی بھرپور حمایت کرنی چاہیے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پارلیمنٹ کی قرارداد پاکستانیوں کے دل کی آواز نہیں

ڈاکٹر زاہد حسن چغتائی

16 اپریل 2015

روز اوّل سے پاکستان اور سعودی عرب کے تعلقات کو خالصتاً دینی' روحانی اور اسلامی نقطہ نظر سے دیکھا جاتا رہا ہے۔ اس حوالے سے تاریخ گواہ ہے کہ دونوں برادر اسلامی ممالک کے باہمی تعلقات میں کبھی بھی کوئی سقم یا ابہام پیدا نہیں ہوا۔ لیکن کاتب تقدیر کو بھی یہ امر گراں گزرا ہوگا کہ یمن کے قضیے میں دونوں حددرجہ برادر ممالک کے خیر سگالی تعلقات ہاتھوں سے نکلتے جارہے ہیں۔ سوال صرف ایک ہے اور وہ یہ کہ پاکستان کی پارلیمنٹ کی قرارداد جس میں بقول کسے سعودی عرب کی پگڑی اچھالی گئی اس کا آخر ذمہ دار کون ہے؟ اس ضمن میں سعودی حکمرانوں اور سعودی عوام کے پاکستان سے متعلق شکوک شبہات بڑھتے جارہے ہیں' تاہم طرفین میں تاحال دوستی اور یگانگت کا اٹوٹ انگ رشتہ ابھی اتنا زیادہ نہیں ڈگمگایا کہ جسے ہم دونوں ممالک کے مابین دوری قرار دیدیں' پارلیمنٹ میں پاس ہونیوالی قرارداد جو وزارت خارجہ نے وضع کی تھی واقفان حال کے بقول درست سمت میں جارہی تھی لیکن پی ٹی آئی کی سیاسی قوت نے ایک ایسا عاقبت نااندیشانہ فیصلہ کروا دیا کہ سب لوگ ششدر رہ گئے اور تحیر کے عالم میں ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے۔ قرارداد میں ''غیر جانبداری'' کا ''لچ'' تلتے ہوئے پی ٹی آئی کے سربراہ عمران خان اور انکی جماعت نے میاں نوازشریف اور انکی پارٹی کو خوامخواہ کے ایک امتحان میں تو ضرور ڈال دیا مگر دوررس نگاہوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے دیکھا جائے تو یہ امتحان ساری قوم کو بھگتنا ہوگا۔ چوہدری نثار اماراتی وزیر پر برس پڑے اور انکی رائے کو دھمکیاں قرار دیتے ہوئے یہ بھول گئے کہ گلف میں 30 لاکھ پاکستانیوں کا وجود سوالیہ نشان بن سکتا ہے۔ اماراتی وزیر اگر یہ بیان نہ بھی دیتے تو کیا مشرق وسطی کے سعودی حلیف ممالک کے پاس پاکستان کے بدلے بھارت سے دوستی کا آپشن موجود نہیں ہے۔ تاریخ کے گزرے ہوئے مہ وسال پر نگاہ ڈالیں تو پچاس کی دہائی میں جب شاہ سعود کے دور میں پنڈت جواہر لعل نہرو نے سعودی عرب کا دورہ کیا تھا تو پاکستانیوں اور انکے حکمرانوں کے اعصاب پر کیسا کڑا وقت گزرا تھا۔ پاکستانیوں کو ''سیدی نہرو'' کے بینرز آج بھی یاد ہیں اور اگر تاریخ نے اپنے آپ کو دھراتے ہوئے پاکستان اور سعودی عرب کے تعلقات میں کسی بھی قسم کے سقم پیدا کر دیئے اور یہ ابہام زدگی کے ساتھ دونوں ممالک کی باہمی دوستی کو متاثر کرنے لگیں تو پھر پاکستانیوں کے دلوں پر کیا گزرے گی' جو دن اور رات مکہ اور مدینہ ہی کی باتیں کرتے اور ان باتوں سے اپنے ایمان کو افزوں تر کرتے رہتے ہیں۔ عمران خان اور انکی جماعت کو یاد رکھنا چاہیے کہ پاکستان اور سعودی عرب کے دوستانہ تعلقات صرف نواز شریف فیملی ہی کے لیے نہیں بلکہ 20 کروڑ پاکستانیوں کے دلوں کی دھڑکنوں کا سوال ہے۔ اس وقت پاکستان اپنی پارلیمنٹ کی قرارداد کے زیر اثر خارجہ پالیسی کی جن جہتوں کو ازبر کرنا چاہتا ہے وہ کبھی اور کسی بھی حال میں مستقبل کا زائچہ ہی نہیں بن سکتیں۔ سعودی عرب کی جانب سے ماضی کے مہ وسال میں جس محبت اور الفت کا سلوک پاکستانیوں کیساتھ ہوا ہے۔ کیا پارلیمنٹ کی یہ قرارداد اس تاج محل کو دھڑام سے زمین پر دے مارے گی؟ سعودی عرب کے حوالے سے پی ٹی آئی اور اسکے موقف کی حمایتی سیاسی جماعتیں ذرا بتائیں کہ احسانات کا بدلہ اس قسم کی متنازعہ قرار داد ہوا کرتی ہے۔ جو سعودی حکومت اور عوام کے سینے پر مونگ دلنے کے مترادف ہے۔ پاکستان اس وقت جس خارجہ پالیسی پر چلنا چاہتا ہے' وہ زمینی حقائق کے مطابق نہیں' سعودی عرب کے ساتھ پاکستان کے تعلقات ایران کی قیمت پر ہو ہی نہیں سکتے۔ یمن کی سیاسی صورتحال کو ایران کی ناپسندیدہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پالیسی کے تناظر میں بھی دیکھنے کی ضرورت ہے۔ یمن کے حالات میں ایرانی مداخلت کے شواہد ساری دنیا کے مبصرین کا موضوع گفتگو بنا ہوا ہے۔ کون ذی ہوش ہے جو پاکستانی ہونے کے باوجود سعودی عرب کے مقابلے میں ایران کی متنازعہ پالیسیوں کی حمایت کرے۔ ابھی تو پارلیمنٹ کی قرارداد کی توجیح وتشریح بھی پوری طرح سامنے نہیں آسکی۔ اگر یمن کے معاملے میں پاکستان کا غیر جانبدار ٹھہرنا ہی دانشمندی ہے تو کل کلاں اگر حالات زمانہ کے نتیجے میں حرمین شریفین کا تقدس خدانخواستہ خطرے میں پڑ گیا تو کیا یہ جانبداری برقرار رہ سکے گی؟ یہ طے شدہ امر ہے کہ پاکستان کے بیس کروڑ مسلمان اپنے اسلامی عقائد اور ایمان وایقان پر کبھی سمجھوتہ نہیں کرتے۔ مکہ اور مدینہ کے تقدس پر اپنی جان نچھاور کرنے کو جزو ایماں سمجھنے والے پاکستانی مسلمان کبھی بھی اور کسی طور بھی کسی عالمی یا علاقائی سازش کا شکار نہیں ہوسکتے۔ اللہ اور اسکے رسول کی حرمت ہی ان کی زندگی کا مقصد اول ہے۔ غازی علم دین شہید کی زندگی بچانے کے لیے جب علامہ اقبال سے رابطہ کیا گیا تو آپ نے برملا فرمایا تھا...

نظر اللہ پہ رکھتا ہے مسلمان غیور
موت کیا شے ہے فقط عالم معنی کا سفر
ان شہیدوں کی دیت اہل کلیسا سے نہ مانگ
قدر و قیمت میں ہے خوں جن کا حرم سے بڑھ کر

بات سعودی عرب کی حمایت یا غیر جانبداری کی نہیں مسئلہ کچھ اور بھی ہے اور وہ یہ کہ ہمارے سیاستدانوں اور حکمرانوں کی نگاہ تاریخ کے نشیب وفراز پر نہیں رہتی۔

انھیں تاریخی حقائق ازبر نہیں ہیں۔ سوال یہ بھی ہے اگر آپ یمن کے مسئلہ پر غیر جانبداری کی پالیسی اختیار کرتے اور سعودی عرب کی عملی حمایت سے پہلو تہی کرتے ہیں تو کیا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسکے پاس آپ کو چھوڑ کر بھارت کے ساتھ دوستی کا آپشن موجود نہیں؟ بھارت جہاں مسلمانوں کی تعداد پاکستان سے دوگنی ہے۔ اگر تہی کرتے ہیں تو کیا اسکے پاس آپ کو چھوڑ کر بھارت کے ساتھ دوستی کا آپشن موجود نہیں؟ بھارت جہاں مسلمانوں کی تعداد پاکستان سے دوگنی ہے۔ اگر سعودی عرب بھارت کو اپنی اسلامی اور دینی دوستی کے لیے منتخب کر لے تو پھر پاکستان کہاں کھڑا ہوگا؟ اور اس طرح آپکا ازلی دشمن اپنے مذموم عزائم کو بھی عملی جامہ پہنا سکے گا۔ ان تمام تلخ حقائق پر غور کر لینا ہماری بنیادی ذمہ داری ہے تا کہ کل کلاں اگر سعودی عرب کی پالیسیوں میں ایسا تغیر وتبدل پیدا ہو جو ہمارے اعصاب پر بجلی کی طرح گر پڑے تو کیا ہم اسکے متحمل ہو پائیں گے' جبکہ ہمارا کعبہ وقبلہ سب کچھ اسی دینی واسلامی ملک میں ہے جس کی طرف ہم پانچ وقت منہ کر کے نماز پڑھتے ہیں۔ احسان فراموشی تو یوں بھی مسلمان کا شیوہ نہیں، اگر ہم اس برائی کے مرتکب ہوئے تو پھر ہم پر اللہ کا عتاب بھی نازل ہوسکتا ہے۔

نوٹ: ڈاکٹر زاہد حسین صاحب نے حقیقت سے پردہ اٹھا کر سفید و سیاہ، حق اور باطل، سچ اور جھوٹ کو الگ الگ کر دیا ہے۔ ماشاء اللہ ہمارے لیے عبادات میں جو سمت اور جہت ہے اسی کے لیے ہمدردی اور قربانی کا جذبہ ہونا چاہیے۔ جس طرف پانچ نمازوں کے لیے رخ کرتے ہیں اس سرزمین سے بے رخی اچھی نہیں یہ احسان اور وفا کے خلاف ہے۔ (قاری محمد یعقوب شیخ)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقدمۂ سعودی عرب

قاضی کاشف نیاز
مئی 2015

شاہداور ماجددو بڑے گہرے دوست تھے۔شاہد امیر تھا لیکن اس کے باوجود وہ ماجد کی ہرمشکل میں کام آتا۔اسے زندگی کے کسی موڑ پر کوئی ضرورت پڑتی' شاہداس کی فوراً بے لوث مالی اور ہرطرح کی مدد کے لیے حاضر ہوجاتا۔ ماجد کا کسی سے جھگڑا ہوتا تو تب بھی شاہد ماجد کی ہی پوری پوری حمایت کرتا۔غرض ماجد کوکوئی مشکل بھی پیش آتی' شاہد سے جوکچھ بن سکتا'اس کے لیے حاضر کردیتا اور ماجد کی دوستی میں کسی کی پروا نہ کرتا۔

دوسری طرف ماجد کاتعلق غریب خاندان سے تھا لیکن جسمانی طور پر یہ خاندان کچھ زیادہ طاقتور تھا۔دونوں کی دوستی بچپن سے تھی اوراب وہ بڑھاپے میں داخل ہو چکے تھے۔شاہداپنی اعلیٰ صفات،شرافت، دریادلی اوراعلیٰ ظرفی کی وجہ سے اپنے گاؤں کا سردار بھی تھا۔ایک دفعہ شاہدکواس کے حاسد دشمنوں کی طرف سے دھمکیاں ملنا شروع ہوگئیں۔یہ دشمن کوئی غیرنہیں 'اس کے اپنے'اس کے خاندان والے ہی تھے لیکن انہیں استعمال کرنے والے باہر کے لوگ تھے۔

شاہدکے خاندان کے کچھ قریبی لوگوں کی نظریں شاہد کے مال پرتھیں۔وہ سمجھتے تھے کہ شاہدکوراستے سے ہٹادیں تو شاہدکی ساری دولت ان کے قبضے میں آجائے گی اور گاؤں کی سرداری بھی انہیں مل جائے گی۔ باہر کے لوگ بھی ان کے اس ناپاک مشن میں ان کے مدد گار بن گئے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ یہ بھی سمجھتے تھے کہ شاہد اور ماجد کو آپس میں لڑا کر ہی وہ اپنے مقاصد حاصل کر سکتے ہیں۔

ایک دن شاہد کو اطلاع ملی کہ اس کے دشمنوں نے اسے مارنے کا حتمی پروگرام بنالیا ہے اور کسی بھی دن وہ اس کے گھر پر دھاوا بول سکتے ہیں۔اس نے فوراً اپنے جگری دوست ماجد اور اس کے خاندان کے چند دوسرے افراد کو اپنی حفاظت کے لیے فوراً پہنچنے کی گزارش کی۔ شاہد کو امید تھی کہ جس طرح وہ ہر مشکل میں اپنے دوست کی کسی کی پرواہ کیے بغیر فوراً مدد کو پہنچتا رہا ہے،اب ماجد بھی اس کی مشکل میں کسی کی پروانہ کرتے ہوئے فوراً مدد کو پہنچے گا۔ لیکن ماجد تک جوں ہی اپنے دوست کا پیغام پہنچا،وہ عجیب مخمصے کا شکار ہونے لگا۔ دراصل شاہد کے خاندان کے چند دشمنوں کے ساتھ ماجد کے کچھ کاروباری تعلقات تھے۔ پھر شاہد کے یہ دشمن اس کے ہمسائے بھی تھے۔وہ اب اپنا نفع نقصان سوچنے لگا کہ اگر اس نے شاہد کی کھل کر مدد کی تو شاہد کے دشمن اس کے بھی دشمن بن جائیں گے۔ اس کے اپنے خاندان والوں کی جان کو بھی خطرہ ہو جائے گا۔

بس اس نے اپنا سارا آگا پیچھا دیکھ کر اپنے تئیں بڑی عقلمندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے شاہد کو جواب دیا کہ جگر میں تمہاری ہر طرح کی مدد کے لیے حاضر ہوں لیکن ابھی یہ وقت مناسب نہیں ہے۔ ابھی فوری مدد سے تمہیں بھی نقصان ہوگا اور مجھے بھی۔میں خود دیکھوں گا کہ تمہیں میری مدد کی کب ضرورت ہے اور کب تمہاری مدد کرنا چاہیے۔ فی الحال میں غیر جانبدار ہی بہتر ہوں اور تمہاری دشمن سے صلح کرانے کی کوشش کروں گا۔

ماجد شاہد کو یقین دلانے لگا کہ میری دوستی پر شک نہ کرنا۔میں تو تم پر جان نچھاور کرنے کے لیے تیار ہوں۔ لیکن ابھی یہ وقت نہیں آیا۔ جونہی یہ وقت آئے گا،تم مجھے سب سے آگے پاؤ گے لیکن شاہد اپنے حالات کو بہتر سمجھتا تھا۔وہ بار بار ماجد کو مدد کے لیے آواز دیتا رہا۔لیکن ماجد کا آگے سے ایسا ہی جواب ہوتا۔آخر تنگ آکر شاہد نے اسے کہا کہ دیکھو!تمہارا یہ جواب دوستی کے خلاف ہے۔ میں ہمیشہ تمہاری ہر مشکل میں کام آیا۔اب میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنی مشکل میں تمہیں بلا رہا ہوں تو تم اِدھر اُدھر کے بہانے کرنے لگے ہو۔ تم اگر اب میری مدد نہیں کرو گے تو کل کلاں مجھ سے بھی کوئی توقع نہ رکھنا۔ پھر تم اپنے عمل کے خود ذمہ دار ہو گے۔

اب بجائے یہ کہ ماجد اپنی غلطی کی اصلاح کرتا' الٹا وہ جان چھڑانے کے لیے شاہد سے لڑنے لگا۔ کہنے لگا کہ تم مجھے دھمکیاں لگا رہے ہو' تم اپنے آپ کو بڑا جاگیر دار اور سرمایہ دار سمجھتے ہو۔ میں تمہاری کسی دھمکی کو خاطر میں نہیں لاتا۔ میں غیرت مند ہوں۔ تمہاری دھمکی کے آگے جھکنے والا نہیں۔ اب شاہد نے اسے سمجھایا کہ میں نے تمہارے خلاف توقع جواب کی وجہ سے کچھ غصے میں تمہیں سخت بات ضرور کہی ہے لیکن اس کا مقصد تم سے شکایت کرنا تھا' کوئی دھمکی لگانا ہرگز نہ تھا لیکن ماجد پر کوئی بات اثر نہ کر رہی تھی۔ دشمنوں کو بھی ان دونوں کی پھوٹ کا علم ہو گیا۔ چنانچہ وہ اطمینان سے شاہد کے خلاف اپنے منصوبے کو حتمی شکل دینے لگے۔ بالآخر انہوں نے پہلے شاہد کو اپنے راستے سے ہٹایا اور پھر چند ہی دنوں بعد انہوں نے ماجد کا بھی کام تمام کر دیا' اس لیے کہ دشمن کا دوست بھی دشمن ہوتا ہے۔

قارئین کرام! اس کہانی میں شاہد غلطی پر تھا یا ماجد' اس کا آپ خود آسانی سے فیصلہ کر سکتے ہیں' ویسے معمولی عقل رکھنے والا بھی یہ بتا سکتا ہے کہ ماجد غلطی پر تھا اور اسے شاہد کی ہر صورت مدد کرنا چاہیے تھی جس طرح کہ شاہد اس کی ہر طرح کے حالات میں کسی کی پروا کیے بغیر مدد کرتا تھا۔

آج کل یہی ملتی جلتی کہانی پاکستان اور سعودی عرب کے تعلقات میں نظر آ رہی ہے۔ اللہ نہ کرے خاکم بدہن' اس دوستی کا انجام شاہد اور ماجد کی کہانی کے انجام کی طرح ہو لیکن قانون فطرت یہی ہے۔ چھوٹے لیول سے بڑے لیول تک اس قسم کے حالات میں ہوتا ایسے ہی ہے۔ جب دو دوستوں میں پھوٹ پڑتی ہے تو نقصان دونوں کا ہی ہوتا ہے۔

ہم بچپن سے ایک اور کہانی بھی پڑھتے آئے ہیں۔ یہ شیر اور چوہے کی کہانی ہے۔

سوچنے کی بات ہے' ہم چوہے تو نہیں' شیر سے بھی شاید بڑھ کے ہیں۔ کم از کم ہمارے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حکمران تو شیرِ پاکستان کہلاتے ہیں۔ان کا انتخابی نشان ہی شیر ہے لیکن کہیں ایسا تو نہیں کہ ہمارے حکمرانوں کا کردار اس چوہے سے بھی گیا گزرا ہو گیا جس نے مشکل پڑنے پر اپنے محسن دوست پر پڑنے والا جال اپنے نوکیلے دانتوں سے کاٹ دیا لیکن اپنے محسن کو مشکل سے نکال لیا۔

ہماری نام نہاد پارلیمنٹ سے منظور کی گئی ''متفقہ قرارداد'' میں کہا گیا ہے کہ ہم یمن جنگ میں غیر جانبدار رہیں گے البتہ سعودی سلامتی اور حرمین شریفین کو خطرہ ہوا تو ہم سب سے آگے ہوں گے۔ یہ'' غیر جانبدار'' کا لفظ ڈالنے والے وہی ہیں جو کل تک پورا سال دھرنا دے کر یہ شور مچاتے رہے کہ یہ پارلیمنٹ جعلی ہے۔اس میں کروڑوں جعلی ووٹوں سے ارکان اسمبلی منتخب ہو کر آ گئے ہیں' آج بھی یہ کہہ رہے ہیں کہ پارلیمنٹ میں اکثریت گیدڑوں کی ہے لیکن اب ان کروڑوں جعلی ووٹوں سے بنی ہوئی پارلیمنٹ کی قرارداد کے بارے میں کہا جا رہا ہے کہ یہ ایک ''مقدس ایوان'' کی ''مقدس'' اور ''متفقہ'' قرارداد ہے اور اگر اس پارلیمنٹ کی قرارداد سے انحراف کیا گیا اور پاکستان کے واحد مخلص محسن دوست کی مدد کی کوشش کی گئی اور فوج بھیجی گئی تو پھر ''دما دم مست قلندر'' ہوگا اور پاکستان کو اس کے سنگین نتائج بھگتنا ہوں گے۔''

ویسے اس پارٹی کے سادہ لوح اور نوآموز و نابالغ بوڑھے قائد کی نابالغانہ ضد کے نتیجے میں پاکستان کی ترقی پورا سال ان کے دھرنے کے سپیڈ بریکر کی زد میں رہی۔ ان کی نابالغانہ اور عاقبت نااندیشانہ سوچ کے نتیجے میں پاکستان سے پہلے ایک مخلص دوست چین ناراض ہوا۔ ان کے دھرنے کی وجہ سے چین کے صدر کا دورہ منسوخ ہوا جو ان کی اس ''مہربانی'' کی بدولت طویل عرصے تک منسوخ ہی ہوتا رہا جبکہ ہمارا دشمن بھارت ہماری پھوٹ سے فائدہ اٹھا کر چین کے صدر کو اپنے ملک بلا کر اربوں ڈالر کے معاہدے کرنے میں کامیاب ہو گیا اور ہم چین کے خانِ خاقان کا طویل عرصے تک منہ تکتے رہ گئے۔البتہ ایسی ''شاندار'' تبدیلی لانے والے خانِ خانان کا منہ ہمیں روزانہ دیکھنا پڑتا ہے جو اپنی ہر ضد کو ایک ''شاندار

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تبدیلی" کہتے نہیں تھکتے۔

اگرچہ وہ اپنی اس ضد کی ڈھول دھرنا ختم کر کے خود چاٹنے پر مجبور ہوئے ہیں اور اب وہ یہ ڈھول پوری قوم کو چٹانا چاہتے ہیں۔ پاکستان کے دنیا میں دو ہی مخلص دوست ہیں۔ ایک چین اور دوسرا سعودی عرب۔ پہلے چین کو ناراض کیا، بڑی مشکل سے اسے دوبارہ منایا تو اب وہ ہمارے اکلوتے واحد مخلص ترین اور بے لوث دوست سعودی عرب کو بھی ناراض کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔

یہ ہمارے سادہ لوح دوست کہہ رہے ہیں کہ جب سعودیہ کی سلامتی اور حرمین شریفین کو واقعی خطرہ ہوگا تو ہم سعودیہ کی مدد میں سب سے آگے ہوں گے۔

حیرانی ہے کہ باغی حوثیوں کا سربراہ اعلانیہ دھمکی دے چکا ہے کہ ہم حرمین شریفین پر بھی حملہ کر سکتے ہیں، کیا اس کے بعد بھی حرمین شریفین کو خطرہ لاحق نہیں ہوا؟ کیا یہ خطرہ ہمارے اس خانِ خانان کو اس وقت نظر آئے گا جب یہ حرمین کے باغی اور گستاخ حرمین شریفین کی معاذاللہ دیواریں توڑ رہے ہوں گے۔ کہتے ہیں کہ اگر کسی کو لڑائی کے بعد دشمن کو مُکّا مارنا یاد آئے تو پھر اُسے وہ مُکّا اپنے منہ پر ہی مار لینا چاہیے۔

غالب نے کیا خوب کہا ہے:

کی میرے قتل کے بعد اس نے جفا سے توبہ
ہائے اس زود پشیماں کا پشیماں ہونا

ہماری خانِ خانان سے گزارش ہے کہ آپ اپنی عظیم فہم وفراست اپنی پارٹی تک ہی محدود رکھیں تو بہتر ہے، پوری قوم اور پوری ملت اسلامیہ کی سلامتی کو اپنی "عظیم فہم وفراست" کا تختۂ مشق نہ بنائیں۔

وہ نہیں جانتے کہ یہ حوثی کون ہیں...... اور ان کے سینئر لیڈر عبدالحکیم الخیوانی نے جو دھمکی دی، وہ محض ایک خالی خولی دھمکی تھی یا حقیقی۔ انہیں اگر حوثیوں کی تاریخ کا علم ہو جائے تو انہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شاید تب یقین آئے کہ یہ حوثی حرمین شریفین کو معاذ اللہ تاراج کرنے کی جو دھمکی دے رہے ہیں، وہ اس میں کس قدر سنجیدہ ہیں۔

آیئے ہم آپ کو تاریخ اسلام کے سب سے نامور مؤرخ ابن خلدون کے حوالے سے بتاتے ہیں کہ یہ حوثی کس قدر بھیانک تاریخی پس منظر رکھتے ہیں۔

عام طور پر کہا جاتا ہے کہ حوثیوں کا تعلق معروف شیعہ فرقہ اثناعشریہ سے ہے لیکن ایسا نہیں۔ جو لوگ اسے شیعہ سنی یا ایران اور سعودی عرب کی جنگ بتاتے ہیں، انہیں علم ہونا چاہیے کہ ایران کے شیعہ کا تعلق اثناعشری یعنی بارہ امام ماننے والے فرقے سے ہے جبکہ حوثیوں کا زیادہ اسماعیلیوں سے تعلق ہے جنہیں ابن خلدون نے قرامطہ، ملاحدہ اور باطنیہ کا نام بھی دیا ہے۔

ابن خلدون لکھتے ہیں کہ انہیں ملاحدہ اس لیے کہا جاتا ہے کہ ان کے عقائد ملحدوں (بے دینوں) اور زندیقوں سے ملتے جلتے ہیں۔ ان کے مذہب کے مطابق نبیذ حرام ہے، شراب حلال ہے۔ جنابت کے لیے غسل کی ضرورت نہیں اور سال میں صرف دو دن کا روزہ ہے اور نمازیں بھی صرف دو ہیں جبکہ ان کی ادائیگی کا طریقہ بھی ان کے ہاں عجیب وغریب ہے۔

ابن خلدون لکھتے ہیں کہ 287ھ میں ابوطاہر قرامطی (یعنی اس فرقے کے لیڈر) نے 317ھ میں مکہ معظّمہ پر چڑھائی کرکے بے شمار حاجیوں کو قتل کیا۔ اہل مکہ کے گھربار، مال واسباب کو لوٹ لیا۔ مسجد الحرام اور چاہ زمزم شہید ہونے والے حاجیوں سے بھر گئے۔ اس کے بعد بیت اللہ کے دروازے کو توڑا۔ حجر اسود کو اکھاڑ کر اپنے ساتھ لے گیا۔ اس کا ایک بدبخت ساتھی بیت اللہ کی چھت پر چڑھ گیا اور میزاب رحمت کو اکھاڑ پھینکا۔ اللہ کا غضب اس پر وہیں نازل ہوا اور وہ گر کر مر گیا۔

ابوطاہر بدبخت نے حجر اسود کی بھی بے حرمتی کی۔ اس پتھر کو توڑ ڈالا۔ اس کے عوض اسے بے پناہ مال ودولت کی پیشکش کی گئی لیکن یہ ظالم نہ مانا۔ بالآخر عبیداللہ المہدی اور منصور اسماعیل کی طرف سے جنگ کی دھمکی کے بعد واپس کیا گیا۔ آج حجر اسود کے گرد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو چاندی کا حلقہ نظر آتا ہے تو دراصل حجر اسود کے ان ٹکڑوں کو ایک لکڑی میں سوراخ کر کے رکھا گیا ہے اور اس کے اوپر چاندی کا حلقہ دیا گیا ہے جو صاف نظر آتا ہے۔

انہی قرامطیوں میں حسن بن صباح سے کون واقف نہیں۔اس نے جنت ارضی بنائی۔اس کے پیروکاروں کو فدائین اور حشیشین کہا جاتا تھا۔فدائین اس لیے کہ وہ ان کے حکم پر اپنی جان قربان کرنے سے بھی دریغ نہ کرتے تھے اور حشیشین اس لیے کہ جن لوگوں کو اپنی جنت ارضی میں رکھتا تھا' انہیں نشے کا عادی بناتا تھا' انہیں محل' قیمتی ملبوسات' ہر قسم کے فواکہات' ماکولات ومشروبات اور حور وغلمان کی سہولت کے ساتھ ساتھ چاقو زنی کی تربیت دیتا تھا اور غیر محسوس طریقے سے ان کو کھانے میں بھنگ کے نشے کا عادی بنا دیتا تھا' پھر اس ''جنتی نوجوان'' کے ذمے کوئی غلطی لگا کر اسے جنت بدر کر دیتا تھا اور واپس جنت میں داخلے کے لیے کسی بہت بڑے عالم دین یا ملت اسلامیہ کے اہم رہنما کو قتل کرنے کی شرط عاید کرتا تھا۔یوں اس ملحد نے بے پناہ جید علماء کرام اور شیوخ کو شہید کیا۔

یہ ہے حوثیوں' قرامطیوں کی بھیانک تاریخ۔ غرض جس فرقہ نے پورے اسلام کو بگاڑ دیا' ملحدوں سے بڑھ کر بدترین عقائد اختیار کیے اور خانہ کعبہ پر چڑھائی کر کے حجر اسود تک توڑ کے لے گئے' ان سے دورِ حاضر میں بھی کیا توقع کی جاسکتی ہے جبکہ اب ان کا سینئر لیڈر عبدالکریم الخیوانی حرمین شریفین پر اعلانیہ حملے کی دھمکی تک دے چکا ہے۔کئی ویب سائٹز پر اس کا بیان موجود ہے۔اس کے الفاظ یہ تھے:

We will circle the Ka'bah next Hajj in Makkah as conquerors' (oly.com.pk)

''ہم بطورِ فاتح اگلے حج پر کعبہ کا مکہ میں گھیراؤ کریں گے''

خانہ کعبہ کے خلاف ناپاک عزائم رکھنے والا یہ بدبخت لیڈر سعودی ابابیلوں یعنی فضائی حملوں کی ابتداء میں ہی ابرہہ کی طرح الحمدللہ مارا گیا۔تاہم اس بیان سے حوثیوں کے عزائم آشکار ہوگئے۔سوچنے کی بات ہے کہ حوثیوں کے اس قدر گھناؤنے عزائم کے باوجود ہم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سوچتے ہیں کہ ابھی خطرہ نہیں تو پھر اور کب خطرہ ہوتا ہے......کوئی بتلائے کہ ہم بتلائیں کیا۔

آج یمن میں سعودی عرب کے خلاف جو جنگ کے شعلے بھڑکائے گئے ہیں تو یہ کوئی محض شیعہ سنی کی اچانک اور اتفاقاً چپقلش کا نتیجہ نہیں بلکہ آج سے آٹھ سال پہلے کا بنایا ہوا سوچا سمجھا صیہونی اورامریکی پلان ہے۔یہ منصوبہ 2006ء میں بش دور میں بنایا گیااور اس کے تحت نئے مشرق وسطیٰ کے نقشے بھی پینٹا گان کے رسالہ The Atlantic (جون2006ء) میں شائع کیے گئے جو امریکی لیفٹینٹ کرنل(ر)رالف پیٹرز (Ralf Peters)نے تیار کیے۔یہ نقشے آج بھی انٹرنیٹ پرموجود ہیں۔ ان نقشوں میں تقریباً اکثرمسلم ممالک کی سرحدیں تبدیل کرکے دکھائی گئیں۔کسی کو سائز میں چھوٹا کر دیا گیا اور کئی ٹکڑوں میں بانٹ دیا گیا' کئی ٹکڑوں کوآزاد ملک کی صورت میں دکھایا گیا تو کئی ٹکڑے کسی دوسرے قریبی ہمسایہ ملک میں ضم ہوتے اور یوں ان ہمسایہ ملکوں کوسائز میں پہلے سے بڑا دکھایا گیا۔عراق کے تین ٹکڑے ہوتے دکھائے گئے۔ایک شیعہ عراق' دوسرا سنی عراق اور تیسرا کرد عراق۔کرد عراق کے لیے ایران اور ترکی سے بھی کچھ حصے کاٹ کر اس میں شامل دکھائے گئے۔

سعودی عرب کو تو ہرطرف سے 5 حصوں میں کٹا دکھایا گیا۔مکہ مدینہ یعنی حجاز کو الگ آزاد ملک کی صورت میں جبکہ سعودی عرب کے کئی سرحدی علاقے یمن میں شامل دکھائے گئے اوریوں نقشے میں یمن کوعظیم تر یمن (Greater Yemen)کے طور پر دکھایا گیا۔

نیوورلڈآرڈر کی علمبردار سائٹ(Cutting edge.org) پر2007ء میں یہ نئے نقشے دکھا کر بتایا گیا کہ سعودی عرب اردن (ریڈسی)اورشیعہ عراق کے لیے اپنے کچھ علاقے کھودے گا۔پھر بتایا گیا:

She gaves up land to the south so yemen can be expanded

وہ (سعودی ریاست) جنوب کی طرف کچھ علاقے کھودے گی تاکہ یمن کووسیع تر کیا جا سکے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر لکھا گیا:

Perhaps we shall have to be more vigilant in paying attention to Yemen

''شاید ہمیں یمن پر زیادہ ہوشیاری سے توجہ دینا ہوگی۔''

گویا سعودی عرب کو توڑ کر وسیع تر یمن بنانا نیو ورلڈ آرڈر کے تحت صیہونیوں کا 8 سالہ پرانا منصوبہ ہے۔

انہی نئے نقشوں میں پاکستان کا صوبہ بلوچستان بھی ایرانی بلوچستان کے ساتھ ملا کر آزاد بلوچستان کی صورت میں دکھایا گیا۔ شام کو بھی ایک عظیم تر شام (Greater Syria) اور لبنان کو بھی عظیم تر لبنان کی صورت میں دکھایا گیا۔ سوڈان میں ایک نیا سوڈان الگ سے دکھایا گیا۔

اس منصوبے کے عین مطابق 2011ء میں نیا سوڈان جنوبی سوڈان کے نام سے الگ کر کے بنایا جا چکا ہے۔ عراق کو تقسیم کرتے ہوئے داعش کے ذریعے عراق اور شام کے علاقوں پر مشتمل الگ ریاست بنائی جا چکی ہے۔ داعش کو کیسے بغیر کوئی بڑی جدوجہد کے سارے علاقے' بڑی بڑی فوجیں اور ہر طرح کے ہتھیار حاصل ہو گئے' اس منصوبے کو سامنے رکھ کر بات آسانی سے سمجھ آتی ہے کہ یہ سب کچھ صیہونی منصوبے کے تحت ہونے دیا گیا تاکہ عالم اسلام تقسیم ہو۔

آج کردستان' شیعہ عراق اور عظیم تر یمن پر کام جاری ہے جو سب کے سامنے ہے۔ غرض جو بھیانک منصوبہ 2006ء میں امریکی فوج کے ترجمان رسالے کے ذریعے منظر عام پر آیا' اس پر اب تیزی سے کام جاری ہے۔ نئے مشرق وسطی کی ٹرم پہلی بار سابق امریکی وزیر خارجہ کنڈولیزا رائس اور اسرائیلی وزیر اعظم اولمرٹ نے تل ابیب میں کھڑے ہو کر جون 2006ء میں استعمال کی اور یہ سب کچھ بش کے نیو ورلڈ آرڈر پلان کے تحت سامنے لایا گیا۔ اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ یہ ایک امریکی صیہونی سوچا سمجھا منصوبہ ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس موقع پر ایران پر بڑی ذمہ داری عاید ہوتی ہے کہ وہ اس صیہونی سازش سے باہر آئے اور محض مسلکی تعصب کا شکار نہ ہو۔ امریکہ کا یہ ایک پرانا منصوبہ ہے کہ عالم اسلام میں شیعہ کو سنیوں کے برابر کی قوت کے طور پر سامنے لایا جائے کیونکہ جب یہ برابر کی طاقت ہوں گے تو دونوں ایک دوسرے کو خطرہ سمجھ کر لڑنے کے خوب قابل ہوں گے' اس طرح مسلمانوں کا مسلمانوں کے ہاتھوں ہی بڑے پیمانے پر قتل عام ہوگا۔ اسی منصوبے کے تحت شیعہ کو ایران، عراق، شام، بحرین، لبنان میں غالب آنے دیا گیا۔ اسی منصوبے کے تحت عالم اسلام میں امریکہ شیعہ کے خلاف کہیں بھی کوئی جنگ نہیں چھیڑتا' ہر جگہ سنیوں کا ہی قتل عام ہوتا ہے' چاہے وہ افغانستان ہو' چاہے عراق' چاہے شام۔ ایران پر امریکہ ایک گولی بھی کبھی نہیں چلاتا۔ ہر جگہ نقصان صرف سنیوں کا کیا جاتا ہے۔ مقصد یہ ہے کہ شیعہ جو اقلیت میں ہیں' وہ سنیوں کے قتل عام کے بعد برابر کی تعداد اور قوت میں آ جائیں اور پھر دونوں کو مزید لڑا کر سنی شیعہ دونوں کا قتل عام کرایا جائے۔

اس ساری سازش اور منصوبے میں سعودی عرب کا استحکام صیہونیوں' امریکیوں کی آنکھ میں سب سے زیادہ کھٹکتا ہے' اس لیے وہ کسی نہ کسی بہانے سعودی عرب کے ہر صورت ٹکڑے کرنا چاہتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ سعودی عرب غیر اعلانیہ لیکن عملاً عالم اسلام کا قائد اور مرکز ہے۔ اگر اس مرکز کو کسی طرح توڑ دیا جائے' چاہے مذہبی اور مسلکی منافرت پھیلا کر توڑا جائے تو پورے عالم اسلام کو اس کے بعد تباہ کرنا کچھ مشکل نہ رہے گا۔ وسیع تر یمن ان کے 8 سال پہلے ہی تیار کردہ منصوبے میں شامل تھا اور آج اسی پر عمل سب کے سامنے ہے۔ اس لیے سعودی عرب نے اس خطرے کو اس کی جڑ سے ہی مٹانے کا فوری فیصلہ کیا اور پاکستان سے بھی مدد طلب کی۔ پاکستان کا مدد کرنا خود پاکستان کی بقاء کے لیے ضروری ہے کیونکہ اگر سعودی عرب کو تنہا چھوڑ اگیا تو پھر پاکستان بھی کل تنہا رہ جائے گا اور یہودیوں کا اگلا منصوبہ آزاد بلوچستان پھر اسی طرح پورا ہوگا جب سب مسلم ملک الگ الگ ہو جائیں گے۔ لیکن افسوس کہ سٹریٹجک نوعیت کے اس اہم مسئلے کو ہماری پارلیمنٹ کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انگوٹھا چھاپ اور جعلی ڈگری ہولڈرز کے درمیان تماشہ لگانے کے لیے رکھ دیا گیا۔اس وجہ سے نواز شریف کو دوبارہ وضاحت کے لیے پالیسی بیان جاری کرنا پڑالیکن ہم سمجھتے ہیں کہ پاکستان کی ہر آزمائش میں پورا اترنے والا ہمارا محسن ملک سعودی عرب محض بیانات سے مطمئن نہیں ہوسکتا جب تک وہاں پاک فوج بھیج نہ دی جائے اور یہ فوج بھیجنا خود ہمارے مفاد میں ہے۔

ملکوں اور قوموں کی زندگی میں مختلف اور متضاد نظریات کے ملکوں کے ساتھ سیاسی مدد وحمایت اور اتحاد کا سلسلہ ہمیشہ بنتا بگڑتا رہتا ہے۔ ہر ملک وقوم اپنے سیاسی اور ملکی مفاد کے لیے آج کسی ایک ملک کی اتحادی وحامی ہے تو کل کلاں یہ اتحاد وحمایت کا پلڑا اس کے بالکل متضاد کسی دوسرے ملک کے حق میں بھی جھک سکتا ہے۔کسی ایک مشترک مسئلے پر کسی متضاد نظریے کے حامل ملک سے وقتی سیاسی اتحاد سے کوئی اس ملک یا اس کی قیادت کے بارے میں حتمی نتیجہ اخذ کرے تو سیاسیات وعمرانیات کے ماہرین اسے کبھی درست تجزیہ قرار نہیں دے سکتے۔

کسی اتحاد یا حمایت کے حوالے سے اصلاً دیکھا یہ جاتا ہے کہ یہ اتحاد یا حمایت کس قیمت پر کیا گیا۔اگر کسی حمایت واتحاد سے ملک وقوم اور ملت کے بنیادی مفاد یا نظریے کو کوئی نقصان نہیں پہنچا تو ایسے اتحاد کو کوئی بھی غلط معانی نہیں پہنا سکتا۔خود نبی کریم ﷺ ایران کے مقابلے میں روم کی طرف اپنا جھکاؤ رکھتے اور اس کی فتح کی دعائیں تک کرتے حالانکہ ایران اور روم دونوں ہی کافر ممالک تھے لیکن اس کے باوجود آپ ﷺ نے ان کے کفر میں فرق کیا۔ اہل روم کافر ہونے کے باوجود بہرحال اہل کتاب تھے' اس لیے مسلمانوں کے زیادہ قریب تھے جبکہ اہل ایران کھلے مشرک اور آتش پرست تھے۔ ابھی کل کی بات ہے کہ سعودی عرب' پاکستان سمیت عالم اسلام کے اکثر ممالک افغان جہاد میں امریکہ کے اتحادی تھے۔ امریکہ کے ساتھ اس اتحاد کو عالم اسلام کے کسی بھی جید عالم نے غلط نہیں کہا۔

سعودی عرب کے بارے میں بعض نام نہاد دانشور محض مسلکی تعصب میں یہ پروپیگنڈہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتے رہتے ہیں کہ سعودیوں کو اقتدار برطانیہ سے اتحاد کے نتیجے میں ملا۔ اٹھارویں صدی میں عالم عرب کے عظیم مصلح محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ نے قرآن وسنت کے مطابق عرب معاشرے کو شرک وبدعت سے پاک کرنے کے لیے اپنی دعوتی وجہادی اور اصلاحی تحریک شروع کی تھی، اس وقت سعود خاندان محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ کا سیاسی مددگار بن گیا۔

ان دنوں ترکی کی خلافت عالم اسلام میں ضرور قائم تھی لیکن یہ اپنے زوال کی آخری حدوں کو پہنچی ہوئی تھی۔ آخری خلفاء میں سے ایک خلیفہ کا حال تو یہ تھا کہ اسے ہر وقت سوائے قسم قسم کے کھانے کھانے اور لذت کام ودہن کے علاوہ کوئی ہوش نہ تھا۔ وہ جہاں بھی جاتا' ہر قسم کے پسندیدہ کھانوں کے بڑے بڑے ٹوکرے اس کے درباری ساتھ اٹھائے رکھتے کہ نجانے کب حضور کا موڈ کسی چیز پر آ جائے۔ جب خلیفہ کو اپنے ذاتی عیش وآرام کے علاوہ کوئی فکر نہ ہو تو وہ عالم اسلام کو کیسے سنبھال سکتا۔

انیسویں صدی کے شروع میں ترک خلفاء کی طرف سے عالم عرب کے مسائل کو مسلسل نظر انداز کرنے کی وجہ سے عالم عرب میں ترک خلافت کے خلاف بہت زیادہ اضطراب کی لہریں پھیل چکی تھیں حتی کہ عربی زبان جو عربوں اور تمام مسلمانوں کی دینی زبان تھی' ترک اسے تعلیمی زبان کے طور پر بھی تسلیم نہ کرتے۔ سعود خاندان اگرچہ اس عرصے میں علاقائی طور پر نجد وحجاز کی قوت بن چکا تھا لیکن ابن سعود نے عرب قومیت کی تحریک سے اپنے آپ کو ہمیشہ دور رکھا بلکہ وہ ترکوں کو صاف صاف کہتا کہ اگر ترک عربوں کے خیر خواہ ہیں تو انہیں چاہیے کہ سب چھوٹے بڑے عرب ممالک کو متحد کریں لیکن افسوس خود ترکوں نے اس پر عمل نہ کیا لیکن لارنس آف عریبیا کی برطانوی سازش کے تحت عرب قومیت کی تحریک عربوں میں زور پکڑتی رہی۔ اس کے نتیجے میں کئی عرب ممالک برطانیہ اور دوسرے کافر ملکوں کی غلامی میں چلے گئے۔ اس دوران پہلی جنگ عظیم شروع ہوئی تو ابن سعود نے عرب قومیت کی تحریک میں شامل ہونے کی بجائے بڑی فراست سے غیر جانبدارانہ پالیسی اختیار کی۔ یہی پالیسی دوسری جنگ عظیم کے موقع پر بھی رہی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

برطانیہ اور اتحادیوں نے انہیں جنگ میں شامل ہونے کے لیے بڑے بڑے لالچ دیئے لیکن انہوں نے اپنا دامن بچائے رکھا اور ملک کو تباہ ہونے اور انگریزوں کے قبضے میں جانے سے بڑی بصیرت سے بچالیا۔ دوسری طرف ترک جرمنی کے اتحادی بننے کی وجہ سے شکست کھا گئے۔ اب ترکوں نے خود خلافت ختم کرنے کا اعلان کر دیا۔ عربی زبان سے ترک حکمرانوں کی بیزاری اس وقت کھل کر سامنے آ گئی جب بابائے ترکی مصطفیٰ کمال پاشا نے عربی رسم الخط پر ہی پابندی لگادی حتّٰی کہ قرآن بھی عربی رسم الخط کے بغیر شائع ہونے لگا۔ یہ تاریخ کوئی بھی اٹھا کر دیکھ سکتا ہے۔ ایک طرف اس وقت کے ترکوں کے یہ حالات تھے اور دوسری طرف آل سعود تھے جو کسی لسانی عصبیت کا شکار نہ تھے۔ ہاں سیاسی حالات کے طویل مدّ و جزر میں کسی موقع پر کسی غیر مسلم ملک سے سعود خاندان کا کبھی کوئی وقتی اتحاد ہو گیا تو اس طرح کے چھوٹے موٹے واقعات تو ہر قوم کی تاریخ میں پیش آتے رہتے ہیں لیکن دیکھنا چاہیے کہ کیا کسی وقتی اتحاد سے سعود خاندان نے کبھی اسلام یا ملت کے مفاد کے خلاف کوئی سمجھوتہ کیا بلکہ عملاً صورتحال تو یہ ہے کہ سعود خاندان نے ہر طرح کے حالات میں اپنے ملک میں اسلام کے نفاذ اور حدود اللہ کے قیام پر کبھی کوئی سمجھوتہ نہ کیا۔ ابھی صرف تین چار دہائیاں پہلے مصر پر جمال عبدالناصر کی حکومت تھی جو عرب نیشنل ازم کا بڑا داعی تھا لیکن سعودی حکومت نے کبھی بھی اس مسئلے پر اس کا ساتھ نہ دیا اور خود کو اس تعصب سے پاک رکھا۔ آج بھی پورے عالم اسلام میں اسلام کے نفاذ کی عملداری اگر کسی ملک میں سب سے زیادہ ملتی ہے تو وہ صرف سعودی عرب ہے۔ وہاں کوئی سیکولر یا مخلوط اور بے پردہ ماحول نہیں ہوتا۔ قاتلوں' ڈاکوؤں' چوروں کے لیے وہاں سر قلم کرنے اور ہاتھ کاٹنے کی شرعی سزائیں جاری ہیں۔ عورت کو وہاں آج بھی ڈرائیونگ تک کی اجازت نہیں ہے۔ آیا انگریزوں کے پروردہ لوگ ایسا نظام جاری کرتے ہیں۔ کافروں کے پروردہ حکمران تو نظام بھی اپنے ملکوں میں کافروں کا ہی لاتے ہیں۔ کیا سعودیوں نے اسلام کے نفاذ کے معاملے پر کبھی کوئی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مداہنت اختیار کی بلکہ اسلام کے ساتھ ان کی غیر متزلزل وابستگی کا تو یہ عالم ہے کہ آج بھی جب ایک سپر پاور کا سربراہ امریکی صدر اوباما شاہ عبداللہ کی وفات پر سعودی عرب آیا تو ائیر پورٹ پر اوباما کے استقبال کے دوران جوں ہی مسجد سے اذان گونجی' شاہ سلمان دنیا کی سب سے بڑی طاقت کے سربراہ اوباما اور اسی کی بیوی کو راستے میں ہی اکیلا چھوڑ کر پوری شانِ بے نیازی سے مسجد کی طرف روانہ ہو گئے۔ یہ ایمان پرور منظر ساری دنیا نے لائیو ٹی وی پر دیکھا۔ کیا کافروں کے پروردہ حکمران ایسے ہوتے ہیں' کوئی بتائے تو سہی۔

اسلام کے ساتھ سعود خاندان کی یہی وہ غیر متزلزل وابستگی اور کمٹمنٹ ہے کہ جس سے عالم کفر بری طرح خوفزدہ و پریشان ہے۔ دنیا میں آج اگر ہم کہتے ہیں کہ اسلام سب سے زیادہ تیزی سے پھیل رہا ہے تو عالم مغرب سمیت پوری دنیا گواہی دیتی ہے کہ اس کے پیچھے تمام تر سعودی مساعی ہے۔ وہ اسلام کے فروغ کے لیے دنیا بھر میں مفت دینی لٹریچر، عظیم الشان مساجد اور بے پناہ دینی اداروں کے قیام کے ذریعے اپنا پیسہ موسلا دھار بارش کی طرح صرف کرتے ہیں۔ اس کا نتیجہ ہے کہ آج برطانیہ' فرانس' بلجیم سمیت یورپ و مغرب کے اکثر ملک مسلم اکثریتی ممالک میں تبدیل ہونے کے قریب ہیں۔ آج مغرب اسی سعودی یلغار سے ہی تو گھبرایا ہوا ہے۔ چنانچہ وہ اسلام کے لیے سعودی کوششوں کو سبوتاژ کرنے اور بدنام کرنے کے لیے انہیں فرقہ وارانہ رنگ دیتا ہے۔ وہ پروپیگنڈہ کرتا ہے کہ سعودی عرب وہابی اسلام کو فروغ دیتا ہے اور پھر وہابی اسلام کے بارے میں بتایا جاتا ہے کہ یہ بڑا متشدد اسلام ہے اور یہ اپنے علاوہ باقی سب کو کافر اور واجب القتل سمجھتے ہیں۔

حالانکہ حقیقت میں ان باتوں کا سعودی اسلام سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔ سعودی عرب اگر امریکہ' برطانیہ کا کوئی غیر مشروط اتحادی ہوتا تو پھر کفار مغرب سعودیوں کے خلاف ایسا نفرت آمیز پروپیگنڈہ کیوں کرتے۔ کسی کو شک ہو تو وہ 9/11 کے صرف دو سال بعد شائع ہونے والا 15 ستمبر 2003ء کا امریکی ٹائم میگزین دیکھے' اسے دیکھ کر اندازہ ہو جائے گا کہ امریکہ نے تو 9/11 کے فوراً بعد ہی سعودی عرب کو اصل دہشت گرد قرار دینے کی مہم شروع

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر دی تھی۔ اس شمارے میں ٹائم نے مسلمانوں میں سعودیوں کے خلاف فرقہ وارانہ زہر پھیلاتے ہوئے لکھا تھا۔

''سعودی حکمرانوں کا مسلمانوں کے ایک متشدد وہابی فرقے سے تعلق ہے۔ دہشت گردی اس کی تعلیمات کا بنیادی حصہ ہے۔سعودی حکمران جو دنیا بھر میں مسلمانوں کی مدد اور اسلام کے فروغ کا کام کررہے ہیں تو دراصل وہ اپنے دہشت گرد وہابی فرقے کو پوری دنیامیں پھیلا رہے ہیں۔''

امریکی ہفت روزہ ٹائم نے سعودی عرب پر اپنا غصہ نکالتے ہوئے لکھا کہ

'' امریکہ میں مذہبی تعلیم حاصل کرنے والا ہر مسلمان بچہ سعودی ٹیکسٹ بکس استعمال کرتا ہے۔انہیں یہ تعلیم دی جاتی ہے کہ ایک مسلمان ہی سب سے بہتر انسان ہوتا ہے۔انہیں قرآن کی یہ آیت پڑھائی جاتی ہے کہ ہمیں کافروں سے ہوشیار رہنا چاہیے اور ہم اپنی دعاؤں میں کافروں کی بربادی کی دعائیں کریں۔''

غرض کافر' امریکی' برطانوی تو آل سعود کو اپنا دشمن قرار دیں اور ہم انہی کے فرقہ وارانہ پروپیگنڈے سے متاثر ہوکر آل سعود کو انگریزوں کا پروردہ کہیں تو ایسے لوگوں کی عقل پر کف افسوس ہی ملا جاسکتا ہے۔

آج یمن بحران کے موقع پر عرب فوجی اتحاد کی تشکیل پر بعض ذہنی بیمار یہ اعتراض اٹھاتے ہیں کہ اس طرح کی فوج بنانے کا خیال سعودی عرب کو پہلے کیوں نہیں آیا۔سعودی عرب کو تو عالم اسلام کی مشترکہ فوج بنانی چاہیے تھی' ان کی خدمت میں عرض ہے کہ عالم اسلام کی مشترکہ فوج بنانے کی تجویز بھی ایک عرصہ پہلے سعودی عرب نے ہی دی تھی۔ مشرف دور میں جب وزیراعظم ظفر اللہ جمالی نے سعودی عرب کا دورہ کیا تو اس وقت شاہ فہد کے بھائی اور وزیر دفاع شہزادہ سلطان بن عبدالعزیز نے عالم اسلام کی مشترکہ فوج بنانے کی تجویز دی تھی لیکن افسوس کہ اس وقت بھی پاکستان سمیت کسی مسلم ملک نے اس سعودی تجویز پر کوئی کان نہ دھرا تو اب اس میں سعودی عرب کا کیا قصور ہے۔ گویا سعودی عرب تو موجودہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یمن بحران سے بہت پہلے ہی مشترکہ اسلامی فوج کے قیام کا حامی رہا ہے تاکہ کشمیر، فلسطین سمیت پورے عالم اسلام کے مفادات کا تحفظ ہو سکے۔ یہ بات بھی یاد رہے کہ عالم اسلام میں فلسطینیوں کو سب سے زیادہ اربوں ڈالر کی مالی امداد فراہم کرنے والا سعودی عرب ہے۔اس طرح سعودی عرب ہی OIC میں مسئلہ کشمیر پر پاکستان کی سب سے زیادہ حمایت کرتا ہے لیکن اگر مدعی ہی سست ہو تو اس میں دوسروں کا کیا قصور ہے۔اسرائیل کو کئی عرب اور غیر عرب ملکوں نے تسلیم کر لیا لیکن سعودی عرب نے آج تک نہیں کیا۔غرض سعودی عرب اور آل سعود نے تو ہر معاملے میں خود کو اسلام اور عالم اسلام کا سچا خیر خواہ ثابت کیا ہے۔ مسئلہ صرف ہمارا ہے۔ ہم اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھیں کہ ہم اسلام اور عالم اسلام کی خدمت کر رہے ہیں یا کافروں کے پروپیگنڈوں اور سازشوں کا شکار ہو کر پورے عالم اسلام کو خطرے میں ڈال رہے ہیں۔

اور یہ بھی یاد رکھیں کہ اللہ ہمیں اپنے گھر کی پاسبانی کا اعزاز دینا چاہتا ہے ورنہ وہ اپنے گھر کی پاسبانی خود بھی کر سکتا ہے اور یہ اعزاز ہم سے موڑ کر کسی اور کو بھی دے سکتا ہے۔ وہ جس کو چاہے ابابیلیں بنا لے۔

یہ تو نصیب کی بات ہے کہ یہ اعزاز ہمیں ملے۔اسی اعزاز کا اقبال نے بھی یوں فخریہ ذکر کیا تھا:

دنیا کے بت کدوں میں پہلا وہ گھر خدا کا
ہم اس کے پاسباں ہیں، وہ پاسباں ہمارا

وما علینا الا البلاغ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سعودی عرب کا دفاع ہمارا اعزاز ہوگا

علی عمران شاہین

12 اپریل 2015

پاکستانی پارلیمنٹ نے یمن میں جنگ کے حوالے سے اپنے مشترکہ اجلاس میں بالآخر وہی فیصلہ سنایا جس کی توقع تھی۔ پاکستان کے غیر جانبدار رہنے کے اعلان پر سب سے پہلے متحدہ عرب امارات نے حسب توقع دھمکی آمیز لہجہ اپنایا تو پاکستانی وزیر داخلہ چودھری نثار نے بھی اسے ''افسوس ناک اور لمحہ فکریہ'' قرار دیا۔ حیرانی اس بات پر ہے کہ پاکستانی حکام آخر یہ کیوں بیان نہیں کرتے کہ امارات نے آخر یہ دھمکی کیوں دی؟ اگر خلیجی دنیا نے ایسی دھمکی پر عمل شروع کر دیا تو ہمارا کیا بنے گا؟ جبکہ اس وقت پاکستانی معیشت، روزگار اور کاروبار کا لگ بھگ سارا تعلق ہی ان خلیجی ممالک سے ہے۔ البتہ اس دوران میں پاکستان اور ترکی کے وزرائے اعظم نے مشترکہ طور پر اس بات کا فیصلہ سنایا کہ دونوں ممالک سعودی عرب کا مل کر دفاع کریں گے۔ اس کے ساتھ اب مسلم دنیا کا ایک اور ترقی یافتہ ترین ملک ملائشیا بھی میدان میں آ گیا ہے

سرزمین حرمین کے خلاف سازشیں ایک عرصہ سے چل رہی ہیں۔ اسلام دشمن طاقتوں کو یہ بات ہرگز قبول نہیں کہ مسلمانوں کے دینی و روحانی مرکز امن و سلامتی کا گہوارہ ہوں بلکہ وہ تو دنیا کے کسی ملک میں بھی مسلمانوں اور اسلام کو پھلتا پھولتا اور امن وسکون سے رہتا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں دیکھ سکتے۔ دنیا بھر کے حالات ہمارے سامنے ہیں کہ مسلمانوں پر کسی بھی ملک میں کسی بھی طرف سے کوئی بھی بدترین قہر ٹوٹ پڑے، دنیا کی کسی طاقت، ادارے یا انسانی حقوق کی تنظیم کو کوئی معمولی سی جنبش نہیں ہوتی۔ دنیا کے تقریباً ہر براعظم میں صرف مسلمان ہی وہ لوگ ہیں جن کو ہر طرح سے ستایا اور تڑپایا ہی نہیں بلکہ برے سے برے طریقے کے ساتھ قتل کیا جا رہا، ان کی اجتماعی نسل کشی ہو رہی ہے۔ مساجد کو مسمار کر کے مٹایا جا رہا ہے، قرآن جلایا جا رہا ہے۔ نبی کریم محمد ﷺ کی توہین کا سلسلہ دراز تر ہو رہا ہے لیکن کسی کو کوئی پروا نہیں۔

وسطی افریقی جمہوریہ میں 15 لاکھ مسلمان مار مار کر ملک سے ہی نکال دیئے گئے، مصدقہ اطلاعات کے مطابق چند ہفتوں میں ساڑھے چار سو سے زائد مساجد کو مسمار کر دیا گیا، لیکن کہیں ذکر نہیں ہوا۔ اب اس افریقہ کے ملک یوگنڈا میں مسلمانوں کی مساجد اور مدارس کو بیک جنبش قلم سرے سے ہی بند کر دیا گیا کہ یہ سب دہشت گردی کے اڈے ہیں لیکن کسی کو کوئی پروا ہی نہیں۔ صاف نظر یہی آتا ہے کہ ساری دنیا نے مل کر یہ طے کر لیا ہے کہ مسلمانوں اور ان کے کسی شعائر کو دنیا پر رہنے نہیں دیا جائے گا۔ اگر اسلام دشمن قوتیں ہمارے پیارے نبی محمد کریم ﷺ کی شخصیت مبارکہ کی توہین کو آزادی اظہار اور قرآن جلانے کو اپنا حق آزادی سمجھتی ہیں تو ان سے خیر کی توقع رکھنا سب سے بڑی حماقت ہے۔ انہی طاقتوں نے یہ سب طے کر کے دنیا بھر میں مسلمانوں کا قتل شروع کر دیا ہے اور کوشش کی ہے کہ مسلمانوں کے ہر ملک اور ہر خطے میں آگ لگ جائے۔ کہیں کوئی مسلمان سکون سے نہ رہ سکے بلکہ اس کا وجود ہی دنیا سے مٹ جائے۔

دنیا بھر میں جاری اس متفقہ اس اسلام کش پالیسی کے تحت اب ان طاقتوں کا سب سے بڑا نشانہ حرمین شریفین کی سرزمین ہے۔ یہاں تک تو یہ معاملہ خوش آئند ہے کہ مسلمان اس حوالے سے جاگ رہے ہیں، عام مسلمان بھی حرمین شریفین کی سرزمین کی پاسبانی میں کردار ادا کرنے کو تیار ہیں تو حکومتیں بھی بہت حد تک بیدار ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ ہمارے کچھ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عاقبت نااندیش لوگ اب بھی کہتے ہیں کہ ''اگر حرمین شریفین کو خطرہ ہوا''، ''اگر ایسے ہو، اگر ویسے ہوا'' تو ہم سب کود پڑیں گے، ہم سردھڑ کی بازی لگا دیں گے، ہم پیچھے نہیں رہیں گے، وغیرہ وغیرہ...... ان لوگوں سے ہمارا سوال ہے کہ کیا تمھیں اپنے پیارے نبی محمد کریم ﷺ کی شان میں گستاخی کا کھلا ارتکاب کرتے ہوئے بننے والے خاکے، جلتے قرآن، تباہ حال مساجد، کٹتے مرتے مسلمان، ان کی بستیاں اور ملک نظر نہیں آتے؟ مسلمانوں کا قبلہ اول کب سے پنجہ یہود میں جکڑا ہوا ہے۔ کعبۃ اللہ کی بیٹی بابری مسجد تمھاری آنکھوں کے سامنے کیا شہید نہیں ہوئی؟ ایک بابری مسجد نہیں اس کے بعد بھارت اور دنیا بھر میں بلا شک وشبہ ہزاروں مساجد کے ساتھ یہی سلوک ہوا اور ہو رہا ہے۔ اس سب کو روکنے کیلئے آخر تم سب نے کیا کر لیا ہے؟ اب اسلام دشمنوں نے اپنے سب سے بڑے اور خطرناک حربے کو بروئے کار لانے کا فیصلہ کر کے جب حرمین شریفین کی جانب قدم بڑھانے شروع کر دیئے ہیں تو پھر ان حالات میں دن، مہینے اور تاریخیں دینے کا یہ سلسلہ آخر کب ختم ہوگا؟ ایسے لوگوں سے ہماری گزارش ہے کہ خدا را ہمیں ''اگر مگر'' میں نہ الجھائیں۔ انہی لوگوں کی وجہ سے ہم بدترین غلامی اور ناکامی کے بدترین اندھیروں میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ اس نازک ترین وقت میں اگر ہم فوری طور پر حرمین شریفین کی پاسبانی کے لئے متحد و منظم ہو کر کھڑے نہ ہوئے تو اللہ نہ کرے، اللہ نہ کرے کہ یہ وقت ہمارے ہاتھوں سے نکل جائے۔ ہمارے حالات جتنے بھی برے ہوں...... اگر ہم حرمین شریفین کی حفاظت کا عزم لے کر سعودی عرب کے شانہ بشانہ کھڑے ہوں گے تو اللہ کی مدد بھی ہمارے شامل حال ہوگی اور تاریخ گواہ ہے کہ ہمیشہ ایسا ہی ہوا ہے۔ ہم نے جب بھی سعودی عرب میں حرمین شریفین کے دفاع کیلئے اپنی خدمات پیش کیں، فوج بھیجی، اللہ نے ہمارے ملک کی حفاظت اور مدد پہلے سے کہیں زیادہ کی۔ ہمیں سب سے پہلے مسلمان ہیں جن کا یہ ایمان ہے کہ ان کے لئے اصل مدد تو آسمانوں سے ہی آتی ہے، اس میں ہمارا اپنا ذاتی کوئی عمل دخل نہیں ہوگا۔ ہمیں یہ بھی سوچنا ہے کہ سعودی عرب جیسے عظیم ترین دوست ملک کی اگر ہم آج مدد نہیں کر سکتے تو ہمیں بھی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں۔ اگر سعودی عرب اپنا سب کچھ ہمارے اوپر برس ہا برس سے نچھاور کرسکتا ہے تو ہم اس کیلئے اپنے معمولی کندھے کیوں پیش نہیں کر سکتے؟ دوست کہلانے والے کیا دوستوں کو مشکل کے وقت اپنی مجبوری دکھا کر بھاگ جایا کرتے ہیں؟ ہمیں اپنے پیارے نبی کریم ﷺ کی حدیث مبارکہ بھی یاد رکھنی چاہئے کہ آپ نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ اس وقت تک اپنے بندے کی (خود) مدد میں لگا رہتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد میں لگا رہتا ہے۔'' اگر ہمیں اپنے رب کی مدد، نصرت و تائید حاصل ہو جائے تو ہمیں کسی اور کے مدد و تعاون اور اپنے نام نہاد دانشوروں کے فلسفے کی کوئی ضرورت نہیں۔ پاکستان کو اس کی مشکلات سے دوچار رکھ کر حرمین شریفین کے دفاع اور سعودی عرب جیسے اول تا آخر دوست کی مدد سے پیچھے ہٹنے کے مشورے دینے والوں نے آج تک آخر اس ملک کیلئے کیا کیا ہے کہ ان کی باتوں کو اہمیت دی جائے۔ بہرحال اللہ تعالیٰ ہمیں اگر سرزمین حرمین کے دفاع کا موقع دے رہا ہے تو یہ ہمارے لئے سعادت ہے۔ وہ صحابہ کرامؓ جنہوں نے غزوۂ خندق کے ذریعے سے مدینہ طیبہ کا دفاع کیا تھا، انہیں اسلام کی تاریخ میں سنہری حروف سے یاد کیا جاتا ہے کہ اللہ نے ان سے کام لیا اور وہ عظیم کارنامہ سرانجام دے گئے۔ ورنہ اللہ تعالیٰ نے تو اسی یمن، جہاں سے اب حرمین شریفین کے خلاف فتنہ اٹھا ہے، سے آنے والے ابرہہ کے ہاتھیوں کے لشکر کو ابابیلوں کے پنجوں میں پکڑے معمولی کنکروں سے تباہ و برباد کر کے اپنے گھر کو بچا لیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے دین اور اپنے گھر کو تو بہرحال بچا ہی لینا ہے لیکن کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم اس عظیم سعادت سے محروم رہ کر دنیا و آخرت دونوں کو برباد کر بیٹھیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں سرزمین حرمین شریفین کی پاسبانی کیلئے چن کر ہمارے اوپر احسان عظیم کیا ہے جس کا اب ہم نے حق ادا کرنا ہے، دوست کی دوستی کا قرض ادا کرنا ہے، احسانات کا بدلہ چکانا ہے، سعودی عرب میں مقیم 25 لاکھ اور کل خلیج میں موجود 40 لاکھ ہم وطنوں کا بھی دفاع کرنا ہے اور اس کے لئے دوست کے کام آنا اپنے کام آنا ہی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

شامل کر رکھا ہے۔ کیا کوئی کہہ سکتا تھا کہ عراق میں امریکہ حملہ کر کے کل تک کے اتحادی صدام حسین کا دھڑن تختہ کر کے اسے پھانسی پر بھی لٹکا دے گا۔ اس امریکہ نے بلاجواز عراق پر بھی حملہ کیا تو اس کے بعد وہاں اپنی مرضی کی جو حکومت قائم کی اس کے ہاتھوں اب عراق مکمل بربادی کے دہانے پر ہے۔ ہر طرف لوٹ مار اور تباہی کا بازار گرم ہے۔ امریکہ نے پہلے شام کے صدر بشارالاسد کے خلاف ایک محاذ کھڑا کیا پھر جب بشارالاسد کو خطرہ لاحق ہوا تو اسی کا ساتھی بن گیا۔ یوں اب شام کا عظیم ملک خاک وخون میں غلطاں اور سارا ہی ملک ملبے کے ڈھیر میں بدل چکا ہے۔ کیا کبھی ایسا ہوا ہے کہ کسی ملک کا حکمران خود ہی اپنے ہاتھوں یوں اپنے ملک کو تباہ اور اپنے عوام کو قتل کرے جس طرح شام میں ہو رہا ہے، ہرگز نہیں۔ یہ اچھا ہوا کہ ہماری قومی، دینی و سیاسی جماعتوں کو بھی اس مشکل کا ادراک ہو رہا ہے اور وہ سعودی عرب کے دفاع کی کھل کر تائید کر رہے ہیں۔ ہمیں یہ ذہن میں رکھنا چاہئے کہ سعودی عرب ہمارا سب سے بڑا محسن اور دوست ہے اور جب محسن اور دوست پر مشکل وقت آئے تو اس کو تنہا نہیں چھوڑا جاتا بلکہ اس کی مدد کی جاتی ہے۔

گزشتہ سال اپریل میں مشیر خارجہ سرتاج عزیز نے ایک امریکی نشریاتی ادارے کو انٹرویو دیتے ہوئے بتایا تھا کہ ہم سعودی عرب کو چھوٹے ہتھیار اور جنگی طیارے فروخت کر رہے ہیں۔ ہمارے ہتھیاروں کی صنعت ترقی پا رہی ہے۔ یہ وہی سعودی عرب ہے جس نے گزشتہ سال پاکستانی ترقیاتی فنڈ کے لئے بلاوجہ ڈیڑھ ارب ڈالر کا تحفہ دیا تھا تو آسمانوں تک پہنچا ڈالر یک دم نیچے گرا اور پاکستانی معیشت کو ایک بڑا سہارا ملا تھا۔ 1965ء اور 1971ء کی جنگیں بھی گواہ ہیں کہ سعودی عرب نے ہمارا ہر ممکن کھل کر ساتھ دیا تھا۔ سعودی عرب وہ تھا کہ جب پاکستان نے ایٹمی پروگرام کی بنیاد رکھی تو جو ہمارے اس پروگرام کو آگے بڑھانے کے لئے خفیہ اور علانیہ ہر موقع پر ہر ممکن طریقے سے معاون رہا۔ اب لوگ تسلیم کرتے ہیں جبکہ ہمارے ایٹمی پروگرام کے لئے کم از کم 60 فیصد امداد سعودی عرب نے ہی فراہم کی ہے۔ وہی ایٹمی پروگرام آج پاکستان کا سب سے بڑا دفاع ہے جس نے دشمنوں

www.KitaboSunnat.com
محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شامل کر رکھا ہے۔ کیا کوئی کہہ سکتا تھا کہ عراق میں امریکہ حملہ کر کے کل تک کے اتحادی صدام حسین کا دھڑن تختہ کر کے اسے پھانسی پر بھی لٹکا دے گا۔ اس امریکہ نے بلا جواز عراق پر بھی حملہ کیا تو اس کے بعد وہاں اپنی مرضی کی جو حکومت قائم کی اس کے ہاتھوں اب عراق مکمل بربادی کے دہانے پر ہے۔ ہر طرف لوٹ مار اور تباہی کا بازار گرم ہے۔ امریکہ نے پہلے شام کے صدر بشارالاسد کے خلاف ایک محاذ کھڑا کیا پھر جب بشارالاسد کو خطرہ لاحق ہوا تو اسی کا ساتھی بن گیا۔ یوں اب شام کا عظیم ملک خاک وخون میں غلطاں اور سارا ہی ملک ملبے کے ڈھیر میں بدل چکا ہے۔ کیا کبھی ایسا ہوا ہے کہ کسی ملک کا حکمران خود ہی اپنے ہاتھوں یوں اپنے ملک کو تباہ اور اپنے عوام کو قتل کرے جس طرح شام میں ہو رہا ہے، ہرگز نہیں۔ یہ اچھا ہوا کہ ہماری قومی، دینی و سیاسی جماعتوں کو بھی اس مشکل کا ادراک ہو رہا ہے اور وہ سعودی عرب کے دفاع کی کھل کر تائید کر رہے ہیں۔ ہمیں یہ ذہن میں رکھنا چاہئے کہ سعودی عرب ہمارا سب سے بڑا محسن اور دوست ہے اور جب محسن اور دوست پر مشکل وقت آئے تو اس کو تنہا نہیں چھوڑا جاتا بلکہ اس کی مدد کی جاتی ہے۔

گزشتہ سال اپریل میں مشیر خارجہ سرتاج عزیز نے ایک امریکی نشریاتی ادارے کو انٹرویو دیتے ہوئے بتایا تھا کہ ہم سعودی عرب کو چھوٹے ہتھیار اور جنگی طیارے فروخت کر رہے ہیں۔ ہمارے ہتھیاروں کی صنعت ترقی پا رہی ہے۔ یہ وہی سعودی عرب ہے جس نے گزشتہ سال پاکستانی ترقیاتی فنڈ کے لئے بلاوجہ ڈیڑھ ارب ڈالر کا تحفہ دیا تھا تو آسمانوں تک پہنچا ڈالر یک دم نیچے گرا اور پاکستانی معیشت کو ایک بڑا سہارا ملا تھا۔ 1965ء اور 1971ء کی جنگیں بھی گواہ ہیں کہ سعودی عرب نے ہمارا ہر ممکن کھل کر ساتھ دیا تھا۔ سعودی عرب وہ تھا کہ جب پاکستان نے ایٹمی پروگرام کی بنیاد رکھی تو جو ہمارے اس پروگرام کو آگے بڑھانے کے لئے خفیہ اور علانیہ ہر موقع پر ہر ممکن طریقے سے معاون رہا۔ اب لوگ تسلیم کرتے ہیں جبکہ ہمارے ایٹمی پروگرام کے لئے کم از کم 60 فیصد امداد سعودی عرب نے ہی فراہم کی ہے۔ وہی ایٹمی پروگرام آج پاکستان کا سب سے بڑا دفاع ہے جس نے دشمنوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ناپاک عزائم کو روک رکھا ہے۔ہمیں وہ وقت یاد ہے جب 1998ء میں پاکستان نے ایٹمی دھماکے کیے تھے تو ساری دنیا نے ہمارے ملک پر پابندیاں عائد کر دی تھیں۔ یہ سعودی عرب ہی تھا جس نے اس موقع پر بھی ہمیں ساڑھے 5 ارب ڈالر کی امداد نقد اور تیل کی صورت میں دی تھی اور ہمیں مشکل سے نکالا تھا۔ کتنے سال ایٹمی دھماکوں کی خوشی میں سعودی عرب ہمیں روزانہ کی بنیاد پر 50 ہزار بیرل تیل مفت دیتا رہا۔ جنوری 2014ء کو دونوں ممالک نے دفاعی معاملات کو یکجان کر کے فروغ دینے کا اعلان کیا تو سعودی سرمایہ کار ہمارے ہاں سرمایہ کاری کے لئے پاکستان آتے دکھائی دیتے ہیں۔ یہ سعودی حکومت ہی ہے جو اب یہاں پاکستان میں زرعی اجناس کاشت کر کے پھر انہیں خود اپنے ملک برآمد کر کے ہمیں قیمت ادا کرنے کی تجویز دے چکی ہے جس سے پاکستان کو تیل بھی سستا ملے گا تو لاکھوں ایکڑ بنجر پڑی زمینیں بھی آباد ہوں گی۔ جتنی رقم ہم آئی ایم ایف اور ورلڈ بنک سے کشکول لے کر ذلت کے ساتھ قرضہ کی شکل میں وصول کرتے ہیں اس سے زیادہ ہمیں سعودی عرب سے عزت کے ساتھ ملتی ہے۔ پاکستان میں جب کبھی کوئی ناگہانی آفت آئی، سعودی عرب کی امداد اور تعاون سب سے پہلے اور سب سے زیادہ دیکھنے کو ملا۔ 2005ء کا زلزلہ ہو یا اس کے بعد آنے والے مسلسل سیلاب، سعودی کردار ہمارے سامنے ہے۔

کیا ہم یہ نہیں دیکھتے کہ سعودی عرب ہی وہ ملک ہے جہاں کئی ملین پاکستانی برسرروزگار ہیں جو سالانہ اربوں ڈالر ہمیں زرمبادلہ کے طور پر بھیجتے ہیں۔ ہمیں یہ ضرور ذہن میں رکھنا چاہئے کہ یمن میں تو ہمارے تین ہزار لوگ مقیم تھے جنہیں خطرہ ہوا تو ہمیں ان کو نکالنے کے لئے جان کے لالے پڑ گئے۔ یہ بھی کسی سے پوشیدہ نہیں کہ سعودی عرب میں کام کرنے والے پاکستانی لوگوں میں سے جرائم کا ارتکاب کرنے والے بھی بڑی تعداد میں پائے جاتے ہیں لیکن سعودی عرب نے اس بنیاد پر کبھی پاکستانیوں کا اپنے ملک میں داخلہ بند نہیں کیا بلکہ اب بھی ان کی ترجیح دنیا کے کئی ملکوں کی کئی گنا سستی لیبر کو چھوڑ کر پاکستانی لیبر ہی ہے۔ جب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کئی پاکستانی سعودی عرب میں مقیم ہیں تو سعودی عرب کا دفاع ہمارا اپنا دفاع بنتا ہے۔ اللہ نہ کرے اگر دشمن کامیاب ہوا اور یہ لاکھوں پاکستانی پاکستان واپس آئے تو ہمارے ملک کا کیا بنے گا؟

سعودی عرب کا دفاع حرمین شریفین کی وجہ سے سب سے زیادہ مقدم وضروری ہے۔ اگر سعودی عرب کے دشمن اپنے ناپاک عزائم کی جانب قدم بڑھاتے ہیں تو لازمی طور پر وہاں جانے کے سارے راستے اور مقامات غیر محفوظ ہوں گے۔ ذرائع ابلاغ میں چھپنے والی رپورٹوں کے مطابق یمن کے باغیوں نے حرمین شریفین کو نشانہ بنانے کی دھمکی دی ہے جو انتہائی تشویش ناک ہے۔ اس کے بعد تو ہمیں کسی صورت سعودی عرب کے دفاع اور تعاون سے ہاتھ کھینچنے کا تصور بھی ذہن سے نکال لینا چاہیے۔

ہمیں یہ بھی یاد رکھنا ہے کہ پاکستان کے عرب ممالک خصوصاً سعودی عرب کے ساتھ مضبوط اور گہرے تعلق کی بنا پر ہمارے ازلی اور ابدی دشمن بھارت کو وہاں قدم جمانے کا موقع نہیں ملا ورنہ دنیا کی دوسری بڑی ریاست تو سب کے لئے کشش کا باعث تھی۔ اگر ہم نے اس موقع پر سعودی عرب کا ساتھ نہ دیا تو لازمی طور پر بھارت آگے آئے گا اور اپنے کندھے پیش کر کے ہمیں نئی مشکل میں ڈال دے گا جس طرح اس نے نائن الیون کے بعد امریکہ کو پاکستان کی جگہ پیش کش کر دی تھی اور اب وہ ایک بار پھر افغانستان میں امریکہ کو مدد وتعاون فراہم کر کے پاکستان کے خلاف مصروف عمل ہے۔ صاف نظر آتا ہے امریکہ اور اس کے اتحادی ممالک نے یہ طے کر رکھا ہے کہ وہ دنیا کے کسی مسلم ملک کو امن وسکون کے ساتھ نہیں رہنے دیں گے۔ افریقہ کے تمام مستحکم مسلم ممالک اس وقت اس امریکی آگ میں جل رہے ہیں۔ مشرق وسطی دہک رہا ہے تو اب نشانہ سعودی عرب اور دیگر خلیجی ممالک ہیں جہاں امن قائم ہے۔ سعودی عرب کو غیر مستحکم کرنے کی ایک سازش 2011ء میں بھی بحرین کے راستے ہوئی تھی جسے سعودی عرب نے کمال حکمت وفراست سے قابو کر لیا تھا۔ یہی دکھ اس سازش کے رچانے والوں کو کھا رہا ہے۔ اب وہ ایک نیا سازشی جال لے کر آئے ہیں جسے ہم نے ناکام بنا کر اپنی سرزمین کا بھی دفاع کرنا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گریٹر اسرائیل کے لئے مشرق وسطیٰ میں امریکی مہم جوئی

صلاح الدین اولکھ

3 اپریل 2015

امریکہ بڑا اسرائیل ہے یا اسرائیل چھوٹا امریکہ ابھی تک دنیا کو اس سوال کا مکمل جواب نہیں مل سکا کیونکہ اسرائیل خطہ ارض پر سب سے بڑا دہشت گرد ملک ہونے کے باوجود امریکہ کی آنکھ کا تارا ہے اور اسرائیل جب چاہے امریکہ سے اپنی تمام شرائط منوا سکتا ہے حتیٰ کہ اسرائیل کا وزیراعظم نیتن یاہو امریکی صدر باراک اوباما کی مخالفت کے باوجود امریکی کانگریس میں خطاب بھی کر سکتا ہے۔

صہیونی یہودیوں نے جب برطانیہ کی مدد سے فلسطین پر قبضہ کر کے اسرائیل کے قیام کی سازش کی تو ان کا مطمع نظر صرف موجودہ اسرائیل نہیں بلکہ گریٹر اسرائیل تھا جس کی سرحدیں نیل سے لے کر فرات تک ہوں گی اور پھر وہاں ہیکل سلیمانی تعمیر کیا جائے گا۔ یروشلم پھر نئی اقوام متحدہ کا میزبان ہوگا اور پوری دنیا کو وہاں سے کنٹرول کیا جائے گا۔

اس گریٹر اسرائیل کے مجوزہ نقشے میں جسے یہودی ارض موعود (Promised LAnd) کہتے ہیں، موجودہ ترکی کا تقریباً ایک تہائی علاقہ شامل ہے جہاں کرد باغی برسر پیکار ہیں۔ تقریباً شام کا مکمل علاقہ، نصف سے زائد عراق، کویت، ایران کا کچھ حصہ، اردن،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مصر کے صحرائے سینا سمیت آسوان ڈیم کا علاقہ جبکہ سعودی عرب کا ایک بڑا حصہ شامل ہے۔ تلمودی پیشین گوئیوں کے مطابق صہیونی اسرائیلی اس منصوبے پر پوری طرح عمل پیرا ہیں۔ اس منصوبے کی تکمیل کیلئے ضروری تھا کہ مشرق وسطی میں مسلمان ممالک کی افواج کو اس قدر کمزور یا ختم کر دیا جائے کہ وہ اسرایل کے سامنے مزاحمت کے قابل نہ رہیں۔ سب سے پہلے عراق کی 10 لاکھ فوج کو ختم کیا گیا اور اسے اب بدترین خانہ جنگی کا سامنا ہے، اسی طرح لیبیا کا سابق صدر معمر قذافی جو کہ علانیہ امریکی پالیسیوں کا ناقد تھا اور لیبیا کی عسکری قوت کافی مضبوط تھی کے خلاف امریکہ نے بغاوت کھڑی کرائی اور لیبیا میں تاحال خانہ جنگی ہے اور اس کی عسکری قوت کئی حصوں میں بٹ چکی ہے، یہی حالت شام کی ہے، عراق اور شام میں امریکہ کی پیدا کردہ مسلکی اور فرقہ واریت کی خلیج اس قدر گہری ہو چکی ہے کہ یہ آگ پورے خطے کو لپیٹ میں لے رہی ہے جبکہ مصر قدرے سنبھل چکا ہے اور بدقسمتی سے ایران صہیونی سازش کا شکار ہو کر اس میں مزید حصہ ڈال رہا ہے اور اب یہ جنگ یمن تک پہنچ گئی ہے جہاں درپردہ امریکی و ایرانی حمایت یافتہ حوثی باغیوں نے ملک کی منتخب اور اکثریتی حکومت کے خلاف بغاوت کر رکھی ہے کیونکہ اسرائیل کی خواہش ہے کہ گریٹر اسرائیل کے قیام کیلئے سعودی عرب اور خلیج عرب ممالک کی عسکری قوت کو ختم کیا جائے۔ اس منصوبے پر عملدرآمد کیلئے امریکہ بھرپور کردار ادا کر رہا ہے۔ ایک جانب اس نے داعش کا فتنہ کھڑا کیا ہے تو دوسری جانب حوثیوں کی بھرپور مدد بھی جاری ہے۔ گزشتہ ہفتے امریکی انٹیلی جنس رپورٹ میں انکشاف کیا گیا ہے کہ یمن کی فوج اور منتخب صدر منصور ہادی کی مدد کیلئے بھیجا جانے والے 500 ملین ڈالر یعنی نصف ارب ڈالر کا اسلحہ اور جنگی ساز و سامان حکومت مخالف گروہوں اور حوثی باغیوں کے ہاتھ لگ چکا ہے۔ رپورٹ کے مطابق 12 لاکھ 50 ہزار ایمونیشن راؤنڈ، 200 نائن ایم ایم پستول، 200 ایم فور رائفلز، چار Huey ii ہیلی کاپٹر، 2 سینا 208 مسافر طیارے جن سے فضائی نگرانی بھی کیا جا سکتی ہے۔ سمندری گشت کیلئے 2 کوسٹل کشتیاں ایک CN-235 فوجی ٹرانسپورٹ طیارہ، 4 مسلح ڈرون

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طیارے، 160 ہموی گاڑیاں، 250 مکمل مسلح فوجی وردیاں اور رات کو دیکھنے والی 300 دوربینیں اور چشمے غلطی سے حوثی باغیوں کے حوالے ہو گئے ہیں جبکہ دوسری جانب امریکہ زبانی کلامی حوثی باغیوں کیخلاف آپریشن کی حمایت بھی کر رہا ہے لیکن حقیقت میں ان باغیوں کو مسلح ہی امریکہ اور ایران نے کیا ہے۔ دراصل امریکہ یمن میں اپنی مرضی کے حوثی باغیوں کو سامنے لا کر ایک تو خطے کے بحری راستوں کو کنٹرول کرنا چاہتا ہے اور دوسرا حوثی علاقوں میں سعودی عرب مخالف قوتوں کے عسکری کیمپ بنا کر سعودی عرب اور حرمین الشریفین کے گرد گھیرا تنگ کر کے گریٹر اسرائیل کے قیام کی راہ ہموار کرنا چاہتا ہے۔ اس خطرے کو فوری طور پر بھانپتے ہوئے سعودی عرب نے یمن کی منتخب حکومت کے خلاف بغاوت کچلنے کیلئے آپریشن شروع کیا ہے جسے خلیجی عرب ممالک، ترکی، مصر، سوڈان اور پاکستان کی بھرپور عسکری واخلاقی حمایت حاصل ہے اور ان شاء اللہ یہ آپریشن کامیابی سے ہمکنار ہوگا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یمن میں عربوں کی حربی کمزوری عیاں

جی این بھٹ

16 اپریل 2015

یمن اور سعودی عرب کے حالیہ تنازعہ میں جو چیز سب سے زیادہ نمایاں ہوئی وہ عرب ممالک کا کمزور دفاع ہے۔ سالہا سال سے اربوں روپے اسلحہ کی خریداری اور ہر سال حربی اسلحہ کی نمائشوں کے باوجود عرب ممالک اپنے دفاع کے لیے دوسرے کی طرف دیکھنے پر مجبور ہیں یہ بہت بڑا المیہ ہے کہ دنیا کی امیر ترین ریاستیں فوجی لحاظ سے اتنی بے دست و پا ہیں۔

جب سعودی عرب اور یمن کے درمیان سیاسی تنازعہ نے ایک جنگ کی شکل اختیار کر لی تو اس موقع پر عرب ممالک کے روایتی حریف اور بحیرہ عرب میں خلیج فارس سے لے کر بحیرہ احمر میں خلیج عدن تک اپنی برتری کے خواب دیکھنے والے ایران نے بھی عربوں کی حربی صلاحیتوں کو بے نقاب کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ اول تو نہایت مہارت سے ایران نے یمن میں باغیوں کو اپنی چھتری تلے لے لیا اور انکی سرپرستی شروع کر دی۔ چند ماہ قبل ایران سے یمن صرف ہفتہ وار ایک پرواز جاتی تھی جو آج کل 28 پروازوں سے تجاوز کر چکی ہے۔ جس پر سعودی عرب کا تشویش میں آنا بجا تھا۔ کیونکہ یمن کے حکمران عبدالرب ہادی ہو یا صالح عبداللہ علی دونوں اگرچہ زیدی شیعہ فرقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ مگر سعودی عرب کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ساتھ انکے تعلقات ہمیشہ دوستانہ رہے اور سعودی عرب نے ہمیشہ انکی سرپرستی کی۔ یمن عرصہ دراز سے زیدی اور حوثی گروہوں کے علاوہ قبائلی خانہ جنگی میں الجھا رہا ہے۔ یہاں 70 فیصد سے زیادہ شافعی مالکی اور حنبلی سنی اکثریت بھی آپس میں بٹی رہی۔ قوت واقتدار زیدی فرقے کے ہاتھ میں رہا اور سعودی عرب نے ہمیشہ انکی حاکمیت تسلیم کی۔ خانہ جنگی کے باعث یمن دو حصوں میں شمالی یمن اور جنوبی یمن کے نام سے عرصہ دراز تک بٹا رہا بالآخر سعودی عرب کی کوششوں سے 1990ء میں یہ دوبارہ متحد ہوا مگر قبائلی خانہ جنگی اور تنازعات کی آگ ٹھنڈی نہ ہوسکی۔ مشرقی وسطیٰ میں بحرین، قطر، اومان، مسقط جیسی چھوٹی چھوٹی عرب ریاستیں ایران کی توسیع پسندانہ پالیسیوں سے خوفزدہ ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ یہ ممالک عرب ازم کی بڑی داعی ہیں اور عجم کے اثر ونفوذ سے بچنے کے لیے اپنی بقا عرب لیگ کیساتھ وابستہ رہنے میں سمجھتی ہیں۔ ایران میں اسلامی انقلاب کے بعد انتہا پسند قوتوں نے اس انقلاب کو آس پاس کی ریاستوں میں بھی داخل کرنے کی کوشش کی جن میں یہ عرب ریاستیں بھی شامل ہیں تو وہاں کے حکمرانوں کا ماتھا ٹھنکا انھوں نے سعودی عرب سے بہتر تعلقات بنانے میں عافیت محسوس کی۔ اس دوران عراق اور لبنان میں ایران نے اپنے حامیوں کو مسلح کیا جنگی تنظیمیں تیار کیں اور عراق میں امریکہ اور مغربی اتحادیوں کی تباہی و بربادی کے مشن کے بعد اس تباہ حال سنی ملک پر اپنے مسلح حامیوں کو اقتدار میں لایا۔ لبنان میں آج بھی حزب اللہ جو بظاہر اسرائیل کیخلاف جہاد کے نام پر تیار کی گئی ہے۔ اس کا اصل مقصد سنی اکثریت سٹیٹ فلسطین میں اپنا اثر ونفوذ قائم کرنا ہے۔ اب شام میں بھی جہاں سنی اکثریت شیعہ نصیری فرقے کی حکومت کیخلاف نبرد آزما ہیں وہاں بھی ایران کھل کر بشار الاسد کی حمایت میں اسلحہ وفوجی بھیج رہا ہے۔ اسکے جواب میں عرب ممالک انکے مخالفین کی مدد کرتے ہیں۔ اب یمن میں بھی جب ایران نے براہ راست دلچسپی لینا شروع کی اور حکومت کے مخالف عناصر قبائل اور حوثی باغیوں کو ممالک انکے مخالفین کی مدد کرتے ہیں۔ اب یمن میں بھی جب ایران نے براہ راست دلچسپی لینا شروع کی اور حکومت کے مخالف عناصر قبائل اور حوثی باغیوں کو مکمل طور پر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سپورٹ کرنا شروع کیا تو سعودی عرب نے یمن کے اپنے حامی حکمران کی حمایت میں باغیوں کی سرکوبی کے لیے فضائی حملے شروع کر دیئے جواب باقاعدہ جنگ کی شکل اختیار کر چکی ہے۔یمن کی ساری مخالف تنظیموں کے مسلح ارکان کی تعداد ہزاروں میں ہے جبکہ عرب لیگ جوان سے نبرد آزما ہے اس کی افواج لاکھوں میں ہے۔اس حساب سے تو عرب ممالک کو کسی اور ملک سے فوجی اور طیارے مانگنے کی ضرورت ہی نہیں ہونی چاہیے کیونکہ اس وقت ان عرب ممالک کے پاس دنیا بھر کے بہترین اور خطرناک جنگی ہتھیار موجود ہیں۔ اعلیٰ تربیت یافتہ فوجی بھی ہیں۔جن کی امریکہ، برطانیہ اور پاکستان میں تربیت ہوئی ہے مگر شاید ان میں لڑنے مرنے کا وہ جذبہ نہیں ہے وہ تن آسان ہو گئے ہیں۔اور انھیں ایران کی فوجی قوت نے پریشان کر رکھا ہے۔ اس مقام پر یہ نکتہ بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ ایران نے یمن کے میدان جنگ میں عرب ممالک کو دھکیل کر انکی ساری دفاعی اور حربی صلاحیتوں کا پول کھول دیا ہے اور اسرائیل سمیت دنیا بھر کو دکھلا دیا ہے کہ بے تحاشہ دولت افرادی قوت اور وسائل سے مالا مال ان ممالک کی دفاعی صلاحیت اور حربی صلاحیت تمام تر دعوؤں اور خطرناک ترین اسلحہ کی خریداری کے باوجود صفر ہے۔اس طرح ایران امریکہ اور مغربی اتحادیوں کو جن کیساتھ اسکی خفیہ طویل سفارتکاری کے بعد کامیاب ایٹمی ڈیل ہوگئی ہے یہ باور کرانے میں کامیاب ہوسکتا ہے کہ مشرق وسطیٰ میں وہ تنہا اپنی حربی طاقت کی وجہ سے امریکہ ومغربی ممالک کا زبردست اتحادی ثابت ہوسکتا ہے اس لیے اب امریکہ اور اس کے اتحادی اسے حسب سابق مشرق وسطیٰ میں اپنا ''شیرف'' مقرر کر دینگے۔اصل مقام عبرت عرب ممالک کے لیے ہے کہ انکی سیاسی اور حربی حکمت عملی بری طرح ناکام ثابت ہو رہی ہے۔اب بھی وقت ہے کہ عرب ممالک آرام وآسائش وتجارت کے خواب سے بیدار ہوں اپنی ریاستوں میں جانباز فوجیں تیار کریں۔اس اربوں کھربوں ڈالر کے اسلحہ کی کوئی اہمیت نہیں جنھیں استعمال کرنیوالے ہی میسر نہ ہوں۔سرزمین عرب ایک بار پھر اپنے خون سے اپنی بقا کی تاریخ لکھنے جا رہی ہے۔کہاں گئے وہ جوانان عرب جنھوں نے اپنے خون سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بار ہا صحرائے عرب کو گلزار کر دیا۔ قیصر و کسریٰ کی سپر طاقتوں کو روند ڈالا۔ آج تتا سانیوں نے انھیں کیا سے کیا بنا دیا کہ سب کچھ ہونے کے باوجود یہ ریاستیں ایسے جوان تیار نہیں کر سکی جن کے سینے دشمن کی گولیاں کا مقابلہ کرنے کے لیے تیار ہوں۔ اب اسرائیل اور مغربی دنیا پر یہ راز کھل گیا ہے کہ عربوں کی جنگی طاقت دوسروں سے امداد کی محتاج ہے۔ تو وہ جب چاہیں جس ملک کو چاہیں باسانی شکار کر سکیں گے۔ اس کی ذمہ دار بھی عرب حکمرانوں پر ہی عائد ہوتی ہے۔

نوٹ: عربوں میں جذبہ جہاد اور شوق شہادت ماضی کی طرح آج بھی موجود ہے۔ تیاری، ٹریننگ اور تربیت کا معیار بھی موجود ہے۔ دفاعی صلاحیتیں کمزور نہیں قوی اور مضبوط ہیں۔ حرمین شریفین کے تحفظ کا درد اور پاسبانی کا جذبہ بھی ہے۔ اور اس مشکل گھڑی میں انھوں نے پکارا بھی تو ایک مسلم دوست ملک کو ہے۔ جس سے اخلاص و خلوص کا رشتہ ہے۔

ہم نے رشتے اور تعلق کو کس نگاہ سے دیکھا، اور ان کے سوال کا جواب کیا دیا وہ دنیا کے سامنے ہے؟

شاید یہ جواب ہی عرب دنیا میں احساس ذمہ داری اور زیادہ پیدا کر دے۔

(قاری محمد یعقوب شیخ)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرارداد 2216 اور ایران کا یمن میں منصوبہ

18 اپریل 2015

عبدالرحمان الراشد

اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل میں جس رات یمن سے متعلق قرارداد پر رائے شماری ہو رہی تھی، ایران مزید وقت حاصل کرنے میں مصروف تھا اور وہ جنگ بندی اور مذاکرات کی میز پر آنے سے متعلق تجاویز پیش کر رہا تھا۔

ایران کے اتحادی روسیوں نے اس نظریے کی بھی تشہیر کی کوشش کی کہ ایرانی حوثیوں کو مذاکرات کی میز پر لانے اور یمنی حکومت کے ساتھ مل بیٹھنے کے لیے آمادہ کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں تاکہ بحران کا پُرامن انداز میں خاتمہ ہو سکے۔

اب پرامن حل کی تجویز ایسی ہے کہ متحارب گروہ بھی اس کو مسترد نہیں کر سکتے۔ اگر حقیقی معنوں میں یہ حل تلاش کر لیا جاتا ہے تو جنگ کا خاتمہ ہو سکتا ہے۔ پھر یہ یقیناً لڑائی جاری رکھنے اور کچھ عرصے کے بعد کوئی پرامن حل تلاش کرنے سے زیادہ بہتر ہے۔ اس میں یہ بھی ملحوظ رہے کہ تمام جنگجو یمنی ہیں۔

ایرانی اس سے بھی ایک قدم آگے گئے ہیں، جب ان کے وزیر خارجہ محمد جواد ظریف نے یہ کہا کہ حوثیوں نے حکومت کے ساتھ بات چیت سے اتفاق کیا ہے۔ یہ اس بات کا اشارہ تھا کہ وہ حکومت پر اپنے غلبے کے مطالبات سے دستبردار ہو گئے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایرانیوں کے حوثیوں کی جانب سے بولنے کے آئیڈیا کے حوالے سے دو مسائل ہیں۔

دردناک فوجی انحطاط

پہلا مسئلہ بہ ذات خود یہ آئیڈیا نہیں ہے بلکہ باغی گروپوں کے ارادے ہیں۔حوثی تحریک اور سابق صدر علی عبداللہ صالح کی وفادار ملیشیاؤں کو، جن کے خلاف جنگ شروع کی گئی تھی، اب دردناک فوجی زوال کا سامنا ہے اور وہ اب دوبارہ از سرنو منظّم ہونے کی کوشش کررہے ہیں، وہ اپنی فورسز کو مجتمع کررہے ہیں اور مقامی اور بیرون سطح پر زیادہ سے زیادہ حمایت حاصل کرنے کی سعی کررہے ہیں۔

جنگ بندی کی تجویز کا ایک ہی مقصد ہے۔سعودی عرب کی قیادت میں روزانہ کے فضائی حملے بند کردیے جائیں۔ بمباری کی بندش سے یہ ہوگا کہ باغیوں کو سانس لینے کا ایک موقع مل جائے گا اور وہ برسرزمین دوبارہ مجتمع اور منظّم ہوسکیں گے۔

اس سے وہ اس قابل ہوسکیں گے کہ وہ اپنے زیر قبضہ علاقوں کو یمن پر کنٹرول کے لیے استعمال کرسکیں۔وہ فضائی حملوں کے آغاز سے قبل اس مقصد کو حاصل کرنے کے قریب تھے۔اس وقت وہ عدن کے دروازے پر دستک دے رہے تھے۔یہ آخری بڑا شہر ہے جہاں انھیں مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا ہے۔

اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کی منظور کردہ قرارداد نمبر 2216 کئی لحاظ سے اہم ہے۔ اس کے تحت یمن کی حوثی ملیشیا پر اسلحے کی پابندی عاید کردی گئی ہے اور ملک کے معزول صدر علی عبداللہ صالح کو بلیک لسٹ کردیا گیا ہے۔

ایرانی تجویز:

تاہم میرے نزدیک سب سے اہم بات یہ ہے کہ سلامتی کونسل نے بالواسطہ طور پر بمباری بند کرنے کی تجویز مسترد کردی ہے اور یہ ایرانی تجویز کے خلاف ہے۔اس لیے اس نے آپریشن فیصلہ کن طوفان کے تحت اتحادی ممالک کے فضائی حملوں کو جائز قرار دیا ہے اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انھیں ایک لحاظ سے تقویت بخشی ہے۔ یہ فوجی آپریشن کے لیے بھی اہم ہے کیونکہ اس کا مقصد اقوام متحدہ کی ثالثی میں طے پائے سمجھوتے پر عمل درآمد کرانا ہے۔ اس سے باغیوں نے خود اتفاق کیا تھا اور دستخط کیے تھے لیکن بعد میں انھوں نے بغاوت برپا کردی۔

ایرانی تجویز میں دوسرا مسئلہ ایران بہ ذات خود ہے۔ جس بات نے ایران کے لیے معاملات گمبھیر بنادیے ہیں، وہ پاکستان کے وزیراعظم میاں نواز شریف کا خلیجی عرب ممالک کے لیے موعودہ بیان ہے۔ اس میں انھوں نے کہا کہ انھوں نے ایرانی حکام سے رابطہ کیا ہے اور ان سے کہا ہے کہ وہ حوثیوں کو مذاکرات کی میز پر لائیں۔

ہماری خواہش تھی کہ انھوں نے ایران کے بارے میں ایسا نہ کہا ہوتا۔ ایران دو ہزار سال سے زیادہ عرصے سے کبھی بھی یمنی امور میں کوئی فریق نہیں رہا ہے اور وہ یمنیوں کو جانتا بھی نہیں ہے۔ اب کوئی بھی تنازعے کے ایک فریق کے طور پر اس کی میزبانی کرنے کو تیار نہیں ہے کیونکہ ہر کوئی یہ بات جانتا ہے کہ ایران کی جانب سے حوثیوں کی امداد کا بڑا مقصد یہ ہے کہ وہ یمن کی قسمت کا فیصلہ کرنے کے لیے ایک موثر اور فعال شراکت دار بننا چاہتا ہے اور وہ اس ملک کو بھی ایک اور لبنان، عراق، شام یا غزہ میں تبدیل کرنا چاہتا ہے تاکہ وہ اس کو اپنے مقاصد کے لیے استعمال کرسکے۔

سعودی عرب اور دوسرے خلیجی ممالک یقیناً یہ نہیں چاہتے ہیں اور وہ اس کا مقابلہ کریں گے۔ اگر حوثی اور معزول صدر علی عبداللہ صالح مصالحت سے متعلق سنجیدہ ہیں تو انھیں جان لینا چاہیے کہ خلیج تعاون کونسل سے کیسے رجوع کرنا ہے جو علاقے کی نمائندہ اور ایسے نظام کی حامل ہے جو یمن کے قریب تر ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پاکستان سعودی دوستی کو میڈیا کے اژدہام نے کیسے نگلا؟

امتیاز احمد تارڑ

24 اپریل 2015

90 کی دہائی میں امریکہ نے پلان بنایا کہ پاکستان کو کنٹرول کیسے کیا جائے۔ کراچی کی حد تک تو وہ برطانیہ کے ذریعے ایم کیو ایم سے کام لے لیتے تھے۔لیکن ملکی پالیسیاں بنوانے کے لیے انھیں اپنے نمک حلال لوگوں کی ضرورت تھی۔ تب ایک امریکی سفیر نے تجویز پیش کی تھی کہ اگر پاکستان کو کنٹرول کرنا ہے۔تو اسکے اردو میڈیا پر اپنا اثر ورسوخ قائم کیا جائے۔ آج وہ اس مقصد میں کامیاب ہو گیا ہے۔میڈیا پر سیکولر اور مغرب نواز طبقے کا کنٹرول ہے۔ وہ اس قدر طاقتور بن چکا ہے کہ وہ اپنی منشاء کے مطابق الفاظ کا بناو سنگھار کر کے سیاستدانوں کے منہ سے اگلوا سکتا ہے۔اور فہم وفراست سے کوسوں دور ہمارے سیاستدان ٹاک شوز میں سیاسی شطرنج کا بے جان مہرہ بن کے رہ جاتے ہیں ٹی وی سکرین پر بیٹھ کر صحافیوں کے لیے اپنے پسندیدہ ممدوح کے مناقب بیان کرنے کا اس سے اچھا موقع اور کیا ہو سکتا ہے۔ چالاک، زمانہ ساز اور ہوا کا رخ دیکھ کر پاجامہ بدلنے والے سیاستدان جلد بازی میں محسن کشی سے بھی باز نہیں آتے۔ تکیے کا لبادہ اوڑھ کر وہ ایران سے خفیہ معاشقے کر رہے ہیں۔ ہمارے سیاستدانوں میں اگر اتنی ہی غیرت وحمیت تھی تو قرار داد لانے سے قبل اس محسن کی تمام عنایتیں واپس کر دیتے 3 ارب ڈالر کا مفت تیل، ڈیڑھ کروڑ ڈالر کا تحفہ کس منہ سے اپنے پاس رکھا ہے۔ زلزلوں اور سیلابوں میں مدد کے لحاظ سے سعودی عرب دنیا بھر سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آگے رہا ہے لیکن میڈیا کے اژدھام نے ان تمام چیزوں کو نگل کر انھیں جھنڈی کروا دی ہے جس نے بھی ارکان پارلیمنٹ کی تقریروں انکے الفاظ، انداز اور لب و لہجے پر غور کیا وہ مایوسی نامرادی کی تاریکیوں میں گم ہوتا چلا گیا۔ کچھ کی آنکھیں فرط حیرت سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں کہ غیر جانبدار رہنا کن جذبات واحساسات کی ترجمانی کر رہا ہے۔ کچھ احباب کو گمان گزرا کہ یہ اعلان پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس نے نہیں کیا بلکہ کسی ہمسائے ملک کے انقلاب کی طرح برآمد ہوا ہے۔ یہ ہمارے حکمرانوں اور سیاستدانوں کی کم نگاہی، مردہ دلی اور کوتاہ بینی کا دلدوز نوحہ ہے۔ افغانستان کے باسیوں کا قیمہ بنانے کے لیے پارلیمنٹ گونگی اور بہری بن گئی تھی۔ تب این آر او کی آمد پر سب جائز قرار پایا تھا۔ افغانستان کے ہزاروں بے گناہ انسانوں کا خون بہانے میں ہمارے ایئر پورٹس کا کردار کسی سے ڈھکا چھپا نہیں ہے۔ ابو غریب جیل میں درندوں نے عفت شعار مسلمان بچیوں کی عصمتیں تار تار کیں۔ بگرام اور قندھار کے عقوبت خانوں میں بے گناہوں کے جسموں میں ڈرل مشینوں سے سوراخ کیئے گئے اس میں ہم برابر کے شریک ہیں۔ پارلیمنٹ نے اگر غیرت کی انگڑائی لے ہی لی ہے تو کم از کم افغانستان کی غلطی پر سجدہ سہو بھی ادا کر دیں۔ گزشتہ روز ایرانی جنرل نے کس انداز میں سعودی عرب کو نشانہ بنانے کی دھمکی دی ہے۔ اسکے بعد تو کسی قسم کا شک نہیں رہنا چاہیے کہ ایران حوثی باغیوں کی سرپرستی کر رہا ہے۔ رہی بات عرب ممالک کی تو انھوں نے ہمت کا رخ اونچی عمارتیں بنانے اور دولت کا رخ آسائش کی طرف کر رکھا ہے۔ انھوں نے صحراؤں میں محلات تعمیر کر کے جنگل میں منگل کا سماں پیدا کیا۔ ان کی ساری قوت دولت کے انبار لگانے میں لگی ہوئی ہے۔ دفاع سے غافل عربوں نے اسلحہ کے ڈھیر اکٹھے کر لیے لیکن فوج کی تربیت سے غافل رہے جبکہ ایران 1979ء کے انقلاب کے بعد دنیا بھر میں ''خانہ فرہنگ'' کھول کر اپنی زبان کی ترویج اور فارسی رسم الخط سکھانے کے عنوان سے اپنی تہذیب وثقافت کو پھیلا رہا ہے۔ عرب ممالک اس سے غافل ہیں حالانکہ شہر شہر قریہ قریہ اپنے سفارت خانے کھول کر دین کی اشاعت اور عربی سکھانے کا کام کرنا چاہیے تھا اس سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقامی لوگوں کے دلوں میں ان کا مقام بنتا اور وہ مشکل وقت میں عربوں کا بازو بن کر انھیں عزت سے جینے کا موقع فراہم کر سکتے تھے۔ کیونکہ دنیا میں کچھ چیزیں نظریاتی ہوا کرتی ہیں ان کیلیے ہر قسم کی قربانی کسی بھی نفع ونقصان سے بالاتر ہو کر دی جاتی ہے۔ جیسے نوائے وقت نے خالص نظریاتی بنیاد پر ڈاکٹر اے کیو خان کے حق میں اشتہارات چلا کر اربوں روپے کا نقصان برداشت کیا تھا۔ اس وقت سعودی عرب کے پاس دو راستے تھے یا تو وہ ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ جاتا یا باغیوں کا سر کچلنے کے لیے طاقت استعمال کرتا۔ اس میں کوئی دورائے نہیں کہ طاقت کا استعمال سوائے نفرتیں کاشت کرنے کے اور کچھ نہیں کر سکتا۔ مشرقی اور مغربی جرمنی کے درمیان دیوار برلن تعمیر کی گئی۔ 155 کلومیٹر لمبی اور 12 فٹ اونچی اس دیوار نے اپنے دائیں اور بائیں غربت و افلاس اور نفرتوں کو جنم دیا لیکن مسئلے کا حل بالآخر بات چیت سے نکلا دیوار برلن کی تعمیر اور اس کا خاتمہ پوری دنیا کے لیے ایک پیغام ہے۔ آج سعودی عرب نے بھی عراق کی سرحد پر دیوار تعمیر کرنے کا فیصلہ کیا ہے یاد رکھیے دیوار کھڑی کرنے سے ریاست مضبوط نہیں ہوتی۔ دوسری جنگ عظیم میں 6 کروڑ کے لگ بھگ لوگ ہلاک ہوئے۔ جنوبی اور شمالی کوریا کے درمیان ابھی تک نفرتوں کی لکیر کھینچی ہوئی ہے۔ سعودی عرب نے طاقت کے استعمال کو اپنایا ہے تو اسے اپنی طاقتور فوج تشکیل دینی چاہیے۔ اسے دنیا بھر میں مکہ اور مدینہ کا کلچر پھیلانے کے لیے سفارتکاری کرنی چاہیے۔ سب سے بڑی ناکامی سعودیہ کی یہ ہے کہ مشکل وقت میں بھی پاکستان میں اس سفیر کا ابھی تک تعینات نہیں ہوا۔ اگر سعودی سفیر موجود ہوتے تو وزیر مذہبی امور اور مشیر کو یوں آ کر مولانا فضل الرحمٰن سمیت تمام علماء کو قائل نہ کرنا پڑتا۔ بہت سارے ممالک کے سفیر اپنے مکروہ عزائم کی پوٹلی باندھ کر مقامی افراد سے مل رہے ہیں۔ نہ جانے اس پر ہماری وزارت خارجہ کو سانپ کیوں سونگھ گیا ہے۔

امام حرم الشیخ خالد علی الغامدی پاکستان تشریف لا چکے ہیں کل وہ جامعہ اشرفیہ لاہور میں تشریف لائیں گے۔ تو ان سے یہی گزارش ہے کہ وہ رسمی باتیں کرنے کی بجائے اتحاد امت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر زور دیگر دنیا بھر کے مسلمانوں کو تحفظ حرمین شریفین پر تیار کریں اور مکروہ عزائم والی قوتوں کے مکہ اور مدینہ کے بارے مذموم مقاصد سے امت مسلمہ کو آگاہ کریں۔

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک مختلف قسم کے سعودی!

16 اپریل 2015

خالد المعینا

انگریزی کے دو اخبارات کے دو عشرے سے زیادہ عرصے تک مدیر رہنے اور غیر ملکی تارکین وطن کی کمیونٹی سے روابط کے ایک طویل تجربے کے دوران مجھے بہت سے ایسے لوگوں سے ملنے کا اتفاق ہوا ہے جو سعودی ذہنیت کے بارے میں کچھ زیادہ نہیں جانتے ہیں۔انھوں نے غلط مفروضے قائم کر رکھے ہیں۔زیادہ تر لوگ ایک عام سعودی کی بنیادی فطرت سے آگاہ نہیں ہیں۔

بدقسمتی سے تارکین وطن کے ساتھ مقامی ،سماجی اور سیاسی ایشوز پر تبادلہ خیال کے دوران سعودی معاشرے کے منفی پہلو ہی ہمیشہ موضوع گفتگو رہے ہیں۔ان کی جانب سے اٹھائے گئے بعض نکات بالکل درست ہیں۔ہمیں معاشرے کے طور پر ایک وسطی کردار سامنا لانا چاہیے۔تاہم بہت سے تارکین وطن اس بات کو سمجھنے سے قاصر رہے ہیں کہ ایک سعودی اپنی فطرت کے اعتبار سے دینے والا اور دوسروں کا خیال رکھنے والا ہوتا ہے۔

خیرات اور عطیات دینا اسلامی روایت کا حصہ ہے۔ہمارے درمیان بہت سے ایسے مرد وخواتین موجود ہیں جو معاشرے کے گم نام ہیرو ہیں۔وہ دنیا میں بہت سے لوگوں کے مقابلے میں بہت زیادہ انسانیت پسند اور دوسروں کا خیال رکھنے والے ہیں۔یہ لوگ ہمارے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

درمیان ہی رہتے ہیں لیکن ان کے اچھے کاموں کے بارے میں کوئی بھی نہیں جانتا۔ مجھے ایسے بہت سے زبردست لوگوں سے ملنے کا اتفاق ہوا ہے۔ وہ گراں قدر عطیات دیتے ہیں لیکن اپنی نمود و نمائش چاہتے ہیں اور نہ عوام کی نظروں میں آنا چاہتے ہیں۔

مجھے سعودی ایئرلائنز کے ایک کپتان سے ملاقات یاد ہے۔ وہ جب پرواز کے لیے نہیں جاتے تھے تو پھر وہ ایک شہر سے دوسرے شہر چلے جاتے اور نوجوان لڑکوں کو ٹینس کھیلنا سکھاتے تھے۔ ان کا یہ مشغلہ تھا کہ وہ جدہ کے کورٹس سے استعمال شدہ ٹینس بال اکٹھے کرتے تھے۔ وہ خراب ریکٹس کو مرمت کرتے اور ان کے ذریعے نوجوانوں کو ٹینس کھیلنے کی تربیت دیتے تھے اور ان میں نظم و ضبط پیدا کرتے تھے۔

مجھے کالج کی نوجوان خواتین کے ایک گروپ سے بھی متعارف کرایا گیا۔ وہ مریضوں اور ضعیف العمر افراد کے پاس جاتی اور ان کی ضروریات کا خیال رکھتی تھیں۔ انھیں امید اور دلاسا دلاتی تھیں۔ ایک اور سعودی نے ایک ایسا مرکز قائم کیا تھا جہاں تارکین وطن کے معذوریوں کا شکار بچوں کا علاج کیا جاتا تھا اور ان کا خیال رکھا جاتا تھا۔ ان صاحب نے ہاتھ میں کشکول لے کر یہ کام شروع کیا تھا لیکن پھر وہ ایک پائیدار نظام ترتیب دینے میں کامیاب ہوگئے۔ جی ہاں! انھوں نے تارکین وطن کا خیال رکھا اور اسی طرح دوسرے سعودیوں نے بھی تارکین وطن کے لیے رضا کارانہ منصوبے شروع کر رکھے ہیں۔

خوشیوں کی تشہیر اور پھر وہ سعودی ہیں جنھوں نے ایک فرق پیدا کرنے کی کوشش کی ہے اور بلا امتیاز ضرورت مند لوگوں کے معیار زندگی کو بلند کیا ہے۔ حائل اور قصیم میں مجھے لوگوں کے ایک گروپ سے ملاقات کا موقع ملا۔ انھیں سورج کی تپش میں کام کرنے والے مزدوروں کے تحفظ کے حوالے سے تشویش لاحق تھی۔ انھوں نے گلیوں اور بازاروں کی صفائی کا کام کرنے والوں کے لیے بھی گہری ہمدردی کا اظہار کیا۔

اگر ہم بیرونی چہرے کو کھرچیں تو ہمیں اپنے درمیان ایسے بہت سے مرد و خواتین مل جائیں گے جن کے اقدامات، حوصلے اور عزم کی وجہ سے خوشیاں پھیل رہی ہیں۔ وہ کم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مراعات یافتہ لوگوں کے لیے ہمدردی رکھتے ہیں اور اس کو ایک مؤثر عملی خدمت میں تبدیل کرنا چاہتے ہیں۔

بیوروکریسی اور ڈھلتی عمر ایسی رکاوٹیں ہیں جن سے بہت سے لوگوں کو مایوسی کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور ان کی معاشرے کی خدمت کے لیے کوئی کردار ادا کرنے میں بھی حوصلہ شکنی ہوتی ہے۔تاہم ایسے بہت سے لوگ موجود ہیں جنھوں نے افسرشاہی کی رکاوٹوں پر قابو پانے کے لیے اضافی کوششیں کیں اور دوسروں کی خدمات کے لیے پرعزم رہے ہیں۔وہ معاشرے میں تبدیلی لانے کے علمبردار اور رول ماڈل ہیں۔وہ سعودی نوجوانوں کی نئی نسل کے لیے بھی مثال کی حیثیت رکھتے ہیں۔

آج بہت سے سعودی نوجوان موجود ہیں جو یہ محسوس کرتے ہیں کہ انھیں بھی دوسروں کی مدد کے لیے کچھ کرنا چاہیے۔وہ بڑی خاموشی اور لگن سے کام کر رہے ہیں اور اس کا صلہ صرف یہ چاہتے ہیں کہ اس سے دوسروں کی زندگیوں میں کوئی تبدیلی رونما ہونی چاہیے۔ یہ وہ سعودی ہیں جنھیں بہت سے لوگ نہیں جانتے ہیں۔ہم انھیں سلام (سلیوٹ) پیش کرتے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امامِ کعبہ کا فکر انگیز خطاب

27 اپریل 2015

انور غازی

''اسلام میں تعصب اور منافرت کی کوئی گنجائش نہیں۔ بعض لوگ تشدد کے ذریعے دینِ اسلام کے تشخص کو مسخ کر رہے ہیں۔ اسلام دشمن قوتیں دینِ اسلام کو متشدد مذہب کے طور پر پیش کرتی ہیں، حالانکہ اسلام رحمت اور درگزر کا دین ہے جو کسی کو زبردستی دینِ اسلام میں داخل ہونے پر مجبور نہیں کرتا۔ معیشت سمیت تمام معاملات میں قرآن وسنت سے راہنمائی لی جائے۔ اسلام میں دہشت گردی کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ مسلمان اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑے رکھیں۔ تفرقے میں نہ پڑیں۔ ایک دوسرے کو معاف کرنا سیکھیں۔'' یہ الفاظ امام کعبہ جناب شیخ خالد الغامدی کے ہیں جو انھوں نے لاہور میں خطب جمعہ میں کہے۔ مغرب کی طرف سے اسلام پر جو اعتراضات کئے جاتے ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ اسلام اپنے پیروکاروں کو تشدد پر اکساتا ہے۔ اسلام تلوار کے زور پر پھیلا ہے اور جہادی نظریہ اس کی واضح علامت ہے۔

جبکہ ایسا بالکل نہیں ہے، یہ تاریخ مسخ کرنے والے اعتراضات ہیں۔ اگر آپ اسلام کی تاریخ پر سرسری سی نظر بھی ڈالیں تو احساس ہوگا کہ آغاز ہی سے اسلام کی روشنی دنیا کے کونے کونے میں پھیلنا شروع ہوئی۔ پھر موجودہ مشرقِ وسطٰی سے لے کر یورپ، افریقہ اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سینٹرل ایشیا تک مسلمان سلطنتیں قائم ہوئیں۔ اگر ہر طرف اسلام کا ڈنکا بجنے لگا تو اس عروج میں بنیادی عنصر مسلمان کا اپنا کردار تھا۔ مسلمان جہاں جہاں گئے وہاں اپنے ساتھ سچائی، احترام انسانیت، ایمان داری، انصاف، مساوات، حیا، محبت، فراخدلی اور خداترسی کا پیغام لے کر گئے۔ مسلمانوں کی تاریخ یہ ہے کہ وہ جہاں کہیں گئے چند صدیوں میں اکثریت بن گئے۔ انھوں نے اپنے مثالی قول وعمل اور کردار سے دوسروں کو بھی متاثر کیا۔ آپ نے سو سے زیادہ جنگیں لڑی ہیں، لیکن ان 100 سے زائد جنگوں میں مسلمانوں اور کفار کے صرف ایک ہزار 18 افراد قتل ہوئے۔

1492ء میں اسپین میں اسلامی حکومت ختم ہوئی۔ ساڑھے تین لاکھ مسلمانوں کو مذہبی عدالت میں پیش کیا گیا۔ ان میں تقریباً 30 ہزار کو سزائے موت ملی اور 12000 کو زندہ جلادیا گیا۔ جنگِ عظیم اول میں دو کروڑ اور جنگِ عظیم دوم میں 5 کروڑ سے زائد انسان تہ تیغ ہوئے۔ 1945ء میں جاپان کے دو شہروں ''ہیروشیما اور ناگاساکی'' پر امریکہ نے انسانی تاریخ میں پہلی مرتبہ ایٹم بم گرائے۔ اس بربریت سے چشم زدن میں دو لاکھ افراد پانی کے بلبلے کی طرح پگھل کر رہ گئے۔ کوئی چرند پرند نہیں بچا تھا۔ جو لوگ بچ گئے تھے وہ زندہ درگور تھے۔ 2001ء کے بعد افغانستان میں 6 لاکھ اور 2003ء کے بعد سے عراق میں 12 لاکھ عراقیوں کو بے دردی سے مارا جاچکا ہے، جبکہ اسلامی تاریخ میں کبھی ایسا نہیں ہوا۔ مسلمانوں نے جب بھی علاقے فتح کیے، وہاں کے لوگوں خصوصاً خواتین، بوڑھوں اور بچوں کو ہر قسم کا تحفظ فراہم کیا۔ جیسا کہ میں نے عرض کیا اسلام درگزر کا درس دیتا ہے چنانچہ فتح مکہ کے موقع پر آپ ﷺ نے اعلان کیا تھا: آج سب کو معاف کردیا گیا ہے۔

اپنی جان کے پیاسوں تک کو معاف کردیا۔ ہندہ، جس نے آپ کے چچا حضرت امیر حمزہ کا کلیجہ چبایا تھا، آپ نے اس کو بھی معاف کردیا۔ وحشی جس نے حضرت امیر حمزہ کو بے دردی سے قتل کیا تھا، آپ نے اس کو بھی معاف کرنے کے بعد صرف اتنا کہا: ''میرے سامنے نہ آنا کیونکہ مجھے میرے چچا یاد آجاتے ہیں۔'' یہ اسلام ہی تو ہے جس نے غیروں کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی حفاظت کا نہ صرف حکم دیا بلکہ عمل کر کے بھی دکھایا۔ فارس جب فتح ہوا تو بادشاہ نوشیروان کی بیٹی بھی مالِ غنیمت کے ساتھ گرفتار کر کے لائی گئی۔ اسے جب دربارِ نبوی میں پیش کیا گیا تو ان کے سر پر ڈوپٹہ نہیں تھا۔ آپ نے حکم دیا: ان کے سر پر ڈوپٹہ رکھا جائے۔ عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! یہ تو مسلمان نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا: ''بیٹی تو بیٹی ہوتی ہے خواہ کسی کی بھی ہو۔'' انسان تو انسان حیوانوں کے ساتھ بھی اسلام نے اعلیٰ برتاؤ کیا۔ وہ واقعہ تو سب کو یاد ہوگا ایک اونٹ نے آپ کے قدموں میں سر رکھ کر اپنے مالک کی شکایت کی۔ آپ نے فرمایا: ''اس کا مالک اس سے کام زیادہ لیتا ہے اور اسے گھاس کم دیتا ہے۔ اسکے بعد آپ نے جانوروں کے حقوق بھی بیان فرمائے۔ مغرب میں جمہوریت کے بڑے دعوے کئیجاتے ہیں مگر سوچنے کی بات یہ ہے کہ جمہوریت اور شورائیت بھی تو اسلام کی عطا کردہ ہے۔

اس کے ذریعے تو مسلمانوں کے خلیفہ کا انتخاب کیا گیا تھا۔ یہی تو قرآن کا حکم ہے اسلام ہی نے ''مجلسِ شوریٰ'' (پارلیمنٹ) کا حکم دیا۔ جس کو اندازِ حکمرانی اسلام اور مسلمانوں نے سکھائی آج وہ ہی اسلام اور مسلمانوں کو غیر مہذب، شدت پسند، دہشت گرد کہہ رہے ہیں۔ امریکہ اور یورپ نے تو کل ترقی کی ہے۔ اسکی ترقی کے جو اسباب ہیں، وہ ہیں جو اسلام نے عطا کیے۔ تعلیم، انصاف، شورائیت، مساوات، جدید ٹیکنالوجی کا حصول، محنت ومشقت، غریب پروری، عدل۔ یہ سب وہ احکام ہیں جن پر عمل کر کے مغرب نے ترقی کی ہے۔ جدید علوم جن کی وجہ سے مغرب اوجِ ثریا پر پہنچا ہے۔ ان میں سے اکثر کی بنیادوں میں مسلمان ہی ہیں۔ بوعلی سینا، ابوریحان البیرونی، موسیٰ الخوارزمی، الفارابی، یعقوب الکندی، ابن الہیثم، ابن خلدون، ضیاء الدین ابن بیطار اور حکم عمر خیام جیسے بیسیوں مسلمان ہیں جنھوں نے جدید علوم روشناس کرائے۔

طب وصحت ہو یا سائنس، ریاضی ہو یا فلکیات ہر جگہ مسلمان ہی نظر آتے ہیں۔ مغرب کو اندازِ جہاں بانی، صحرانشیں اور سادہ منش مسلمانوں ہی نے تو سکھائے ہیں۔ مسلمانوں کا حکمراں رعایا کی خبر گیری کے لیے راتوں گلیوں میں چکر لگایا کرتا تھا۔ اپنی کمر پر سامان لادکر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غریبوں کے گھر پہنچاتا تھا۔ حضرت عمر نے کہا تھا: ''اگر دریائے فرات کے کنارے بھوکا پیاسا بکری کا بچہ بھی مرجاتا ہے تو اس کا ذمہ دار میں ہوں۔'' رسول اکرم ﷺ نے اُمت کو ایک جسم قرار دیا ہے اور فرمایا ہے جسم کے کسی بھی حصے میں تکلیف ہو اس کا درد پورا جسم محسوس کرتا ہے۔ اُمت کے اس تصور کو مسلمانوں نے جس طرح جذب کیا ہے اس کی مثال نہیں ملتی۔ اُمت کے اس تصور سے مزاج میں ایک آفاقیت اور ایک بین الاقوامیت پیدا ہوتی ہے۔ مذہبی رواداری کا فروغ اور تمام مذاہب کا احترام ہونا چاہیے اور یہ بات بھی مدِ نظر رہنی چاہیے کہ اسلام برحق مذہب ہے اور تا قیامت یہی رہیگا۔ اسلام کا مبینہ دہشت گردی سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ نہ ہی اسلام صرف تلوار اور طاقت کے زور پر پھیلا ہے۔

ہاں! اس بات پر اسلام اور مغرب سب متفق ہیں جو اعلیٰ انسانی اقدار اور روایات معاشرے کے لیے مفید ہوں اور اسے فلاح ونجات کی طرف لے جاتی ہوں اس کے لیے طاقت کے استعمال کی ضرورت ہے اور اسکے جواز پر کسی کا کوئی اختلاف نہیں، البتہ اعلیٰ انسانی اقدار کے تعین میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اسلام ہی دیگر مذاہب میں سے ایک ایسا مذہب ہے جو تمام فطری، معاشرتی اور سماجی تقاضوں کو کماحقہ پورا کرتا ہے۔ اسی کی طرف امام کعبہ نے اپنے اس خطبے میں اشارہ کیا ہے۔ امام کعبہ نے اپنے اس خطبے میں مسلمانوں کو مخاطب کرکے کہا ہے کہ وہ تفرقے میں نہ پڑیں۔ کاش! مسلم دنیا امام کعبہ کی آواز سنے اور اس پر لبیک کہے، کیونکہ آج جو مسلمان پستی اور ذلت کا شکار ہیں اس کی ایک بڑی وجہ مسلمانوں کا آپس کے اختلافات ہی ہیں۔ عالم اسلام کے 58 مما لک اور اس کے حکمرانوں میں اتحاد نہ ہونے کے برابر ہے۔ کسی بھی ملک کی سیاسی جماعتیں ایک دوسرے کی حریف ہیں۔ حزبِ اقتدار اور اختلاف میں ذاتی دشمنیاں اور عناد ہیں۔ دینی اور مذہبی جماعتوں، اداروں اور رہنماؤں میں اتنا اختلاف ہے کہ ایک دوسرے کو منافق، ملحد اور ایجنٹ ہونے کے القاب سے نوازتے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صوبائیت، لسانیت، قومیت اور وطنیت کے جھگڑے ہیں۔ مسلمان مسلمان کا ہی گلا کاٹ رہا ہے۔ مسلمان ملکوں میں اپنے ہی مسلمان بھائیوں پر حملے ہو رہے ہیں۔ ایک اللہ، ایک نبی اور ایک قرآن کے ماننے والے ایک دوسرے کے جانی اور ازلی دشمن معلوم ہوتے ہیں۔ اسلامی تعلیمات میں سب سے زیادہ زور اتفاق واتحاد پر دیا گیا ہے۔ آپس میں محبت، اخوت، بھائی چارہ، ایمان، اتحاد اور یقین مسلمانوں کا موٹو ہے۔ آپ ﷺ نے حج الوداع میں حکم فرمایا تھا: ''دیکھو! باہمی اختلافات میں نہ پڑنا۔'' قرآن میں ہے: ''اختلاف ہرگز ہرگز نہ کرو۔'' تاریخ اُٹھا کر دیکھیں اختلاف ہی کی وجہ سے بڑے نقصانات اُٹھانا پڑے ہیں۔ اختلافات ہی کی وجہ سے مسلمان ممالک تنزلی کا شکار ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یمن کی خانہ جنگی میں امریکی این جی اوز کا کردار

ابو عبداللہ

3 اپریل 2015

مشرق وسطیٰ میں عرب بہار کے بعد جب شخصی آمریتوں کا خاتمہ ہونا شروع ہوا تو یہ بات امریکہ اور اسرائیل کی توقعات اور انٹیلی جنس رپورٹس کے بالکل برعکس تھی۔ کیونکہ عوامی بیداری کے نتیجے میں انقلابی حکومتوں کا قیام خطے میں امریکی بالادستی کے حصول میں رکاوٹ تھا۔ اس لئے تیونس سے شروع ہونے والے انقلاب نے جس ملک کا بھی رخ کیا وہاں امریکی این جی اوز نے اپنی مرضی کے نتائج حاصل کرنے کے لئے انقلابی نوجوانوں کو فکری طور پر یرغمال بنایا۔ شام، عراق، لیبیا، تیونس اور مصر کے بعد امریکہ نے اپنی گریٹ گیم کو تکمیل تک پہنچانے کیلئے یمن کا رخ کیا ہے، جہاں خطے میں حکومتوں کی تبدیلی نامی منصوبے کا دوسرا حصہ شروع ہو چکا ہے اور وہ ہے یمن کو قوم پرستی اور فرقہ وارانہ فسادات میں الجھا کر دو ملکوں میں تقسیم کرنا۔ 2011ء میں جب یمنی انقلاب ناکام ہو گیا تو امریکہ نے ایک جانب تو حوثیوں کو در پردہ مالی معاونت فراہم کرنا شروع کر دی تو دوسری جانب جنوبی یمن کی علیحدگی کی تحریک کو ہوا دینا شروع کر دی اور اب حالات اس نہج پر پہنچ چکے ہیں کہ سعودی عرب نے ان سازشوں کو بھانپتے ہوئے حوثی باغیوں کی سرکوبی کیلئے آپریشن شروع کر دیا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امریکی سفارتخانہ نے یو ایس ایڈ پروگرام کے تحت 2005ء میں 7لاکھ ڈالر یمن میں نوجوان قیادت کی تلاش میں ورکشاپس پر خرچ کیے۔ ان ورکشاپس میں شریک خواتین نے آگے چل کر 2007ء میں ہفتہ وار حکومت مخالف احتجاجی مظاہرے شروع کر دیئے۔ اسی طرح یمن مرکز برائے حقوق انسانی علوم کو یورپی یونین اور امریکہ نے ایک سروے منعقد کرانے کیلئے ایک لاکھ 93ہزار ڈالر ڈالر عطیہ کیے جس نے جنوری 2010ء میں سروے رپورٹ پیش کی کہ 70فیصد حوثی جنوبی یمن کے شہریوں کے ساتھ نہیں رہنا چاہتے جبکہ اس کے بعد یو ایس ایڈ نے مئی 2010ء میں یمن میں اپنا سب سے بڑا پراجیکٹ شروع کیا جس کا نام ریسپانسو گورننس پراجیکٹ رکھا۔ اس پراجیکٹ کیلئے 43ملین ڈالر مختص کیے گئے۔ اس رقم سے یمنی نوجوان کو جو بنیادی طور پر مذہبی رجحان رکھتے تھے، ان کو مغربی طرز زندگی اور سوشل میڈیا ٹریننگ ورکشاپس میں قومی مسائل اجاگر کرنے کے نام پر احتجاجی تحریکیں منظم کرنے کی ٹریننگ دی گئی۔ اس سے اگلے مرحلے میں یو ایس ایڈ نے 3.58 ملین ڈالر سے یمنی نوجوانوں کو حکومت مخالف احتجاجی مظاہروں اور بغاوت کے دوان ہنگامی صورتحال سے نمٹنے کیلئے فرسٹ ایڈ، ذاتی دفاع، مظاہروں کی تصاویر، خطاطی اور میڈیا مہارتوں کی تربیت دی۔ یہ ورکشاپس عدن شہر میں منعقد کی گئیں۔ ان لبرل نوجوانوں کو امریکہ نے انقلاب 2011ء میں سنی گروپوں کے خلاف مسلح کارروائیوں میں استعمال کیا۔ امریکی کانگریس کے بقول یہ لبرل لوگ یمن کو سنی اسلام پسندوں اور القاعدہ کے ہاتھوں میں جانے سے روکنے کیلئے کھڑے کیے گئے تھے لیکن وہی امریکی ایجنٹ جو یمن میں مغربی جمہوریت کے نام پر اسلام پسندوں کے خلاف مسلح جدوجہد کر رہے تھے انہوں نے 21 ستمبر 2014ء کو صنعا شہر میں حوثی باغیوں کو خوش آمدید کہا اور شہر پر قبضہ کرنے میں مدد بھی فراہم کی۔ یوں اس صورتحال کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ حوثی باغیوں کے طرز عمل اور حرمین الشریفین پر حملے کی دھمکیوں کے بعد جنوبی یمن کے نوجوان ''جنوبی عرب ریاست'' کے قیام کیلئے متحرک ہو چکے ہیں تاکہ پورے یمن کو امریکہ و اسرائیل نواز حوثی باغیوں کے قبضے میں جانے سے روکا جائے۔ یوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ امریکی این جی اوز نے ایک پرامن ملک کو خانہ جنگی اور فرقہ وارانہ نسل پرستانہ اختلافات کی نذر کر دیا ہے جس سے پورے عالم اسلام کا امن خطرے میں پڑ چکا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یمن میں حالیہ خانہ جنگی کی مختصر تاریخ

صفی اللہ

3 اپریل 2015

حکومت یمن اور حوثی قبائل کے درمیان مسلح لڑائی 2004ء سے جاری ہے۔ واضح رہے کہ یہ لڑائی اس وقت شروع ہوئی جب یمن میں حقوق انسانی کے نام پر کام کرنے والی مغربی این جی اوز نے اپنے پنجے جما کر سعودی عرب سے ملحقہ علاقوں میں فرقہ ورانہ اختلافات کو ہوا دینا شروع کیا۔ اس خانہ جنگی میں اب تک ہزاروں لوگ مارے جا چکے ہیں۔ یمن کی کل آبادی اڑھائی کروڑ سے کچھ متجاوز ہے جس میں صرف 35 فیصد آبادی حوثی زیدی اور اسماعیلی مکتبہ فکر سے تعلق رکھنے والے افراد پر مشتمل ہے جبکہ 65 فیصد آبادی سنی قبائل پر مشتمل ہے، حوثی قبائل کو امریکہ اور ایران کی در پردہ حمایت حاصل ہے۔

27 جنوری 2011ء: امریکی این جی اوز کی شہ پر عرب بہار سے متاثر چند ہزار نوجوانوں نے یمن کے دارالحکومت صنعا میں اس وقت کے صدر علی عبداللہ صالح کے خلاف احتجاجی مظاہرے میں استعفیٰ کا مطالبہ کیا جس کے بعد جھڑپوں کا سلسلہ شروع ہوا۔ ذرائع کے مطابق ان جھڑپوں میں 2 ہزار کے قریب لوگ مارے گئے۔

3 جون 2011ء: یمنی صدر علی عبداللہ صالح پر مسجد میں قاتلانہ حملہ کیا گیا جس میں وہ شدید زخمی ہوئے اور علاج کیلئے انہیں سعودی عرب منتقل کیا گیا جہاں سے وہ ستمبر 2013ء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں صحت یاب ہو کر یمن لوٹے۔

23 نومبر 2011ء: خلیج تعاون کونسل کے تعاون سے یمنی صدر علی عبداللہ صالح نے اپنے خلاف مقدمات نہ چلانے کی ضمانت پر اقتدار کی نائب صدر منصور ہادی کو منتقلی کے معاہدے پر دستخط کیے۔

22 فروری 2012ء: نائب صدر منصور ہادی قبل از مدت انتخابات میں کامیابی حاصل کر کے یمن کے باضابطہ صدر منتخب ہو گئے۔

14 اگست 2012ء: امریکہ و ایران نواز حوثی قبائلیوں نے حکومت مخالف مظاہروں کا آغاز کرتے ہوئے منتخب حکومت کی تحلیل کا مطالبہ کر دیا۔

21 ستمبر 2014ء: یمنی وزیراعظم نے دارالحکومت صنعا میں جاری حکومت مخالف مظاہروں کے پیش نظر استعفیٰ دیدیا۔

23 ستمبر 2014ء: حوثی باغیوں نے دارالحکومت صنعا کا کنٹرول سنبھالنے کا دعویٰ کیا۔

7 اکتوبر 2014ء: یمن کے صدر منصور ہادی نے انتظامی سربراہ احمد عود بن مبارک کو ملک کا وزیراعظم نامزد کیا جسے حوثی باغیوں نے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور مظاہرے شروع کر دیئے۔

9 اکتوبر 2014ء: یمن کے وزیراعظم احمد عود بن مبارک نے صدر منصور ہادی سے اپنا استعفیٰ قبول کرنے کی درخواست کی۔

7 نومبر 2014ء: صدر منصور ہادی نے قومی حکومت تشکیل دیتے ہوئے خالد محفوظ بحاح کو وزیراعظم نامزد کر دیا۔

20 جنوری 2015ء: حوثی باغیوں نے صدر منصور ہادی اور ان کے وزراء کو صنعا میں صدارتی محل میں نظر بند کر دیا۔

22 جنوری 2015ء: باغیوں کے مطالبے پر یمنی صدر اور حکومت نے مستعفی ہونے کا اعلان کر دیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

6 فروری 2015ء: باغیوں نے ملک کی پارلیمنٹ کو تحلیل کرتے ہوئے صدارتی کونسل کے قیام کا اعلان کر دیا۔

21 فروری 2015ء: یمنی صدر منصور ہادی نے صنعا میں صدارتی محل چھوڑ کر جنوبی یمن کے شہر عدن میں پناہ لے لی۔

25 مارچ 2015ء: حوثی باغیوں کی عدن شہر پر لشکر کشی کے بعد یمنی صدر منصور ہادی نے ملک چھوڑ دیا۔

26 مارچ 2015ء: سعودی عرب نے خلیجی ریاستوں اور اتحادیوں کی مدد سے یمن کی قانونی اور جائز حکومت کے خلاف حوثی باغیوں کی بغاوت روکنے کیلئے فوجی آپریشن کا آغاز کر دیا۔

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلمانوں کا نصب العین
الحرمین...... الحرمین

بشریٰ امیر
17 اپریل 2015

اللہ کی مہمان بننے سے پہلے میں نے دو پروگرام کیے۔ ایک پروگرام اپنے گھر میں اور دوسرا پروگرام مسجد توحید گلشن داؤد میں۔ موضوع حالات حاضرہ کے حوالے سے حرمین شریفین رہا۔ روحانی مراکز کی عزت وعظمت کے حوالے سے احادیث بیان کیں تو سامعات کی طلب تڑپ میں بدل گئی۔ مکہ اور مدینہ کی محبت سے دل لبریز ہو گیا۔ محبت کیوں نہ جاگے۔ دل کیوں نہ تڑپے۔ الحرمین کا شوق دیدار کیوں نہ بیدار ہو۔ وہ توحید کے سمندر میں غوطے کیوں نہ مارے۔ کیونکہ تمام انسانیت کے لیے رحمۃ للعالمین ﷺ ان مقدس مقامات پر اللہ کے رنگ بکھیرتے رہے۔ اپنے قول وفعل اور عمل کی تصاویر آویزاں کرتے رہے۔ پھولوں کی پنکھڑیوں جیسے لب ہلا کر فضاؤں میں ترنم بھرتے رہے۔ پھر کیوں نہ مسلمان ان فضاؤں کا رخ کریں جن مقدس راہوں اور فضاؤں پر، مکی اور مدنی حرمین پر اللہ کے نوری فرشتے مقرر ہیں۔ حرمین کی فضاؤں کا دفاع کر رہے ہیں۔ ایک مومن کو مکہ کیوں نہ محبوب ہو کہ پیارے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی مکہ بہت محبوب تھا۔ اس لیے بھی کہ آپ ﷺ کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائے پیدائش بھی تھی اور اللہ کے گھر کی جاذبیت اور کشش بھی اور پھر جدامجد حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا بھی کہ لوگوں کے دل اس طرف کھنچے چلے آئیں، مکہ کی عزت و حرمت کی وجہ ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ: ''اے لوگو! اس حقیقت میں ذرہ برابر شک نہیں کہ اللہ نے مکہ شہر کو اسی دن عزت و حرمت والا بنا دیا تھا جس دن اللہ نے کائنات کو پیدا فرمایا تھا اور اب یہ قیامت کے دن تک عزت و حرمت والا رہے گا (ابن ماجہ)۔

جی ہاں! اس لیے میرے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جب مکہ چھوڑنے پر مجبور کر دیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ چھوڑتے ہوئے فرما رہے تھے: ''اے مکہ! میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اللہ کے ہاں جو تیرا مقام ہے وہ تمام زمین سے بہترین جگہ کا ہے۔ اگر میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تجھ سے نکالا نہ جاتا تو میں کبھی تجھے چھوڑ کر نہ جاتا۔'' (مستدرک حاکم)

خود ہی سوچو! جب مسلمانوں کے جان سے پیارے رہبر و رہنما مکہ سے اس قدر محبت کرتے ہیں تو ان کے ماننے والے کیوں نہ مکہ کے والہ و شیدا ہوں، کیوں نہ مسلمانوں کے دل حرم مکی کی محبت سے لبریز ہوں۔ مسلمانوں کے پیر و مرشد یثرب کی طرف جاتے ہیں تو وہ مدینہ ہو کر منورہ و مشرفہ بن جاتا ہے۔ طیبہ اور طابہ کے پاکیزہ لفظوں سے نوازا جاتا ہے۔ مدینہ میں قرآن ہی قرآن ہے۔ قرآن سنا جا رہا ہے۔ قرآن پڑھا جا رہا ہے۔ قرآن کو عملی نمونہ بنایا جا رہا ہے۔ قرآن سینوں میں اتارا جا رہا ہے۔ آپ نے مدینہ کو اسلام کا گنبد قرار دیا۔ مدینہ کو دارالایمان اور دارالہجرت قرار دیا۔ مدینہ کو مکہ کے حرم کی طرح حرم قرار دیا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مدینہ تو بلاشبہ پاکیزہ شہر ہے۔ یہ گناہوں کو ایسے فنا کر دیتا ہے جیسے آگ چاندی کی میل کچیل کو فنا کر دیتی ہے۔ (بخاری)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی: اے اللہ ہم مدینہ کے باسیوں کے لیے ہمارے پھلوں میں اور ہمارے مدینے میں برکت عطا فرما۔ (مسلم)

جی ہاں! پھر ایک پروانہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا دل مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت پر کیوں نہ فدا ہو، مدینہ کو دیکھنے کے شوق میں کیوں نہ تڑپے، مدینے کی محبت اور وہاں جانے کی لگن تو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انسان ہی نہیں جانوروں تک کو بھی ہے۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ انصار کی ایک عورت مشرکوں کے ہاتھ لگ گئی اور قید کر لی گئی۔ حضور ﷺ کی ایک اونٹنی جس کا نام ''عضباء'' تھا، وہ پہلے ہی ان لوگوں کے ہاتھ لگ چکی تھی...... ایک دن ایسا ہوا کہ ثقیف قبیلے کے لوگ جو مشرک تھے، اپنے جانوروں کی خدمت وغیرہ سے فارغ ہو کر گھر جا چکے تھے۔ انصاری خاتون کہتی ہیں کہ میں نے رات کو یہاں سے بھاگنے کا فیصلہ کر لیا۔ جب میں تھکنے لگی تو سواری کے لیے جس اونٹ کے پاس بھی آتی وہ خوفناک آواز نکالتا۔ میں جھٹ سے پیچھے ہٹ جاتی۔ آخر کار میں ایک اونٹنی کے پاس آئی جس کا نام ''عضباء'' تھا۔ اس کے قریب ہوئی تو اس نے کوئی آواز نہ نکالی اور وہ شوق و شرافت کے ساتھ تیار ہو گئی۔ چنانچہ میں اس پر بیٹھی اور مخصوص آواز نکالی جس سے وہ چل پڑے۔ چنانچہ وہ اونٹنی چل پڑی۔ بعد میں مشرکوں کو خبر ہو گئی تو انھوں نے میرا تعاقب شروع کر دیا، لیکن عضباء اس قدر دوڑی کہ مشرکوں کو تھکا کر بے بس کر دیا اور ''عضباء'' مدینہ منورہ پہنچ گئی۔ (مسلم)

اللہ اکبر! پیارے رسول ﷺ اور مدینے سے اونٹنی کی محبت نے تو مدینۃ الرسول ﷺ کی محبت دوچند کر دی۔ دل میں دید کی جوت جگا دی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ سے بے حد پیار تھا۔ اس لیے پیار تھا کہ وہ اللہ کے رسول ﷺ کا شہر تھا۔ حضرت عمر دعا فرماتے تھے:

''اے اللہ مجھے اپنی راہ میں شہادت عطا فرما اور مجھے موت رسول ﷺ کے شہر میں عنایت کر۔ (بخاری) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی یہ دعا قبول ہوئی اور آپ اپنے حبیب کبریا حضرت محمد ﷺ کے پہلو میں آرام کر رہے ہیں۔

مدینۃ الرسول ﷺ میں انصار لوگوں کی محبت اور چاشنی پائی جاتی ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ ساتھ صحابیات رضی اللہ عنہن کی مدینے اور رسول ﷺ سے محبت کے انداز دیدنی ہیں۔ انصاری مدنی صحابیہ کی محبت کا انداز دیکھیے۔ حضرت جابر کہتے ہیں ایک عورت اللہ کے رسول ﷺ کے پاس آئی اور کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! اجازت دیجیے میں آپ کے لیے ایسی نشست گاہ تیار کروا دوں کہ آپ ﷺ اس پر تشریف فرما ہو کر خطبہ دیا کریں۔ میرا ایک

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غلام ترکھان ہے جو نشست گاہ تیار کردے گا۔ آپ ﷺ نے تین سیڑھیوں والا منبر تیار کرنے کو کہا اور یہ منبر ایسی جگہ پر رکھا گیا جسے ریاض الجنہ کہتے ہیں اور منبر پر کھڑے آپ ﷺ فرما رہے ہیں کہ میں اب بھی اپنی جگہ سے حوض کو دیکھ رہا ہوں یہ بھی فرمایا: میرا یہ منبر جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازے پر ہوگا۔ سبحان اللہ ایک انصاری صحابیہ کو منبر کی وجہ سے کیا شرف مل گیا۔

آیئے ایک اور نظارہ کرتے ہیں۔ حضرت انس بیان کرتے ہیں کہ مسجد نبوی کی چھت کھجور کے تنوں کی بنی تھی جب آپ ﷺ خطبہ دیتے تو ان تنوں میں سے ایک (ستون) تنے کے ساتھ کھڑے ہو جاتے۔ (بخاری)

حضرت جابر بتلاتے ہیں کہ جب جمعہ کا دن آیا تو اللہ کے رسول ﷺ ستون کے پاس سے گزر گئے اور منبر پر تشریف فرما ہو گئے تو کھجور کا تنا بچے کی طرح بلبلا کر رونے لگ گیا۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ تنا تو پھٹ پڑا اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔ حضور ﷺ منبر سے نیچے اترے، اس کے پاس آئے اور سینے سے چمٹا لیا۔ آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک تنے پر رکھا، محمد کریم ﷺ نے اپنا دست شفقت پھیرنا شروع کر دیا وہ تو اس بچے کی طرح ہچکیاں بھر بھر کر رونے لگ گیا جسے چپ کرایا جاتا ہے تو وہ ہٹکورے لیتا چپ کر جاتا ہے۔ یہ خشک تنا اس لیے رو رہا تھا کہ وہ اللہ کا ذکر سنا کرتا تھا جو اس کے پاس ہوا کرتا تھا۔ رسول کریم ﷺ نے اس تنے کی گہری محبت کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا: اگر میں اسے سینے سے لگا کر چپ نہ کراتا تو یہ قیامت تک ہٹکورے بھر بھر کر روتا رہتا۔ جب مسجد نبوی کو نئے سرے سے بنایا گیا تو حضرت ابی بن کعب اسے اپنے گھر لے گئے اسے دیمک لگ گئی اور وہ مٹی میں مل کر مٹی ہو گیا۔

قارئین! دنیا فانی ہے ہم بھی ایک دن مٹی میں مل کر مٹی ہو جائیں گے۔ روح باقی رہ جائے گی اور روح کی پاکیزگی رسول ﷺ کے دامن سے وابستگی سے ملے گی۔ رسول ﷺ کریم کے شہروں مکہ اور مدینہ کی محبت سے ملے گی۔ آج ہماری غیرت اس وقت تڑپ اٹھی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب حوثی باغی سعودی عرب کی طرف بڑھنے کے پروگرام بنا رہے ہیں۔ سعودی عرب کی سرحد کی طرف پیش قدمی کر کے الحرمین شریفین پر قبضے کے خواب دیکھنے لگے ہیں۔ یہودی ایجنڈے کی پشت پناہی کرتے ہوئے بیت المقدس کی طرح مکہ و مدینے پر قبضے کی سوچنے لگے تو سعودی عرب نے حرمین شریفین کے تحفظ کے لیے حوثی باغیوں کو مار بھگایا۔ عرب اتحاد ہو گیا۔ پاکستان سے اسلحہ وفوجی مدد مانگ لی گئی۔ الحمدللہ جماعۃ الدعوۃ نے پاسبان حرمین شریفین کے نام سے تحریک شروع کر کے ایمانی قوت کا مظاہرہ کیا اور یہودی ایجنڈے کو باور کرا دیا کہ مسلمانوں کے دو حرم ہیں۔ اگر ان کی طرف کسی نے میلی نظر سے بھی دیکھا تو اپنی جانیں فدا کر کے حرمین کا تحفظ کریں گے۔ ابابیلیں بن کر حرمین کا تحفظ کریں گے۔ حوثی، خارجی باغی یمن میں دہشت گردی کر رہے ہیں۔ فساد کر کے مسلمانوں کو مار رہے ہیں۔

یمن ملکہ بلقیس کا ملک ہے۔ وہ ملکہ جو سورج کی پرستش کرتی تھی۔ حضرت سلیمانؑ نے اسے توحید کی دعوت دی۔ ملکہ بلقیس سلیمانؑ کی بادشاہت سے ڈر گئی۔ ایک اللہ پر ایمان لے آئی۔ جنگ سے ڈر گئی۔ یمن کو امن و امان دیا گیا۔ آج ملکہ بلقیس کا یمن لہولہو ہے۔ شاہ سلمان میدان کا شیر ہے۔ یہ سب کیا دھرا حوثی باغیوں کا ہے۔ یمن میں بھی فساد ہے اور یہودی لابی کے پیچھے چلتے ہوئے سعودیہ کو بھی خطرے سے دوچار کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ نبی ﷺ کے فدائی مکہ کی حرمت کے شیدائی اور مدینۃ الرسول ﷺ کے جاں نثار ایسا کبھی نہیں ہونے دیں گے۔ سردھڑ کی بازی لگا کر حرمین شریفین کی حفاظت کریں گے۔

(ان شاء اللہ)

نوجوانوں کی طرف سے تیار کردہ ترانہ مجھے واٹس ایپ پر send کیا گیا۔ میں نے اسے پروگرام میں مائک پر لگایا تو سب خواتین جذبہ محبت سے سرشار ہو گئیں۔ ولولہ اور عزم جاگ گیا۔ ترانے کے بول تھے:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لہو کا قطرہ قطرہ اب بہا دیں گے قسم سے ہم
حرم پہ جان اپنی اب لٹا دیں گے قسم سے ہم

میرا دل بھی جذبہ محبت سے لبریز تھا۔ اس حرمین شریفین کے لیے جہاں سے اسلام کی شعاعیں پھوٹیں۔ جو میرے نبی کا دیس ہے۔ میرے منہ سے نعرہ نکلا:

میرا تیرا نصب العین، الحرمین، الحرمین۔

عمرہ کی ادائیگی کے لیے جا رہی ہوں عمرہ سے واپسی تک کے لیے اللہ حافظ۔ اے اللہ! حرمین اور اس کے گردو نواح کی حفاظت فرما۔ آبگینے کا مطالعہ کرنے والے میرے بھائیوں، بہنوں اور بیٹیوں کو بھی اپنے گھر کی زیارت کروا۔ (آمین)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تاریخ یہ سوال ضرور پوچھے گی!

13 اپریل 2015

نازیہ مصطفیٰ

سعودی عرب نے پاکستان سے یمن میں حوثی باغیوں کے خلاف جاری کارروائیوں میں برّی، بحری اور فضائی تعاون اور مدد فراہم کرنے کی درخواست کیا کی کہ پاکستان میں تو جیسے طوفان ہی آ گیا! سعودی عرب نے امداد مانگی تھی اور اڑسٹھ سالہ دوستی میں غالباً پہلی بار امداد مانگی تھی، لیکن اس کے جواب میں ہم نے ''قومی امنگوں کی ترجمان'' ایک پارلیمانی قرارداد منظور کرا کے عربوں کے ہاتھ میں تھما دی، اس قرارداد میں بڑے فخر سے کہا گیا کہ ''پاکستان کو یمن کے تنازعے میں اپنی غیر جانبداری برقرار رکھنی چاہیے، یمن میں جاری جنگ کی نوعیت فرقہ وارانہ نہیں تاہم اس کے فرقہ وارانہ تنازعے میں تبدیل ہونے کے امکانات موجود ہیں، جس کے پاکستان سمیت خطے میں سنگین نتائج مرتب ہو سکتے ہیں۔''

قرارداد میں یمن میں فوری جنگ بندی کے لیے اقوامِ متحدہ کی سلامتی کونسل اور او آئی سی سے کردار ادا کروانے کی خواہش کا اظہار بھی کیا گیا، پارلیمنٹ کے اس فیصلے کے بعد سعودی عرب نے تو صرف یہ کہا کہ ''پاکستان کے فوجی اتحاد کا حصہ نہ بننے کا فیصلہ حوثی باغیوں کے خلاف یمن میں جاری مہم پر اثر انداز نہیں ہوگا'' لیکن اس کے برعکس متحدہ عرب امارات کے وزیرِ خارجہ ڈاکٹر انور محمد قرقاش کے نام سے بنے ٹوئٹر اکاؤنٹ سے کیا گیا ایک

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سخت ٹویٹ بھی سامنے آیا۔ خلیج ٹائمز کے مطابق ڈاکٹر قرقاش نے ٹوئٹر پر اپنے بیان میں کہا کہ ''عرب خلیج اس وقت خطرناک جنگ میں ہے، اس کی اسٹریٹیجک سکیورٹی خطرے کے دہانے پر ہے اور اس وقت اس سچ کو واضح کرنا ہوگا کہ عرب دنیا کے اصل اتحادی کون ہیں جبکہ میڈیا اور بیانات کی حد تک رہنے والے اتحادی کون ہیں''؟ ڈاکٹر انور محمد قرقاش نے یہ بھی کہا کہ ''پاکستان کو خلیج تعاون کونسل کی چھ ریاستوں کے ساتھ اپنے اسٹریٹیجک تعلقات کے حق میں واضح موقف اختیار کرنا ہوگا، اس طرح کے اہم مسئلے پر متضاد اور مبہم آراء کی بھاری قیمت ادا کرنا پڑے گی۔''

اماراتی وزیر خارجہ کا یہ بھی کہنا تھا کہ یہ ایک کاہلی پر مبنی غیر جانبدارانہ موقف کے سوا کچھ نہیں۔'' انھوں نے یمن کے تنازع پر ترکی اور ایران کے موقف کو یکساں قرار دیتے ہوئے اس بیان کی مذمت کی جس میں ترکی کے وزیر خارجہ نے کہا تھا کہ مسئلے کے سیاسی حل کی ذمہ داری ترکی، ایران اور سعودی عرب کی ہے۔ ڈاکٹر قرقاش نے پاکستان کی ایران کے بارے میں پالیسی کے بارے میں کہا کہ ''لگتا ہے کہ اسلام آباد اور انقرہ کے لیے خلیجی ممالک کے بجائے تہران زیادہ اہم ہے، اگرچہ ہمارے معاشی اور سرمایہ کاری کے اثاثے ناگزیر ہیں لیکن اس اہم موقعے پر سیاسی حمایت موجود نہیں ہے، پاکستان اور ترکی کی مبہم اور متضاد رائے واضح ثبوت ہیں کہ لیبیا سے لے کر یمن تک کی ذمہ داری کسی دوسرے کی نہیں بلکہ عرب ریاستوں کی اپنی ذمہ داری ہے اور ہمسایہ ممالک کے لیے یہ بحران ایک اصل امتحان ہے۔'' متحدہ عرب امارات کے وزیر خارجہ کا ٹویٹ اصلی ہے یا جعلی، لیکن ایک واضح مایوسی کا اظہار ضرور ہے، کیونکہ ضرورت کے وقت مخلص دوست ہی یاد آتے ہیں اور دوست حمایت کے بجائے قراردادیں منظور کرانے پر لگ جائیں تو ظاہر ہے کہ مایوسی کے علاوہ اور باقی کیا رہ جاتا ہے؟ پارلیمانی قرارداد سے عرب ممالک کو مایوسی ہوئی ہے تو اِس میں اچنبھے کی کوئی بات اس لیے بھی نہیں کہ عرب دنیا کے ساتھ پاکستان کا صرف دینی اور روحانی رشتہ ہی نہیں ہے بلکہ چالیس لاکھ کے قریب پاکستانیوں کو روزگار فراہم کرنے کے سبب عرب دنیا کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ساتھ پاکستان کے ایسے اقتصادی اور معاشی روابط بھی قائم ہیں، جن سے صرفِ نظر نہیں کیا جاسکتا۔

متحدہ عرب امارات کے وزیر خارجہ کے ٹویٹ کو نظر انداز بھی کر دیں تو کیا ہمیں خود یہ نہیں سوچنا چاہیے کہ ہم کیا کر رہے ہیں؟ جب دوست ملک کی مدد کرنے کا وقت آیا تو ہم یکدم ''ضروری کام'' کے بہانے سے اِدھر اُدھر کھسکنے لگے، جب یہ ثابت کرنے کا وقت آیا کہ پاکستانی قوم احسان فراموش نہیں ہے تو ہمیں اچانک یاد آ گیا کہ یہ تو پرائی لڑائی ہے اور ہم بھلا اِس لڑائی میں کیوں کودیں؟ جب یہ بتانے کا وقت آیا کہ ہم واقعی دوستوں کے دوست ہیں اور پوری امہ کا درد ہمارے دِل میں ہے تو ہمیں یاد آ گیا کہ حق کے ساتھ کھڑے ہونے کے بجائے دوسرے علاقے میں جا کر کسی پھڈے میں ٹانگ نہیں اَڑانی چاہیے اور جب واشگاف الفاظ میں محسنوں تک یہ پیغام پہنچانے کی ضرورت پیش آئی کہ ''ہاں! ہم تمھارے ساتھ ہیں!'' تو قومی اسمبلی میں قرارداد پاس کر کے کہا گیا کہ ''نہیں! ہم اس لڑائی میں غیر جانبدار رہیں گے!'' یہ سب کچھ لکھنے کا مقصد ہرگز یہ نہیں کہ اِن کالموں میں کسی کو یمن جا کر جنگ شروع کرنے کی ترغیب دی جارہی۔ سعودی عرب کا ساتھ دینے کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ آپ کسی دوسرے ملک کے خلاف جارحیت کر رہے ہیں مطلب صرف یہ ہے کہ عرب دنیا کو باور کرایا جائے کہ ''ہاں، ہم تمھارے ساتھ ہیں!''۔ اور دوسری اہم بات یہ ہے کہ یمن کی صورتحال دو ممالک کے درمیان جنگ بھی ہرگز نہیں ہے۔

یمن میں پندرہ فیصد حوثی قبائل یمن کی منتخب حکومت کے خلاف اُٹھ کھڑے ہوئے اور باہر سے ملنے والی مسلح حمایت کی مدد سے یمن کی منتخب حکومت کو تختہ الٹ کر سعودی عرب کے لیے خطرہ بن گئے۔ یمن کے معاملے میں سعودی عرب کا ساتھ دینے کا مطلب یمن کے اسی فیصد غیر حوثی باشندوں کی مدد کرنا بھی تو ہے۔ ہم یہ نکتہ کیوں بھول گئے؟ پانچ روز تک قومی خزانے سے کروڑوں روپے خرچ کرنے کے بعد جو ''ہومیو پیتھک'' ٹائپ قرارداد منظور کرائی گئی، اس سے اِس مسئلے کا علاج ممکن نہیں۔ اپنی جانب سے تو یہ قرارداد پاس کر کے یہ سمجھا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گیا ہے کہ سانپ بھی مر گیا ہے اور لاٹھی بھی نہیں ٹوٹی۔ لیکن حقیقت اس کے برعکس ہے لیکن انھی کالموں میں پہلے بھی متعدد بار لکھا جاچکا ہے کہ خطے میں نئی گریٹ گیم شروع ہو چکی ہے، آپ اس لڑائی سے جتنا دور بھاگنے کی کوشش کریں گے، یہ لڑائی اتنا ہی آپ کو اپنی جانب کھینچے گی، ایسے میں محض قراردادیں منظور کرانے کا فائدہ؟

قارئین کرام! سوال تو یہ ہے کہ پاکستانی پارلیمنٹ نے یمن کی صورتحال پر جو کردار ادا کیا، کیا عوام کی آواز کہلانے والی پارلیمنٹ کو یہی فیصلہ کرنا چاہیے تھا یا اس سے بڑھ کر بھی کچھ کیا جاسکتا تھا؟ پارلیمنٹ نے متفقہ قرارداد میں دوست ملک سعودی عرب کے بارے میں جو کچھ قرار دیا، کیا وہی کچھ قرار دیا جانا چاہیے تھا یا اس سے بہتر بات بھی کی جاسکتی تھی؟ سوال ہے کہ حکومت پاکستان نے سعودی عرب کے معاملے میں جو کچھ کیا، کیا وہ پاکستان کے لیے سودمند ہوگا یا خدانخواستہ الٹا نقصان دہ بھی ثابت ہوسکتا ہے؟ کیا کسی نے سوچا کہ اس قرارداد کے بعد عرب دنیا میں روزگار کے سلسلے میں مقیم چالیس لاکھ پاکستانیوں کے گھروں میں خوف اور دہشت کے جو خدشات اُبھرنے لگے ہیں، اس کے متعلق کسی نے کچھ کیوں نہیں سوچا؟ کیا قومی اسمبلی میں پاس کی جانے والی قرارداد واقعی قوم کے اجتماعی شعور کی عکاسی کرتی ہے؟ اِس ملک میں اصل فیصلے کرنے والوں سے یہ سوال اگر کسی اور نے نہ بھی پوچھے تو تاریخ یہ سوال ضرور پوچھے گی!

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یادداشت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

''سعودی عرب اور یمن کے درمیان موجود پریشان کن صورت حال ایک خوفناک سازش کا نتیجہ ہے۔ اس سازش میں درحقیقت یہودی، صلیبی اور امریکی شامل ہیں، جو بنیادی طور پر پورے عالم اسلام کو ان کے اندرونی مسائل میں الجھانے کے لیے خوف ناک منصوبہ بندی کر رہے ہیں، جس طرح انھوں نے پاکستان کے اندر جنگ چھیڑ رکھی ہے اور مسلمان کو مسلمان کے خلاف کھڑا کیا ہے اور جیسے انہوں نے مشرق وسطی میں ''داعش'' کو کھڑا کیا جو شام اور عراق کے مسلمانوں کا قتل عام کر رہے ہیں، بالکل اسی انداز میں یمن میں حوثی قبائل کو کھڑا کیا گیا ہے، تاکہ وہ ایک بڑی قوت بن کر سعودی عرب کے لیے خطرہ بن جائیں۔ حقیقت میں یمن کے باغی حوثی قبائل کا اصل ہدف سعودی عرب ہے۔

ہم سعودی عرب کا دفاع اور حرمین شریفین کا تحفظ اپنا دینی فریضہ سمجھتے ہیں، کیونکہ سعودی عرب میں حرمین شریفین امتِ مسلمہ کے روحانی مرکز ہیں اور پاکستان عالم اسلام کا دفاعی مرکز ہے۔ ان دونوں کے خلاف جو بھی سازش ہو اس کا مقابلہ کرنا ہمارا دینی فریضہ ہے۔''

پروفیسر حافظ محمد سعید

امیر جماعۃ الدعوۃ پاکستان

دارالاندلس
4-لیک روڈ چوبرجی لاہور +92-42-37230549 | غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور +92-42-37242314 | بالمقابل سفاری پارک گلشن اقبال کراچی +92-21-34835502
Head Office : Cell + 92-322-4006412 Email: dar_ul_andlus@yahoo.co
010051610